دیوانِ غالب۔ اردو

نسخۂ عرشی و نسخۂ حمیدیہ کا تقابلی مطالعہ

زاہرہ نثار



ادارہ تالیف و ترجمہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

دیوانِ غالب اردو

نسخۂ عرشی و نسخۂ حمیدیہ کا تقابلی مطالعہ

[redacted]

زاہرہ نثار

ادارہ تالیف و ترجمہ

پنجاب یونیورسٹی لاہور

اشاعت اوّل : جون ۲۰۰۸ء

تعداد : ۳۰۰ عدد

ناشر : ناظم، ادارہ تالیف و ترجمہ
علامہ اقبال کیمپس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
ای۔میل: udc@udc.pu.edu.pk
فون نمبر: 092 - 042 - 9210838

کمپوزنگ : محمد کاشان اکبر

طابع : پنجاب یونیورسٹی پریس

انتساب

اُردو ادب کے محققین کے نام

فہرست مشمولات

نمبر شمار	ردیف الف	صفحہ نمبر
۴۳۔	خود پرستی سے رہے باہم دگر ناآشنا	۳۶
۴۴۔	یک ذرۂ زمیں نہیں بے کار باغ کا	۳۷
۴۵۔	عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا	۳۷
۴۶۔	بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	۳۸
۴۷۔	وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا	۳۸
۴۸۔	گر نہ احوالِ شبِ فرقت بیاں ہو جائے گا	۳۹
۴۹۔	قطرۂ مے بسکہ حیرت سے نفس پرور ہوا	۴۰
۵۰۔	اف نہ کی، گو سوزِ دل سے بے محابا جل گیا	۴۰
۵۱۔	پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا	۴۱
۵۲۔	تو دوست کسو کا بھی ستمگر نہ ہوا تھا	۴۲
۵۳۔	ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا	۴۲
۵۴۔	عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا	۴۳
۵۵۔	بسکہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا	۴۳
۵۶۔	گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا	۴۴
۵۷۔	بہ مہر نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا	۴۴
۵۸۔	سحر گہ باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا	۴۴
۵۹۔	خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا	۴۵
۶۰۔	شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا	۴۶
	ردیف ب	
۶۱۔	بسکہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابانِ خراب	۴۶
۶۲۔	ہے بہاراں میں خزاں پرور خیالِ عندلیب	۴۷
	ردیف ت	
۶۳۔	جاتا ہوں جدھر سب کی اٹھے ہے اُدھر انگشت	۴۸
۶۴۔	نیم رنگی جلوہ ہے بزمِ تجلی زارِ دوست	۴۹

نمبر شمار	ردیف ر	صفحہ نمبر
۸۵۔	فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیداد دشمن پر......................	۶۰
	ردیف ز	
۸۶۔	حسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز......................	۶۰
۸۷۔	بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز......................	۶۱
۸۸۔	چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامل ہنوز......................	۶۱
۸۹۔	میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز......................	۶۱
۹۰۔	حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز......................	۶۲
۹۱۔	نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز......................	۶۲
۹۲۔	کو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز......................	۶۳
۹۳۔	داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز......................	۶۳
۹۴۔	نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز......................	۶۴
	ردیف س	
۹۵۔	حاصلِ دلبستگی ہے عمرِ کوتاہ اور بس......................	۶۴
۹۶۔	دشتِ الفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس و بس......................	۶۵
۹۷۔	کرتا ہے بہ یادِ بتِ رنگیں دلِ مایوس......................	۶۵
	ردیف ش	
۹۸۔	ز جوشِ اعتدالِ فصل و تمکینِ بہار آتش......................	۶۶
۹۹۔	بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد آتش......................	۶۶
	ردیف ع	
۱۰۰۔	جادۂ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع......................	۶۷
۱۰۱۔	رخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع......................	۶۷
	ردیف غ	
۱۰۲۔	عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ......................	۶۸
۱۰۳۔	بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منع یار باغ......................	۶۸

نمبر شمار	ردیف ف	صفحہ نمبر

نمبر شمار	ردیف ن	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	ردیف ن	نمبر شمار

نمبر شمار	ردیف و	صفحہ نمبر
۱۴۸۔	اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو	۹۱
۱۴۹۔	بے درد سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو	۹۲
۱۵۰۔	حسد پیمانہ ہے دل عالمِ آب تماشا ہو	۹۲
۱۵۱۔	مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو	۹۳
۱۵۲۔	خشکیِ مے نے تلف کی میکدے کی آبرو	۹۴
۱۵۳۔	رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو	۹۴
	ردیف ہ	
۱۵۴۔	رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ	۹۵
۱۵۵۔	خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ	۹۵
۱۵۶۔	بسکہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ	۹۵
۱۵۷۔	جز دل سراغِ درد بدل خفتگاں نہ پوچھ	۹۶
۱۵۸۔	جوشِ دل ہے نشہ ہائے فطرتِ بیدل نہ پوچھ	۹۶
۱۵۹۔	شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ	۹۷
۱۶۰۔	از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ	۹۷
۱۶۱۔	کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدّعا سمجھ	۹۸
	ردیف ی	
۱۶۲۔	دل ہی نہیں کہ منتِ درباں اٹھایئے	۹۸
۱۶۳۔	ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے	۹۹
۱۶۴۔	غمِ دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اٹھانے کی	۱۰۰
۱۶۵۔	بساطِ عجز میں تھا ایک دل یک قطرہ خوں وہ بھی	۱۰۰
۱۶۶۔	پھونکتا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی	۱۰۱
۱۶۷۔	کیا ہے ترکِ دنیا کاہلی سے	۱۰۱
۱۶۸۔	حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی	۱۰۱
۱۶۹۔	نگہ اس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی	۱۰۲
۱۷۰۔	کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے	۱۰۲

عرضِ ناشر

اردو زبان اور اس کے کلاسیکی ادب کے بارے میں کچھ قابلِ قدر کام بھی ہوا ہے لیکن بہت سے گوشے ابھی توجہ طلب ہیں خصوصاً کلاسیکی متون کی بہم رسانی اور تدوین کا کام ہنوز ابتدائی مراحل میں ہے یہاں تک کہ اہم ترین شعرا کے شعری سرمائے کی تدوین کے بارے میں بھی بہ الفاظ غالب یہ کہا جا سکتا ہے کہ ''حق ادا نہ ہوا''۔

غالبؔ کو اردو زبان کے بیشتر اہلِ ذوق اپنا سب سے بڑا شاعر کہتے ہیں مگر اس کے کلام کی تدوین بھی حقیقی معنوں میں ابھی تک نہیں کی گئی۔ اگرچہ حمید احمد خان، حامد علی خان، امتیاز علی عرشی اور کالی داس گپتا رضا جیسی قد آور شخصیات نے اس کام کو انجام دینے کی کاوشیں کی ہیں مگر ان میں سے کسی کے کام کو بھی آنے والے محققین کے لیے مثال اور نمونہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ عرشیؔ اور حمید احمد خاں کے کام بہتر ہونے کے باوجود کئی جگہ اصولِ تدوین کے مسلمات کے مطابق نہیں ہیں۔ عرشیؔ کی فروگزاشتوں کی طرف گیان چند جین نے اشارے کیے ہیں۔ حمید احمد خاں نے ۱۹۳۸ء میں بھوپال جا کر مفتی انوار الحق کے مرتبہ نسخۂ حمیدیہ کا جب اصل مخطوطے سے مقابلہ کیا تو انحراف کی تمام ممکنہ صورتوں کو موجود پایا اور انھیں نوٹس کی شکل میں لکھ لیا لیکن اکتیس سال بعد ۱۹۶۹ء میں انھوں نے جب ''نسخۂ حمیدیہ'' شائع کیا تو اپنی یادداشتوں کے ناکافی ہونے کا احساس کرتے ہوئے دورانِ تدوین نسخۂ عرشی اور نسخۂ شیرانی سے مدد لی اور اسی بنا پر اسے نسخۂ حمیدیہ (بھوپال) کا مستند متن قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب حمید احمد خان اور امتیاز علی عرشیؔ کے کاموں میں کوتاہیاں موجود ہیں تو دیگر تدوینی کاوشوں کے بارے میں خاموشی ہی بہتر ہے۔

زیرِ نظر کتاب کلامِ غالب کے انھی دو مشہور نسخوں کی تدوین اور ان کے تقابلی مطالعے سے سامنے آنے والے حقائق کو پیش کرنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔ اس مطالعے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کلامِ غالب کی مثالی تدوین کی ضرورت ابھی برقرار ہے۔ اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ شخصیت پرستی اور عقیدت کی بنا پر علمی معروضیت سے اجتناب نہیں کرنا چاہیے۔

اُمید ہے اس کی اشاعت اہلِ علم کو کلامِ غالب کی مثالی تدوین کی طرف متوجہ کرے گی۔

پروفیسر ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر

ناظم ادارۂ تالیف و ترجمہ

اغلاط نامہ

نمبر شمار	صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	درست
۱۔ پیش لفظ	ب	۱۳	خط کشید	بہ خطِ کشیدہ
۲۔ مقدمہ	۱	۴	مجلس ترقی ادب	انجمنِ ترقیِ اردو
۳۔ //	۱۵	۲۴	نکتۂ نظر	نقطۂ نظر
۴۔ //	۱۹	۲۰	غائر	بہ نظرِ غائر
۵۔ //	۲۲	۶	عبدالطیف	عبداللطیف
۶۔ //	۲۳	۲۴	//	//
۷۔ //	//	۲۶	//	//

پیش لفظ

غالب نے اردو شاعری کو مضامینِ رنگارنگ سے نوازا ہے۔ غالب کا اُردو دیوان متعدد بار زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے کے باوجود آج تک استناد سے محروم رہا ہے۔ اس لیے کہ اِس کے متن کو مرتب کرنے والوں نے تدوین کے معیاری اصولوں کی بجائے خودساختہ طریقوں سے اِسے مرتب کیا۔ یہی وجہ ہے کہ عرشی اور حمید احمد خاں جیسے غالب شناس بھی کلامِ غالب کی تدوین کا حق ادا نہ کرسکے۔

حمید احمد خاں نے نسخۂ حمیدیہ میں اُس نسخۂ بھوپال (۱۸۲۱ء) کے متن کی ازسرِنو بحالی کی کوشش کی ہے جس کا مخطوطہ اُن کے سامنے موجود ہی نہیں تھا۔ تدوین کے اِس عمل کو کیا نام دیا جائے جہاں اساسی متن مدون کے پاس موجود ہی نہ ہو اور وہ اُسے بازیاب کرنے کا دعوے دار ہو؟ ظاہر ہے تدوین کا حق ادا نہیں ہوا اور انتہائی ناقص نسخہ سامنے آیا۔ اس نسخے کے مشمولات کو مفتی انوارالحق کے نسخے (مطبوعہ ۱۹۲۱ء) سے جابجا تقویت پہنچائی گئی ہے۔ نسخۂ حمیدیہ انھی اوصاف کے باعث کلامِ غالب کی تدوین کی ایک ناکام وغیر معیاری کوشش کے سوا کچھ نہیں۔

عرشی جیسے غالب شناس سے توقع تھی کہ وہ کلامِ غالب کی تدوین کے ضمن میں جتنے رخنے اور رکاوٹیں دور کرسکتے تھے، وہ اُنھوں نے کر دیے ہوں گے، لیکن اُنھوں نے دیوان کی تدوین کا نیا طریقہ یہ نکالا کہ متروک اور متداول کلام کی کھکھیڑ میں ڈال کر اُسے چار حصوں میں تقسیم کر کے اُردو تحقیق وتدوین کی روایت میں من مانی کی نئی مثال قائم کی۔ اس طرح آپ غالب کی ایک غزل کا مطالعہ کرنا چاہیں تو وہ دیوان کے مختلف حصوں میں ٹکڑوں میں بٹی قاری کی بے بسی کا مذاق اُڑاتی نظر آتی ہے۔

دونوں نسخوں کے غائر مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عرشی اور حمید احمد خاں، دونوں حضرات غالب کا ایسا کلام پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں جسے مستند اور معیاری کلام کا درجہ دیا جاسکے اور جو اُردو تحقیق وتدوین کی روایت میں منفرد مقام کا حامل ہو۔ اس تقابلی مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تاحال غالب کا اردو دیوان صحیح معنوں میں مدون نہیں ہوسکا۔ تدوین کے معیاری اصولوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس دیوان کی ازسرِنو تدوین اشد ضروری ہے۔

دیوانِ غالب اُردو ''نسخۂ عرشی'' و ''نسخۂ حمیدیہ'' کے تقابلی مطالعے میں اِس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ دونوں دواوین کی انفرادیت کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اِن کے تحقیقی وتدوینی سقم کی نشان دہی بھی کی جائے۔ اِس تقابل میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ شخصیت کے سحر سے بالاتر ہو کر تحقیق وتدوین کے حامل ان متون کی جانچ پرکھ کی جائے۔ اس تقابلی مطالعے کا مقصد کسی شخصیت کی کم تری یا کم علمی کا اظہار نہیں ہے بلکہ تنقید وتحقیق کی صحیح سمت متعین کرنے کی کوشش ہے۔

''نسخۂ عرشی'' و ''نسخۂ حمیدیہ'' کے تقابلی مطالعے میں ''نسخۂ حمیدیہ'' کو اُس کی فنی وحدت کی بنا پر حوض میں جگہ دی گئی ہے، جب کہ ''نسخۂ عرشی'' کی چوگانہ تقسیم کے باعث اُس کے متن کا تقابل ''نسخۂ حمیدیہ'' سے کرنے کے بعد اختلافات کو حاشیے میں درج کیا ہے۔ اِس عمل میں ایسے اشعار بھی سامنے آئے جو ''نسخۂ حمیدیہ'' میں شامل قصائد یا غزلوں میں تو درج تھے، لیکن ''نسخۂ عرشی'' میں مذکور نہیں تھے؛ ایسے اشعار کی نشان دہی مذکورہ قصیدے یا غزل کے حاشیے میں کر دی گئی ہے۔ اِسی طرح

تقابلی مطالعے میں ایسے اشعار بھی سامنے آئے جن کا اندراج نسخۂ عرشی میں ہوا تھا، لیکن نسخۂ حمیدیہ میں نہیں ہوا تھا۔ ایسے اشعار کی نشان دہی تین صورتوں میں کی گئی ہے:-

(الف) وہ اشعار جن کا اندراج ''نسخۂ حمیدیہ'' میں شامل کسی بھی (ردیف وقافیے کی) غزل کے تحت نہیں ہے۔ اُنھیں ضمیمہ میں ردیف وار اُن کے غزل نمبر کے تحت درج کر دیا ہے۔

(ب) نسخۂ عرشی اور نسخۂ حمیدیہ کی ایسی غزلیں جو یکساں ردیف کی حامل تھیں؛ اُن کے نسخۂ حمیدیہ سے تقابل کے بعد باقی ماندہ اشعار کو اضافی قرار دے کر اُسی غزل کے حاشیے میں درج کر دیا ہے اور غزل کے کل اشعار میں اُنھیں شامل کر دیا ہے۔ اس لیے کہ وہ اُسی غزل کا حصہ ہیں۔

(ج) ایسے اشعار جو مخمس، قطعے، مرثیے اور سہرا کے عنوان سے نسخۂ عرشی کے مختلف حصوں میں درج ہیں، اُنھیں نسخۂ عرشی کے اُسی حصے کے عنوان کے تحت اُسی نمبر کے ساتھ ضمیمے میں درج کیا ہے، جس نمبر سے وہ نسخۂ عرشی میں درج ہیں۔

اختلافی الفاظ کو متن میں خطِ کشید لایا گیا ہے اور حاشیے میں نمبروار اختلافات کو درج کر دیا ہے۔ ''نسخۂ عرشی'' و ''نسخۂ حمیدیہ'' کے تقابل سے زیرِ مطالعہ آنے والے مشاہدات کو مقدمے میں زیرِ بحث لایا گیا ہے اور جہاں تک ہو سکا ہے، مختلف تنقیدی و تحقیقی کتب و رسائل سے استفادہ کرتے ہوئے شواہد قارئین تک پہنچانے کی سعی کی ہے۔

دیوانِ غالب اُردو پر کام کرنا میری ہی نہیں، میرے اُستادِ محترم ڈاکٹر اورنگ زیب عالم گیر کی بھی خواہش تھی۔ اُن کا اصرار میرے لیے مہمیز ثابت ہوا۔ اُن کی حوصلہ افزائی کا شکریہ الفاظ میں ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا کرم اور مہربانی شاملِ حال نہ ہوتی تو میں یہ کام کرنے کی متحمل نہ ہو سکتی۔ اُس کی ذات کا شکر کیسے ادا کروں کہ انسان اپنے خالق کا شکر ادا کرنے کی کلی استعداد نہیں رکھتا۔ بقول غالب:

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

زاہرہ نثار
۹/جون ۲۰۰۸ء

مقدمہ

غالب کا اردو دیوان، غالب کی زندگی میں پانچ مرتبہ شائع ہوا تھا۔ دیوان کی ہر اشاعت میں غالب نے اشعار میں ردّ و بدل اور تصحیح کی ہے۔ اس لیے غالب کا اردو دیوان اپنے اندر محققین و مدونین کے لیے ''گنج ہائے گراں مایہ'' لیے ہوئے ہے۔ اِس تحقیقی و تنقیدی مطالعے میں اختلافِ نسخ کے حامل دو نسخے نسخۂ عرشی اور نسخۂ حمیدیہ، منتخب کیے گئے ہیں۔

دیوانِ غالب اردو موسوم بہ ''نسخۂ عرشی'' مرتبہ امتیاز علی خاں عرشی، مجلس ترقی ادب (ہند) علی گڑھ سے ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا۔ عرشی نے تمام ممکنہ مآخذ کی مدد سے کلامِ غالب کو مدون کر کے شائع کیا۔ مرتب نے اس دیوان کے آغاز میں مقدمہ بھی شامل کیا ہے۔ دیوان کے اختتام پر اسما و اماکن والسنہ، کتب، علوم اور مقامات کا اشاریہ دیا گیا ہے۔ فہرستِ اشعار بھی دیوان کے آخر میں درج ہے۔ عرشی کے ہاں کلامِ غالب چار حصوں میں منقسم نظر آتا ہے: ۱

(۱)	گنجینۂ معنی	(۲)	نوائے سروش
(۳)	یادگارِ نالہ	(۴)	بادآوردہ

عرشی نے دیوانِ غالب (اردو) کی تدوین میں تمام ممکنہ مآخذ سے مدد لی ہے۔ اُنھوں نے دیوانِ غالب کے مختلف نسخوں اور ایڈیشنوں کے ساتھ ساتھ تاریخوں، تذکروں، معاصر شعراء کے دواوین، قدیم و جدید اخبارات، رسائل اور خطوط کی مدد سے جا بجا بکھرے ہوئے کلامِ غالب کو نسخۂ عرشی کی صورت میں یکجا کر دیا ہے۔ نسخۂ عرشی میں مذکورہ مآخذ کے حوالے جا بجا ملتے ہیں۔

عرشی کے علم و فضل کے باعث اُنھیں غالب پر برعظیم کی سب سے بڑی سند مانا جاتا ہے۔ ناقدین، عرشی کو ''عربی لغت کا مزاج شناس اور اہلِ زبان کا مانا ہوا منشی، تفسیراتِ سلف کا نامور عالم، انتقادی و تحقیقی مرتب اور مشرقی مخطوطات کا ماہر فہرست نگار'' مانتے ہیں۔ خلیق انجم نے مولانا عرشی کے طرزِ تدوین کے بارے میں اپنے مضمون ''مولانا عرشی ـــــ اردو کے پہلے متنی نقاد'' میں لکھا ہے:

> ''اُن کے تیار کیے ہوئے تنقیدی ایڈیشن دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اُنھوں نے اس فن میں انگریزی کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور عین ممکن ہے کہ اُنھوں نے انگریزی کے کسی تنقیدی اڈیشن کو اپنے لیے نمونہ بنایا ہو۔۔۔'' ۲

ڈاکٹر اسلم پرویز اپنے مضمون ''متنی تنقید اور دیوانِ غالب نسخۂ عرشی'' میں لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔ایک سنجیدہ متنی نقاد کا کام رگِ سنگ سے لہو ٹپکانا ہے۔ دیوانِ غالب نسخۂ عرشی اس رگِ سنگ سے لہو ٹپکانے کا دوسرا نام ہے۔'' ۳

---

۱ نسخۂ عرشی، دیوانِ غالب اردو، عرشی۔ امتیاز علی خاں، لاہور مجلس ترقی ادب، طبع اوّل جون ۱۹۹۲ء (تفصیل کے لیے دیکھیے ص ۴۳ تا ۷۶)

۲ ''مولانا عرشی۔ اردو کے پہلے متنی نقاد'' از خلیق انجم مشمولہ ''امتیاز علی عرشی ادبی و تحقیقی کارنامے'' مرتبہ نذیر احمد، پروفیسر، نئی دہلی غالب انسٹی ٹیوٹ، دسمبر ۱۹۹۱ء، ص ۱۴۳

۳ ''متنی تنقید اور دیوانِ غالب نسخۂ عرشی'' از ڈاکٹر اسلم پرویز مشمولہ ''امتیاز علی عرشی ادبی و تحقیقی کارنامے'' مرتبہ نذیر احمد، پروفیسر، ص ۱۵۲

مالک رام اپنے مضمون ''تبصرہ دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی)'' میں لکھتے ہیں:

> ''اردو دنیا کو مولانا امتیاز علی عرشی کا ممنونِ احسان ہونا چاہیے کہ برسوں کی ریاضت کے بعد انھوں نے یہ کام مکمل کرلیا جس میں انھوں نے موضوع کے تمام گوشوں کو اُجاگر کر دیا۔''[۱]

نسخۂ عرشی کی خوبی یہ ہے کہ اس کی بنا پر کلامِ غالب پر نقد ونظر کے لیے بعد میں آنے والے محققین، مدونین اور ناقدین کے لیے نئے در وا ہوتے ہیں۔ مثلاً عرشی نے کلام کی تدوین کے ساتھ ساتھ یکساں موضوعات کے حامل اشعار کا اندراج حاشیے میں کیا ہے [حالاں کہ یہ تدوین کا غلط تصور ہے اور یہ بات تدوین کے دائرہ کار سے خارج ہے]۔ اس حوالے سے (اشعار کی تشریح وتوضیح میں) یکساں موضوعات کے حامل اشعار (فارسی اور اردو) قابلِ ذکر ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سیّد عبداللہ نے عرشی کی تحقیق وتدوین سے تنقیدی سطح پر تحریک حاصل کی۔ ''نذرِ عرشی'' مرتبہ مالک رام ومختارالدین احمد میں ''غالب ____ دو زبان شاعر'' کے عنوان سے ڈاکٹر سیّد عبداللہ کا شامل مضمون غالب کی فارسی دانی کے متعلق دل چسپ انکشافات سموئے ہوئے ہے۔ سیّد عبداللہ نے فارسی اشعار پر اردو اشعار کی فضیلت ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی بحث کی ہے کہ کہاں کہاں غالب فارسی اشعار کو اردو زبان کا جامہ پہنانے میں کامیاب رہے ہیں اور کہاں کہاں یہ کوشش بارآور ثابت نہیں ہوسکی۔ سیّد عبداللہ نے مثالوں میں جن اشعار کا ذکر کیا ہے، عرشی نے وہ اشعار حاشیے میں درج کیے ہیں۔

اگرچہ ''نسخۂ عرشی'' ذخیرہ غالبیات میں ایک اہم اضافہ ہے تاہم غالب کے مدونہ دیگر دواوین کی طرح یہ حرفِ آخر نہیں ہے۔ تحقیق وتدوین کا لامتناہی سفر کسی بھی تخلیق کی بازیافت کی کوشش ہے، اسے حتمی طور پر منشائے مصنف نہیں کہا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ دیوانِ غالب کی تدوین جیسا موضوع آج بھی زندہ ہے اور اس پر کام کرنے کی ضرورت وگنجائش موجود ہے۔

کسی بھی تحریر میں لاشعوری طور پر تسامحات در آتے ہیں۔ ان تسامحات کے حل کے لیے محققین اور اہلِ علم کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ نسخۂ عرشی بعض حوالوں سے غالبیات کا اہم موضوع ہے۔ عرشی جیسے عالم نے بھی تدوینی معیارات کی کلیتاً پابندی نہیں کی۔ اس بات کا ثبوت نسخۂ عرشی کے مقدمے سے ملتا ہے۔ عرشی لکھتے ہیں:

> ''جہاں تک نسخۂ عرشی کے متن کا تعلق ھے، اس میں میرزا صاحب کی آخری اصلاح پیش کی گئی ھے، اور باقی ترمیموں کو اختلافِ نسخ میں جگہ دی ھے۔ لیکن کہیں کہیں کسی خاص وجہ سے اس کے خلاف بھی عمل میں آیا ھے۔ مثلاً میں نے اس امر کی بھی سعی کی ھے کہ میرزا صاحب نے آخری زمانے میں اپنے کلام میں جو اصلاح کی ھے اُسے خوش ذوقی کے پیمانے سے بھی ناپوں۔ اگر میری دانست میں اُن کی یہ سعی خوب کو خوب تر بنانے والی معلوم ہوی ھے، تو اُسے متن میں رکھا ھے۔ ورنہ متن کے اندر پرانے لفظوں کو برقرار رکھ کر حاشیے میں اصلاح کا تذکرہ کر دیا ھے۔ بہ ظاہر یہ اصولِ ترتیب وتصحیح سے انحراف ھے مگر آخر اصول میں کسی قدر لچک بھی تو ہوا کرتی ھے۔''[۲]

---

[۱] ''تبصرہ دیوانِ غالب (نسخۂ عرشی)'' مالک رام، مشمولہ نقوش، مدیر محمد طفیل، شمارہ نمبر ۱۰۱، لاہور ادارہ فروغِ اردو، نومبر ۱۹۶۴ء، ص ۱۶۵

[۲] نسخۂ عرشی، دیوانِ غالب اردو، نقشِ ثانی مرتبہ عرشی، امتیاز علی خاں، لاہور مجلس ترقی ادب، طبع اول جون ۱۹۹۲ء، ص ۷۷، ۷۸

عرشی کے مذکورہ بالا بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُنھوں نے تدوین کے بنیادی اصولوں سے انحراف کیا ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ مصنف کے آخری زمانے کے اصلاحی کلام کو اساسی متن قرار دیتے ہیں اور کسی بھی مدون کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ کسی شاعر کے متن کو اپنے خوش ذوقی کے پیمانے سے ناپے۔ ایسا کرنا تدوین کے اصولوں کی صریح خلاف ورزی ہے۔ شاعر اپنے کلام کے عیوب ومحاسن کا ذمہ دار ہے نہ کہ مرتب۔ مرتب کا کام اُس متن کی بازیافت ہے جو شاعر یا مصنف کا آخری اصلاح شدہ متن ہے۔ مرتب اپنے علمی کمالات کا اظہار حاشیے میں کرسکتا ہے۔ عرشی اصل متن کو برقرار رکھتے ہوئے حاشیے میں متن کے متروک الفاظ کی خوبی بیان کرسکتے تھے۔

عرشی نے نسخۂ رام پور کو اساسی متن قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند اپنے مضمون ''غالب کا نسخۂ عرشی'' میں اِس حوالے سے لکھتے ہیں:

''۔۔۔کانپور ایڈیشن غالب کا تصحیح کردہ آخری متن ہے۔۔۔۔عرشی صاحب کا رجحان نسخۂ رام پور کو ترجیح دینے کا ہے۔ مالک رام نے اعتراض کیا تو عرشی صاحب نے جواب دیا کہ چونکہ نسخۂ رام پور کے بعض متون کانپوری ایڈیشن کے متون سے بہتر ہیں۔ اس لیے انھوں نے خوش ذوقی کے پیمانے سے کام لے کے غالب کی بعد کی اصلاحوں پر سابق متن کو ترجیح دی۔'' [۱]

عرشی نے اِس حوالے سے کچھ مثالیں درج کی ہیں جن کی رو سے اُنھوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نسخۂ رام پور اساسی متن ہے۔ ڈاکٹر گیان چند اِس حوالے سے لکھتے ہیں:

''۔۔۔عرشی صاحب کی درج کردہ مثالوں میں سے اکثر صریحاً سہوِ کاتب ہیں۔

کانپور ایڈیشن (ج)	نسخۂ رام پور (قب)
بھر کے بھیجیں ہے سر بمہر گلاس	بھیجے ہیں'' [۲]

''۔۔۔مرتب کو آخری متن پر پیش تر کے متن کو ترجیح دینے کا اختیار نہیں۔ اگر معنوی اعتبار سے کوئی غلطی پیدا نہ ہو جائے تو محض خوش نمائی کی خاطر مصنف کی ترمیم کو رَد نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔

اس موقع پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ

good version is no subsitute for genuine version.'' [۳]

عرشی کے ہاں تدوین کا مغربی انداز کلیتاً نہیں ملتا بلکہ اُنھوں نے خوش ذوقی کے پیمانوں سے کام لیتے ہوئے تدوین کے مغربی انداز کی صریح خلاف ورزی کی ہے۔ شاعر اگر متن کی تمسیخ کا مرتکب ہو تب بھی مدون اُس مسخ شدہ متن کو ہی مرتب کرے گا۔ اِس حوالے سے ڈاکٹر گیان چند لکھتے ہیں:

''اچھا متن اصلی متن کا بدل نہیں ہوسکتا۔ کتابت یا املا کی غلطی دوسری بات ہے۔

۱۔ ''غالب کا نسخۂ عرشی'' از گیان چند، ڈاکٹر، مشمولہ نقوش، غالب نمبر شمارہ نمبر ۱۱۱، فروری ۱۹۶۹ء، ص ۱۸۷

۲۔ بحوالہ ایضاً ص ۱۸۷

۳۔ بحوالہ ایضاً ص ۱۸۸

بقیہ صورتوں میں مصنف کی دانستہ ترمیم کو رَدّ کرنا بڑی جسارت کا کام ہے۔ اگر شاعر نے اپنی ترمیم سے شعر کے حسن میں کمی بھی کر دی ہے تو بھی مسخ شدہ متن کو صحیح ماننے بغیر چارہ نہیں۔ معنوی غلطی کی صورت میں یہ شبہ برقرار رہتا ہے کہ شاید شاعر نے ایسا نہ کیا ہو۔ آپ حواشی یا اختلافِ نسخ میں شاعر کی بدمذاقی پر ہزار سینہ کوبی کیجیے لیکن اِس کے عندیے کو قبول کرنا پڑے گا۔" [۱]

عرشی نے اپنے دفاع میں اصولِ ترتیب و تصحیح سے انحراف کی درج ذیل مثال پیش کی ہے:

"۔۔۔ اگر میں اور وہ [مالک رام] دونوں اِس قاعدے پر جمے رہتے کہ آخری ایڈیشن کی قرأت ہی متن میں پیش کی جا سکتی ہے جو اہلِ ذوق اور اہلِ نظر دونوں کی نظر میں یہ اصرار بجائے متن کو بہتر شکل میں مرتب کرنے کے اُس کی تخریب کا باعث بن جاتا۔" [۲]

عرشی مزید لکھتے ہیں:

"۔۔۔ میرزا صاحب کا مشہور شعر ھے ۔

ھے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم
آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے

نسخۂ رام پور جدید کی نقل پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے میرزا صاحب نے پہلے مصرع کو یوں کر دیا:

ہے زلزلہ و صرصر و سیلاب کا عالم

میری دانست میں اِس شعر پر یہ اُن کی آخری اصلاح ہے مگر مجھے محبوب کے لیے تباہ کاری و بربادی کا یہ نقشہ پسند نہ آیا۔ محبوب کی شوخیٔ طبع اور سیماب مزاجی کے ذکر میں جو لطف ہے، وہ اس کے ظلم و جور کے بیان میں کہاں۔ اِس بات کو اُنھوں نے دوسری جگہ یوں کہا ھے:

بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا
بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا

اسی لیے میں نے پرانے لفظوں کو متن میں اور آخری الفاظ کو اختلافِ نسخ میں جگہ دی ھے اور متوقع ھوں کہ میرے اصولِ متعارفہ سے اِس انحراف کو خود تبصرہ نگار بھی پسند فرمائیں گے۔" [۳]

---

۱ "غالب کا نسخۂ عرشی" از گیان چند، ڈاکٹر، مشمولہ نقوش، غالب نمبر شارہ نمبر ۱۱۱، فروری ۱۹۶۹ء، ص ۱۸۸

۲ دیوانِ غالب اردو (نسخۂ عرشی)، امتیاز علی عرشی مشمولہ نقوش، شارہ نمبر ۱۰۱، نومبر ۱۹۶۴ء، ص ۱۸۰

۳ ایضاً، ص ۱۸۱

تدوین کے مغربی اصولوں سے انحراف کی ایک اور صورت یہ ہے کہ عرشی نے مختلف نسخوں سے موازنہ کرتے ہوئے اُن نسخوں کے اختلافی الفاظ کی نشان دہی، حاشیے میں کی ہے لیکن شعر یا مصرع کے جس لفظ یا الفاظ سے اختلاف ہے، انھیں خط کشید نہیں کیا۔ جب کہ تدوین کا معیاری اصول یہ ہے کہ اختلافی متن کو خط کشید کیا جاتا ہے تاکہ قاری اختلافی متن کا مطالعہ زیادہ آسانی سے کر سکے۔ اِس طرح عرشی نے مغربی تدوین کے اس معیاری اصول سے بھی انحراف کیا ہے۔

''نسخۂ عرشی'' اور ''نسخۂ حمیدیہ'' کے تقابلی مطالعے سے ایک اہم بات جو سامنے آتی ہے وہ اُن اضافی اشعار کا اندراج ہے، جو ''نسخۂ عرشی'' اور ''نسخۂ حمیدیہ'' کی مشترک ردیف و قافیہ کی حامل غزلوں کے تقابل میں سامنے آئے ہیں۔ (یہاں اُن غزلوں سے بحث نہیں ہے جو نسخۂ عرشی میں بحیثیت فرد درج ہیں) اضافی اشعار کا اندراج دو صورتوں میں سامنے آتا ہے

(الف) ''نسخۂ عرشی'' (گنجینۂ معنی اور نوائے سروش) میں شامل غزلوں کے نسخۂ حمیدیہ کے تقابل سے سامنے آنے والے اضافی اشعار۔

(ب) نسخۂ حمیدیہ میں شامل غزلوں میں درج اضافی اشعار۔

ان دونوں صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف۔ i) نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزلوں کے نسخۂ حمیدیہ کے تقابل سے سامنے آنے والے اضافی اشعار درج ذیل ہیں:

گنجینۂ معنی	غزل نمبر	شعر نمبر	شــــــــعــــــــر	
"	۴	۳:	عالم طلسم شہرِ خموشاں ھے سربسر	یا میں غریب کشورِ گفت و شنود تھا
"	۷۹	۷:	سمجھا ھوا ھوں عشق میں نقصاں کو فائدہ	جتنا کہ نا امید تر امیدوار تر
"	۱۳۱	۴:	ظاھر ھیں میری شکل سے افسوس کے نشاں	خارِ الم سے پشت بدنداں گزیدہ ھوں
"	۱۹۷	۵:	ھے، بہار تیز رَو، گلگونِ نکہت پر سوار	یک شکستِ رنگِ گل، صد جنبشِ مہمیز ھے
"	۲۰۵	۴:	خوانا نہیں ھے خط رقمِ اضطرار کا	تدبیر پیچ تابِ نفس کیا کرے کوئی
"	۲۴۱	۷:	طلسم منتِ یک خلق سے رھائی دی	جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احسان ھے
"	۲۴۱	۸.	جنوں نے مجھ کو بنایا ھے مدعی میرا	ھمیشہ ہاتھ میں میرے میرا گریباں ھے
"	۲۵۴	۳.	کمالِ حسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو	تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ھے

ii) نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں شامل غزلوں کے نسخۂ حمیدیہ کے تقابل سے سامنے آنے والے اضافی اشعار درج ذیل ہیں:

نوائے سروش	غزل نمبر	شعر نمبر	شــــــــعــــــــر	
"	۵۱	۳:	خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے	صورتِ نقشِ قدم، ھوں رفتۂ رفتارِ دوست
"	"	۴:	عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے	کشتۂ دشمن ھوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست
"	"	۵:	چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ھے	دیدۂ پُرخوں ھمارا، ساغرِ سرشارِ دوست
"	"	۶:	غیر یوں کرتا ھے میری پرسش اُس کے ھجر میں	بے تکلف دوست ھو، جیسے کوئی، غمخوارِ دوست
"	"	۷.	تاکہ میں جانوں کہ ھے اُس کی رسائی واں تلک	مجھ کو دیتا ھے پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست
"	"	۸:	جب کہ میں کرتا ھوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ	سر کرے ھے وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست
"	"	۹:	چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ھے اگر	ھنسکے، کرتا ھے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست

نوائے سروش	غزل نمبر	شعر نمبر	شعر	
"	۵۱	۱۰	مہربانیہائے دشمن کی شکایت کیجیے	یاں بیان کیجیے سپاسِ لذتِ آزارِ دوست
"	"	مقطع:	یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ	ہے ردیفِ شعر میں، غالب، زبس تکرارِ دوست
"	۶۰	:۲	نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی	ہوا جامِ زُمُرّد بھی مجھے، داغِ پلنگ آخر
"	۷۹	مقطع:	اسد اللہ خاں تمام ہوا	اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز
"	۲۱	۵	شکوہ سنج رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے	میرا زانو مُونس، اور آئینہ تیرا آشنا
"	۲۴	"	سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا	مجھ پہ، گویا، اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا
"	۲۷	"	زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی	کیوں ترا راہ گزر یاد آیا؟
"	"	:۹	کیا ہی رضواں سے لڑائی ہو گی	گھر ترا، خلد میں گر، یاد آیا
"	۸۲	۲	محفلیں برہم کرے ہے، گنجفہ بازِ خیال	ہیں ورقگردانیِ رنگِ یک بتخانہ ہم
"	"	۳	باوجود یک جہاں ہنگامہ پیدائی نہیں	ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم
"	"	۴	ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو	ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم
"	۹۲	۵	ایسا آساں نہیں لہو رونا	دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں؟
"	۹۱	مطلع:	نہیں ہے زخم کوئی، بخیے کے درخور مرے تن میں	ہوا ہے تارِ اشکِ یاس، رشتہ، چشمِ سوزن میں
"	"	:۳	ودیعت خانۂ بیدادِ کاوشہائے مژگاں ہوں	نگینِ نامِ شاہد ہے مرے، ہر قطرہ خوں، تن میں
"	"	:۴	بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی؟	شبِ مہ ہو، جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں
"	"	۶	ہوئے اس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے	پر افشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں
"	"	:۷	نجانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے	جو گل ہوں، تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں
"	"	۸	ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو	سیہ ہو کر سویدا ہو گیا ہر قطرہ خوں تن میں
"	۱۲۹	۲	ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھائیے	دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نپوچھ
"	۱۳۴	۲	اُس شمع کی طرح سے جس کو کوئی بجھا دے	میں بھی، جلے ہوؤں میں، ہوں داغِ ناتمامی
"	۱۳۵	۳	حال آں کہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ	غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے
"	۱۳۶	مقطع:	عشق نے پکڑا نہ تھا، غالب، ابھی وحشت کا رنگ	رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے!
"	۱۴۱	:۲	ڈھونڈے ہے اُس مغنّیِ آتش نفس کو، جی	جس کی صدا، ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے
"	"	۳	مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال	تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے
"	۱۵۱	۲	دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں	ورنہ یاں بیرونقی، سودِ چراغِ کشتہ ہے
"	۱۵۶	۲	جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجیے، خیال	دیدۂ دل کو زیارتگاہِ حیرانی کرے
"	"	۳	ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب، کب تلک	آبگینہ، کوہ پر عرضِ گرانجانی کرے؟
"	۱۵۷	۲	پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے	نالہ، گویا، گردشِ سیارہ کی آواز ہے
"	"	۳	دستگاہِ دیدۂ خونبارِ مجنوں دیکھنا	یک بیاباں جلوۂ گل، فرشِ پا انداز ہے
"	۱۵۹	۳	آگ سے پانی میں بجھتے وقت، اُٹھتی ہے صدا	ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے
"	"	:۶	آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے، کہ تا	تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے

نوائے سروش	غزل نمبر	شعر نمبر	شعر	
"	۱۶۲	۲:	کبھی تو اس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے	کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے
"	۱۶۰	مطلع:	تپش سے میری، وقفِ کشمکش، ہر تارِ بستر ہے	میرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے
"	۱۶۰	۳:	خوشا! اقبالِ رنجوری، عیادت کو تم آئے ہو	فروغِ شمعِ بالیں، طالعِ بیدارِ بستر ہے
"	۱۶۰	مقطع:	کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں، غالب	کہ بیتابی سے، ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے
"	۱۶۳	۱.	کیوں نہو، چشمِ بتاں، محوِ تغافل کیوں نہو؟	یعنی؛ اس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے
"	"	۲:	مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی	وائے! ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے
"	۱۹۸	مطلع:	دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے	کر گئی وابستۂ تن، میری عریانی، مجھے
"	"	۲:	بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں	مرحبا! مَیں، کیا مبارک ہے گرانجانی مجھے
"	"	۵:	بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہوتا کاشکے!	اس قدر ذوقِ نوائے مُرغِ بُستانی مجھے
"	"	۶:	وائے! واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا	لے گیا تھا گور میں، ذوقِ تن آسانی مجھے
"	"	۷.	وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے؟	تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے
"	"	۸:	ہاں، نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری، واہ، واہ!	پھر ہوا ہے تازہ، سودائے غزلخوانی مجھے
"	"	۹:	دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی	میرزا یوسف ہے، غالب، یوسفِ ثانی مجھے
"	۱۶۷	۴	شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یاں	دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے
"	۱۶۹	۸:	ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست	نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی
"	۱۷۰	مطلع:	باغ، پا کر خفقانی، یہ ڈراتا ہے مجھے	سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے
"	"	۵:	زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے	دیکھوں، اب مر گئے پر کون اُٹھاتا ہے مجھے
"	۱۷۹	۳:	شعلے سے نہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی	جی، کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے
"	"	۶:	خونے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو	معشوقی و بیحوصلگی، طرفہ بلا ہے
"	"	۱۰:	ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد	یارب، اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے
"	۱۸۹	۶.	تکلف برطرف، نظارگی میں بھی سہی لیکن	وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے
"	۱۹۰	۴:	پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس	مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے
"	۱۳۵	۷:	ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا	کس سے کہوں کہ "داغ، جگر کا نشان ہے؟"

ب۔ "نسخۂ عرشی" اور "نسخۂ حمیدیہ" کے تقابل سے "نسخۂ حمیدیہ" میں شامل غزلوں میں درج اضافی اشعار درج ذیل ہیں

نسخۂ حمیدیہ	ردیف	غزل نمبر	شعر نمبر	شعر	
"	ا	۵۴	مقطع:	انداز نالہ یاد ہیں سب مجھ کو پر اسد	جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا
"	"	۴۳	۳:	بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہم دیگر نہیں	یار تیرا جامِ مے، خمیازہ میرا آشنا
"	"	۲۲	مقطع:	بابِ ابرام نہ تھا دل ہی ہمارا غالب	ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنا سب تھا
"	ی/ے	۵۳	مطلع:	ہجومِ نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے	خموشی ریشۂ صد نیستاں سے خس بدنداں ہے
"	"	۹۲	مطلع:	داغِ پشتِ دستِ عجز شعلہ خس بدنداں ہے	اے ہوس مبارک ہو کارِ عشق آساں ہے

نسخۂ عرشی نقشِ ثانی کے اندرونی سرورق پر درج ہے:

> نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ دھلوی متخلص بہ اسد و غالب (متوفی ۱۲۸۵ھ = ۱۸۹۶ع) کے تمام اردو کلام کا مجموعہ جسے تاریخی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ھے۔

''ضمیمۂ نسخۂ عرشی'' میں اکبر علی خاں لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔اس کے ذریعے پہلی بار غالب کے کلام کی تاریخی ترتیب اہلِ ذوق کے سامنے آئی جس سے غالب کے ذہنی ارتقا کو سمجھنے میں بے حد مدد ملتی ہے۔'' [۱]

نسخۂ عرشی میں کلام کی تاریخی ترتیب کا لحاظ کس حد تک رکھا گیا ہے؟ اس کا اندازہ اُس شعری تقسیم سے لگایا جا سکتا ہے جس میں نسخۂ عرشی چار مختلف حصوں میں منقسم ہے۔ متداول دیوان کی انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے عرشی نے ''گنجینۂ معنی'' اور ''نوائے سروش'' کی شکل میں ایک ہی غزل کے اشعار کو مذکورہ دو مختلف حصوں میں بانٹ کر نوالے بنا دیا ہے۔ عرشی مقدمے میں لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔ہر حصے کے اصناف کو جداگانہ تاریخ وار مرتب کیا ھے اور جہاں تک غزلوں کا تعلق ھے، ہر ردیف کی غزلوں کو الگ حصہ قرار دے کر اُنھیں تاریخی ترتیب سے آگے پیچھے رکھا ھے۔ میرزا صاحب نے نسخۂ بھوپال کے متن کی اکثر غزلوں میں ۱۲۳۷ھ کے بعد نئے شعر بڑھائے تھے۔ بعض دوسرے نسخوں میں بھی اس قسم کے اضافے پائے جاتے ھیں۔ اِن اشعار کو مذکورہ غزلوں سے جدا کر کے اُن کی تاریخی جگہ پر رکھنے کی جرأت نہیں کی، کہ اِس طرح غزلوں کے ٹکڑے ھو جاتے ھیں۔ ہاں، اُنھیں دوسرے اشعار سے ممتاز ضرور کر دیا ھے اور اِس غرض کے لیے اِس طرح کا پھول (☆) شعر کے محاذ میں بنا دیا ھے۔'' [۲]

''نسخۂ عرشی'' اور ''نسخۂ حمیدیہ'' کے تقابلی مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ عرشی نے یکساں ردیف و قافیے کی حامل غزلوں کو دو مختلف حصوں ''گنجینۂ معنی'' اور ''نوائے سروش'' میں درج کیا ہے مثلاً ''نسخۂ حمیدیہ'' کی ردیف الف کی غزل نمبر ۲۰ (نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا) کے مطلع کے علاوہ تمام اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۴ میں درج ہیں، جب کہ مطلع ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۹ (جو مسلسل غزل ہے) میں عنوان ''مطلع'' کے ساتھ درج ہے۔ ''نسخۂ حمیدیہ'' کی اس غزل کے حاشیے میں ۱۲/اشعار درج ہیں۔ حاشیے کا ساتواں اور آٹھواں شعر ''نسخۂ حمیدیہ'' کی اسی غزل کا شعر نمبر ۲ اور ۳ ہے۔ جب کہ حاشیے کا مقطع نسخۂ عرشی گنجینۂ معنی کی غزل نمبر ۱۳ میں درج ہے۔ اس طرح یکساں ردیف و قافیے کی حامل اس غزل کے مختلف اشعار ''نوائے سروش'' میں شامل غزل نمبر ۹ گنجینۂ معنی کی غزل نمبر ۱۳ اور ۱۴ میں منقسم دکھائی دیتے ہیں۔

۱۔ ضمیمہ نسخۂ عرشی از اکبر علی خاں عرشی، مشمولہ نقوش، شمارہ نمبر ۱۰۱، نومبر ۱۹۶۳ء، ص ۱۸۶

۲۔ مقدمہ نسخۂ عرشی، دیوان غالب اردو، امتیاز علی عرشی، ص ۷۶

قابلِ غور بات یہ ہے کہ تقابلی مطالعے میں اس غزل کے تین مقطعے ہمارے سامنے آتے ہیں جن میں سے دو اسد تخلص کے اور ایک غالب تخلص کا حامل ہے۔ نسخۂ حمیدیہ کی اس غزل کے حاشیے کا مقطع ردیف الف کی غزل نمبر ۱۸ کا مقطع ہے۔ جب کہ غالب تخلص کا حامل شعر نسخۂ حمیدیہ میں مندرج نہیں ہے۔ اس طرح نسخۂ حمیدیہ میں درج غزل نمبر ۱۸ اور ۲۰ کے اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۹، ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳ اور ۱۴ میں مختلف الترتیب درج ہیں۔ اس طرح یہ اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ غالب نے کس تخلص کی غزل کے تحت کتنے اشعار کہے۔ تاہم نسخۂ عرشی اور نسخۂ حمیدیہ کے تقابلی مطالعے سے یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اس تاریخی ترتیب کو کیا نام دیا جائے جہاں ایک ہی ردیف کی غزل تین مختلف صورتوں میں ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ یہی حال قصیدوں کا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند اپنے مضمون ''غالب کا نسخۂ عرشی'' میں اس حوالے سے لکھتے ہیں

> ''عرشی صاحب جس بات سے ڈرتے تھے کہ غزلوں کے ٹکڑے نوالے نہ ہو جائیں، ان کی سہ گانہ تقسیم نے بیشتر قصیدوں اور غزلوں کے ساتھ یہی کیا۔ میری رائے میں متداول دیوان کی انفرادیت برقرار رکھنے سے زیادہ اہم ہے ایک قصیدے یا غزل کی انفرادیت برقرار رکھنا۔ غالب نے کہا تھا ع یادگارِ نالہ اک دیوانِ بے شیرازہ تھا۔ بصورتِ موجودہ نسخۂ عرشی ایک کلیاتِ بے شیرازہ ہے۔'' [1]

اسی لیے ڈاکٹر گیان چند نے اپنے مضمون کے آغاز میں نسخۂ عرشی کے سرورق ''دیوانِ غالب نسخۂ عرشی'' کے لیے سرورق ''کلیاتِ غالب اردو نسخۂ عرشی'' تجویز کیا ہے۔

غزلوں کی ردیف وار تقسیم سے بھی تاریخی ترتیب مجروح ہوئی ہے۔ تاریخی ترتیب ایک ردیف کی غزلوں کے اندر محدود رکھنے سے ہم شاعر کے ذہنی سفر کا مطالعہ بآسانی نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ جب ہم کسی شاعر کا کلام تاریخی ترتیب سے مرتب کرتے ہیں تو اصنافِ سخن کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ دورِ حاضر کے شعری مجموعوں میں غزلوں اور نظموں کو ملا جلا کر تاریخی ترتیب سے درج کیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ شاعر اپنے مزاج اور اپنے دور کی مخصوص فضا کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی بھی صنفِ سخن کو اظہارِ خیال کے لیے منتخب کر سکتا ہے۔ تاریخی ترتیب محوظ رکھنے کا مقصد شاعر کے ذہنی ارتقا کی آئینہ داری کرنا ہے۔ اقبال کی ''بانگِ درا''، فیض کا ''نقشِ فریادی'' اور ''کلیاتِ مجید امجد'' (مرتبہ خواجہ محمد زکریا) جیسے مجموعہ ہائے کلام میں نظموں، غزلوں اور دیگر اصناف کو ملا جلا کر تاریخی ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔ جب کہ ''نسخۂ عرشی'' میں اصنافِ شعر کو نسخۂ رام پور جدید کے انداز پر مرتب کیا گیا ہے۔ نسخۂ رام پور جدید میں اصنافِ شعر کی ترتیب درج ذیل ہے:

دیباچہ، قطعات، مثنوی، قصائد، غزلیات، رباعیات، تقریظ۔

دیوانِ غالب کے دیگر نسخوں میں اصنافِ شعر کی ترتیب مذکورہ ترتیب سے مختلف ہے جو درج ذیل ہے

دیباچہ، غزلیات، قصائد، مثنوی، قطعات، رباعیات، تقریظ۔

گویا عرشی نے ہر دو حوالوں سے تاریخی ترتیب اور اصنافِ شعر کی ترتیب میں ردّ و بدل کیا ہے۔

---

[1] غالب کا نسخۂ عرشی، از گیان چند ڈاکٹر، مشمولہ نقوش غالب نمبر شمارہ نمبر ۱۱۱، ص ۱۸۳

نسخۂ عرشی میں بہت سے مجرد اشعار غزل کی ذیل میں درج ہیں۔ غزل ایک شعر پر مشتمل نہیں ہوتی۔ ''یادگار نالہ'' میں کچھ اشعار ایسے بھی ہیں جو غزل کے مزاج سے میل نہیں کھاتے۔ مثلاً ''یادگار نالہ'' میں درج اشعار دیکھیے:

یادگار نالہ	غزل نمبر		
"	۲	:	سات جلدوں کا پارسل پہنچا واہ! کیا خوب بر محل پہنچا
"	۳	:	ہاتفِ غیب سن کے یہ چیخا اُن کی تاریخ میرا تاریخا
"	۴۰	:	گاتی تھیں شمرو کی بیگم، تتناھا یاھو دودھ میں پکے تھے شلغم تتناھا یاھو

عرشی نے ''یادگار نالہ'' میں واحد مصرعے کو بھی غزل شمار کیا ہے مثلاً:

یادگار نالہ	غزل نمبر		
"	۹	ع	معلوم ہوا خیر کہ ٹھینگا باجا
"	۱۳	ع	خوشنودیِ احباب کا طالب، غالب
"	۳۹	ع	جویائے حالی دہلی و الور، سلام لو
"	۵۲	ع	دیکھیے، کیا جو [ا]ب آتا ہے؟

ایسے مجرد اشعار کو غزلوں کے آخر میں فردیات کے عنوان میں رکھنا چاہیے۔ ''یادگار نالہ'' کے بارے میں عرشی مقدمہ نسخۂ عرشی میں لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔اِس حصے میں وہ اشعار بھی ھیں جو میری دانست میں معتبر ھیں اور وہ بھی جنھیں میں کلامِ غالب ماننے کو اُس وقت تک آمادہ نہیں ھوں جب تک کوئی مستند شہادت نہ مل جائے، چاھے اپنے انداز کے اعتبار سے وہ مستند اشعار سے کتنے ھی ملتے جلتے کیوں نہ ھوں۔'' [۱]

ڈاکٹر گیان چند اِس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''نسخۂ عرشی جیسے کام سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے پیش کرے گا۔ مرتب کا فرض صرف اتنا نہیں کہ وہ اصلی و نقلی سب کلام جمع کر دے۔ اسے بحث کر کے نشان دہی کرنی چاہیے کہ اضافہ شدہ کلام کس حد تک قابل وثوق ہے۔۔۔ ایک اچھی ترتیب کلام کو الحاقیات سے مبرا ہونا چاہیے۔'' [۲]

نسخۂ عرشی کے آخر میں اشاریۂ اشعار ہے جس سے مطلوبہ غزل یا نظم تلاش کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ لہٰذا اس اشاریے کو قارئین کی سہولت کی خاطر ترتیبِ اشعار سے قبل درج کرنا چاہیے۔

املا اور رسم الخط کے ضمن میں عرشی لکھتے ہیں:

> ''اِس نسخے میں موجودہ اصول اور میرزا صاحب کی پسندیدگی دونوں کا لحاظ رکھا گیا

۱۔ مقدمہ نسخۂ عرشی نقش ثانی، امتیاز علی عرشی، ص ۷۵

۲۔ غالب کا نسخۂ عرشی، از گیان چند ڈاکٹر، مشمولہ نقوش غالب نمبر، شمارہ نمبر ۱۱۱، ص ۲۱۳

ھے، چنانچہ آپ یاے معروف و مجہول اور ہاے مخلوط بھی پائیں گے اور فارسی لفظوں میں ''ذ'' کی جگہ ''ز'' اور ''خورشید'' کی بجائے ''خرشید'' بھی دیکھیں گے۔ بعضے لفظوں کو انھوں نے دو طرح لکھا تھا مثلاً ''جائے ھے'' اور ''جاے ھے''۔ ان جیسی صورتوں میں وہ شکل اختیار کی گئی ھے جو موجودہ بول چال کے بھی مطابق ھے اور اُن کی آخری تحریر کے بھی موافق تھی۔'' ؎۱

قدیم املا میں تلفظ اور خط دونوں طرح کے مسائل سامنے آتے ہیں۔ جہاں تک قدیم املا کے تلفظ کی بات ہے وہاں قدیم املا کو موجودہ تلفظ سے بدلا نہیں جا سکتا۔ مثلاً ''کبھو'' کو بدل کر ''کبھی'' نہیں لکھ سکتے۔ البتہ خطی اختلاف کو مروجہ املا کے مطابق دور کرنا چاہیے۔ اس حوالے سے عرشی ''اوس'' اور ''اودھر'' جیسے الفاظ کا املا تو جدید طرز کے مطابق ''اُس'' اور ''اُدھر'' کرتے ہیں، لیکن دو، دو یا تین، تین الفاظ ملا کر لکھنے کا جو انداز عرشی کے ہاں نظر آتا ہے وہ طرزِ غالب تو ہوسکتا ہے، جدید دور کا املا نہیں۔ املا کا جدید قاعدہ یہ ہے کہ حتی الامکان لفظ کے بامعنی اجزا کو منقطع لکھا جاتا ہے۔ عرشی نے جو الفاظ ملا کر لکھے ہیں اُن میں سے چند بطور مثال درج ذیل ہیں:

نوائے سروش	غزل نمبر	شعر نمبر	مصرع نمبر	نسخۂ عرشی	مجوزّہ املا
"	۵	۱	ا	کہتے ھو: ''ندیں گے ہم دل اگر پڑا پایا''	نہ دیں
"	۱۳۶	۱	ا	درد سے میرے ھے تجھ کو بیقراری ھایھاے !	بے قراری ہائے ہائے
"	۱۲۹	۵	ا	پیمانۂ وسعتکدۂ شوق ھوں، اے رشك	وسعت کدہ
"	۱۲۲	۲	ا	ھے، گداز موم، اندازِ چکیدنہاے خوں	چکیدن ہائے
"	۵۸	۱	ب	عکسِ چشمِ آھوے رمخوردہ ھے، داغِ شراب	رم خوردہ
"	۷۰	۳	ا	وصلِ آئنہ رخاں، ھمنفس یك دیگر	ہم نفس
گنجینۂ معنی	۱۳۳	۳	ا	بوحشتگاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ھے	بہ وحشت گاہ

''نسخۂ عرشی'' کے ضمن میں سب سے اہم اور تا حال قابلِ تحقیق حصہ ''بادآورد'' ہے جس کی بنیاد ''نسخۂ عرشی زادہ'' پر رکھی گئی ہے، جسے ''نسخۂ عرشی'' میں سب سے قدیم اور کاملاً بہ خطِ غالب ہونے کا شرف بخشا گیا ہے۔ پھر اِسی نسخے کو بنیاد بناتے ہوئے ''استدراک'' کے تحت اکبر علی خاں عرشی نے نسخۂ عرشی کے پہلے تین حصوں (گنجینۂ معنی، نوائے سروش، یادگارِ نالہ) سے اختلافِ نسخ درج کیا ہے۔

کلامِ غالب کے حوالے سے سب سے آخری دریافت شدہ مخطوطہ محققین کی توجہ کا سب سے زیادہ مرکز بنا۔ اس مخطوطے کو کیا نام دیا جائے۔ اِس حوالے سے ڈاکٹر فرمان فتح پوری کا کہنا ہے کہ یہ غالب کی بیاض ہے اور انھوں نے اپنے مضمون ''نو دریافت بیاض کی روشنی میں'' (مشمولہ نقوش ''غالب نمبر۳'') میں اسے غالب کی بیاض ہی قرار دیا ہے۔ ''نقوش'' کے

؎۱ مقدمہ نسخۂ عرشی، نقشِ ثانی، امتیاز علی عرشی، ص ۱۵۸

غالب نمبر ۳ میں ادارے کی جانب سے ''بیاضِ غالب'' کے عنوان سے ''چند حقائق بلا تبصرہ'' میں درج ذیل امور بیان کیے گئے ہیں

''امروہہ کے ایک صاحب ہیں نثار احمد فاروقی، وہ کہتے ہیں کہ غالب کے نو دریافت کلام کا نام نسخۂ امروہہ رکھا جائے۔

رام پور کے ایک صاحب ہیں اکبر علی خاں، وہ اپنے والد کی رعایت سے کہتے ہیں کہ اس دیوان کا نام نسخۂ عرشی زادہ رکھا جائے۔

بھوپال کے ایک صاحب ہیں عبدالقوی دسنوی، وہ کہتے ہیں کہ اس دیوان کا نام نسخۂ بھوپال ثانی رکھا جائے۔

لاہور کے ایک صاحب ہیں محمد طفیل، وہ کہتے ہیں، اس دیوان کا نام نسخۂ لاہور یا نسخۂ نقوش رکھا جائے کیونکہ پہلے پہل یہ لاہور میں چھپا۔'' [۱]

رسالہ ''نقوش'' غالب نمبر ۲ میں یہ بیاض چھپی۔ جب کہ بھارت سے یہ بیاض ''نسخۂ عرشی زادہ ڈیلکس ایڈیشن'' کے نام سے ستمبر ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی۔ چوں کہ دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ اور نسخۂ عرشی کا تقابلی مطالعہ پیشِ نظر ہے، اس لیے نسخۂ عرشی میں ''نسخۂ عرشی زادہ'' کی تکرار کے باعث اسی نام کو مذکورہ بالا بیاض کے لیے اختیار کیا جا رہا ہے۔ عرشی اس نسخے کے تعارف میں مقدمے میں لکھتے ہیں:

''یہ ۵، اپریل ۱۹۶۹ء کو بھوپال میں دریافت ہوا اور یکم مئی ۱۹۶۹ء کو مجھے اس کے مطالعے کا موقع ملا۔'' [۲]

بیاضِ غالب کی دریافت کے حوالے سے مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

''۔۔۔ یہ میرزا غالب کے متعلق آخری بڑی دریافت ہے۔ کیوں کہ بہ ظاہر میرزا کے مستند اردو کلام کا پہلا مجموعہ ہے جس کے بعد وہ فارسی کی طرف متوجہ ہو گئے اور اردو میں گنتی کی نئی غزلوں کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔ البتہ کہے ہوئے کلام میں جزوی ترمیمیں ضرور کرتے رہے یا ممکن ہے انھوں نے کہیں کہیں چند شعروں کا اضافہ کر دیا ہو۔ یہی نسخہ ''نسخۂ حمیدیہ'' کی اصل و اساس بنا۔ اسی میں تھوڑا سا اضافہ ہوا تو وہ ''نسخۂ شیرانی'' کہلایا۔'' [۳]

عرشی نے مختلف شواہد کی روشنی میں اس نسخے کا سنِ کتابت ۱۸۱۶ء طے کیا۔ یعنی یہ نسخہ نسخۂ بھوپال سے قبل ضبطِ تحریر میں آیا۔ عرشی لکھتے ہیں:

''نسخۂ عرشی زادہ متنِ دیوان کی طباعت کے بعد دستیاب ہوا تھا، اس لیے اس سے

۱۔ ''نقوش'' غالب نمبر ۳، شمارہ نمبر ۱۱۶، ص ۳۷۵

۲۔ مقدمہ نسخۂ عرشی، طبع ثانی، امتیاز علی عرشی، ص ۷۹

۳۔ بیاضِ غالب کی دریافت، مولانا غلام رسول مہر، مشمولہ نقوش، شمارہ نمبر ۱۱۳، جولائی ۱۹۷۰ء، ص ۱۴

متعلق معلومات کو ''استدراک'' کے تحت عرشی زادہ نے مرتب کر دیا ہے جو الگ باب کی حیثیت سے شامل ہے۔''[۱]

نسخۂ عرشی کے حصہ چہارم ''یادآورد'' کے حوالے سے اکبر علی خاں عرشی ''استدراک'' میں لکھتے ہیں

''نسخۂ عرشی زادہ نے پہلی بار غالب کی پچیس غیر معروف غزلوں اور دو رباعیوں کا تحفہ دیا ہے۔۔۔ان غزلوں اور رباعیوں کے علاوہ معروف غزلوں میں بھی بائیس شعر نئے نکلے۔''[۲]

یہاں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں۔ پہلی یہ کہ استدراک اس نسخے کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے، جسے تاحال بخطِ غالب ہونے کے ضمن میں مشکوک سمجھا جاتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسے عرشی نے مرتب نہیں کیا۔ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر کمال احمد صدیقی اپنے مضمون ''غالبیات کو امتیاز علی خاں عرشی کی دین، دیوانِ غالب اردو، نسخۂ عرشی'' میں لکھتے ہیں

''پروفیسر آصف فیضی (جن کے نام نسخۂ عرشی معنون کیا گیا) پروفیسر نورالحسن ہاشمی، پروفیسر خواجہ احمد فاروقی، پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب، پروفیسر محمد حسن، پروفیسر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر انور سدید، محمد علی صدیقی، پروفیسر قمر رئیس، پروفیسر سید بشیرالدین نے بیاضِ غالب تحقیقی جائزہ پڑھنے کے بعد یہ قول فیصل دیا کہ جو بیاض ''بخطِ غالب'' بتائی جاتی ہے، وہ کھرا مال نہیں ہے۔ ڈاکٹر انصاراللہ اور کچھ دوسرے ذی علم محققوں نے بھی آزادانہ طور پر یہی رائے قائم کی۔ نجی خطوں میں پروفیسر سید محمد عقیل، پروفیسر ہاشم علی نے بھی ایسی ہی بات لکھی ہے۔

اس عہد کے دو مقتدر غالب شناسوں، یعنی مالک رام اور پروفیسر گیان چند نے اس دستاویز کو بخطِ غالب مانا ہے۔ جن غالب شناسوں نے خاموشی اختیار کی، اُن میں قاضی عبدالودود، امتیاز علی عرشی، پروفیسر نذیر احمد اور پروفیسر مختارالدین احمد آرزو شامل ہیں۔''[۳]

نسخۂ امروہہ، نسخۂ عرشی زادہ کے جعلی ہونے کے حوالے سے انجمن ترقی اردو (ہند) کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر خلیق انجم کا ۱۹ رمئی ۸۸ء کا خط قابلِ ذکر ہے۔ ڈاکٹر کمال احمد صدیقی نے اپنے مذکورہ بالا مضمون میں اس خط کا عکس چھاپا ہے۔ اس خط میں خلیق انجم لکھتے ہیں:

''۔۔۔جب تمام فرمے چھپ کر آ گئے تو معلوم ہوا کہ سرورق پر عرشی صاحب کے ساتھ اکبر علی خاں عرشی زادے کا بھی نام ہے۔ میں نے یہ معاملہ انجمن کی مجلسِ عاملہ میں پیش کیا۔

۱۔ مقدمہ نسخۂ عرشی، امتیاز علی عرشی، ص ۷۷

۲۔ نسخۂ عرشی، امتیاز علی عرشی، ص ۴۶۱

۳۔ ''غالبیات کو امتیاز علی عرشی کی دین، دیوان غالب اردو، نسخۂ عرشی''، از کمال احمد صدیقی۔ ڈاکٹر مشمولہ مولانا امتیاز علی عرشی، ادبی وتحقیقی کارنامے، مرتبہ نذیر احمد، پروفیسر، ص ۱۶۷

عاملہ کے کچھ اراکین کی رائے تھی کہ ہم نے مولانا عرشی مرحوم سے درخواست کی تھی۔ اب اگر اِس کام میں کوئی اور شریک ہوگیا ہے، تو انجمن کو اِس کتاب کی اشاعت نہیں کرنی چاہیے۔ بعض اراکین کا خیال تھا کہ نسخۂ امروہہ جعلی ہے، اس لیے نسخۂ عرشی میں جہاں جہاں نسخۂ امروہہ کا ذکر آیا ہے، اُسے نکال دینا چاہیے۔'' [۱]

نسخۂ عرشی میں نسخۂ امروہہ کا ذکر بار بار آیا ہے، لہٰذا مالک رام نے یہ رپورٹ دی کہ۔

''۔۔۔نسخۂ امروہہ اور عرشی زادے کا ذکر اِس طرح بار بار دیوان میں آیا ہے کہ پورا ہی دیوان رد کرنا پڑے گا۔ چوں کہ پورا دیوان رد کرنے کا مطلب انجمن کا غیر معمولی مالی نقصان تھا، اِس لیے طے پایا کہ صرف سرورق پر سے نام نکال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔'' [۲]

ڈاکٹر کمال احمد صدیقی نے مختلف شواہد سے یہ ثابت کیا ہے کہ نسخۂ امروہہ جعلی ہے۔ مزید یہ کہ اکبر علی خاں عرشی نے ''نسخۂ عرشی'' کے نقشِ اوّل اور بالخصوص نقشِ ثانی میں بے جا مداخلت کی ہے۔ جس کے باعث عرشی جیسے جید عالم کے وقار کو دھچکا پہنچا ہے۔ ''نسخۂ عرشی'' امتیاز علی خاں عرشی کا ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے۔ اُن کا بیٹا اکبر علی خاں عرشی اُن کے علمی پائے کو نہیں پہنچ سکتا، پھر اُس کے مرتب کردہ نسخے (نسخۂ عرشی زادہ) اور ''استدراک'' کے تحت اُس کی یہ کاوش اعلیٰ علمی کام کو گہن لگانے کے مترادف ہے۔ ویسے بھی تاریخی لحاظ سے یہ نسخہ اُس مقام پر آتا ہے جہاں اِسے صرف اختلافِ نسخ کی ذیل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا ''دیوانِ غالب اردو، نسخۂ عرشی و نسخۂ حمیدیہ کے تقابلی مطالعے'' میں استدراک کے تحت درج شدہ اختلافِ نسخ کو لائقِ بحث نہیں سمجھا گیا۔

ڈاکٹر گیان چند نے ''نقوش'' غالب نمبر۳ میں بیاضِ غالب کے حوالے سے ایک بحث ''کیا نو دریافت بیاض کا کاتب غالب نہیں!'' میں مختلف محققین کے مضامین کو شامل کرتے ہوئے آخر میں اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ یہ مضامین ایسے افراد کے تحریر کردہ ہیں جنھیں کلامِ غالب کے ضمن میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ آخر میں اُنھوں نے اس بیاض کے حوالے سے اپنے تاثرات پیش کیے ہیں۔ اُن کا یہ مضمون ''نقوش غالب نمبر۳'' اور ''رموزِ غالب'' دونوں میں نقل ہے۔ (یہاں رموزِ غالب کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔) اپنے مضمون ''دیوانِ غالب کے متنازعہ مخطوطے پر مزید مشاہدات'' مشمولہ ''رموزِ غالب'' میں وہ لکھتے ہیں:

''(۲) کاتب نے یہ غزل جس بیاض سے نقل کی اس کا متعلقہ صفحہ ''مگر دستے۔۔۔'' سے پہلے مصرعے پر ختم ہوتا تھا، کاتب نے نقل کرتے وقت اپنے نسخے کے ص ۴۳ پر دو مصرع زیادہ لکھے۔ وہ ترک کے الفاظ کی اہمیت سے ناواقف تھا۔ اس نے اصل بیاض کے نیچے کے گوشے کے الفاظ ''مگر دستے'' بھی نقل کر دیے، گو دراصل اس صفحے پر ترک کے طور پر ''حصار'' لکھنا تھا۔ شاعر کیوں ایسی غلطی کرنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے اصل بیاض کا کاتب غالب تھا اور اس نسخے کا کاتب کوئی اور شخص۔'' [۳]

۱۔ ''غالبیات کو امتیاز علی عرشی کی دین، دیوانِ غالب اردو، نسخۂ عرشی''، از کمال احمد صدیقی، ڈاکٹر، مشمولہ مولانا امتیاز علی عرشی، ادبی و تحقیقی کارنامے، مرتبہ نذیر احمد، پروفیسر، ص ۱۷۴

۲۔ بحوالہ ایضاً، ص ۱۷۵

۳۔ رموزِ غالب، گیان چند، ڈاکٹر، کراچی، ادارۂ یادگارِ غالب، ۱۹۹۹ء، ص ۱۱۸

مضمون کے آخر میں وہ تمام محققین کی بحثوں کو سمیٹتے ہوئے یہ فیصلہ دیتے ہیں:

''مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نسخے کے بخطِ غالب ہونے کے شواہد اس کے بخطِ غیر ہونے کے دلائل سے بدرجہا قوی تر ہیں۔ ایک اصلاح کے بارے میں کسی قدر شک ہے کہ وہ مصنف کے قلم سے ہے یا نہیں۔ بقیہ تمام بدستِ مصنف ہیں۔ حاشیے کی غزلیں کسی اور کے قلم سے ہیں۔۔۔'' [۱]

ڈاکٹر گیان چند کے دونوں بیانات تضاد کا شکار ہیں۔ قارئین انھیں پڑھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اُنھوں نے جس بیاض کو بخطِ غالب ثابت کرنے کے لیے نقوش میں لمبی چوڑی بحث کی وہ خود اپنے بیان میں اُسے کسی اور کی کتابت بتا رہے ہیں۔

اکبر علی عرشی، نسخۂ عرشی کی طباعت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''۔۔۔طباعتِ دیوان کا بڑا حصہ مولانا عرشی کی موجودہ علالت کے دوران میں انجام پایا ہے، اور اس کے پروف میں نے پڑھے ہیں۔ اس زمانے میں ڈاکٹروں کے مشورے کی وجہ سے بعض دریافت طلب مقامات کے بارے میں مولانا عرشی سے ہدایات بھی نہ لے سکا تھا، اس لیے کچھ غلطیاں میری وجہ سے بھی راہ پا گئیں۔ مگر نسخۂ عرشی زادہ کی ترتیب کے کام نے بہت سے پردے اُٹھا دیے اور وہ اغلاط بڑی حد تک سمجھ میں آ گئیں۔ میں ان کی بھی تصحیح کرتا گیا ہوں۔ اس لیے اگر حواشی اور استدراک میں کوئی فرق نظر آئے، تو استدراک کو درست سمجھا جائے۔'' [۲]

عرشی زادہ کے درج ذیل بیان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دیوان کی طباعت کے مراحل میں وہ کس حد تک مداخلت کرتے رہے ہیں۔ وہ استدراک میں لکھتے ہیں:

''نسخۂ عرشی زادہ نے پہلی بار غالب کی پچیس غیر معروف غزلوں اور دو رباعیوں کا تحفہ دیا ہے، ان میں سے ایک غزل کئی سال ہوئے ضمیمہ نسخۂ عرشی میں شامل کی جا چکی تھی۔ مگر بعد ازاں گلشنِ ہمیشہ بہار میں میر امانی اسد کے نام سے ملی تو میں نے نسخۂ عرشی کے حصہ سوم، یادگار نالہ، میں اسے شامل نہ ہونے دیا۔ لیکن اب یہ غزل متنِ نسخۂ عرشی زادہ میں بخطِ غالب لکھی ملی، تو اس کے کلامِ غالب ہونے میں کسی شک و شبہے کی گنجائش نہ رہی۔'' [۳]

کسی کی تصنیف میں مداخلت علمی نکتۂ نظر سے قابلِ تحسین نہیں سمجھی جاتی۔ اکبر علی خاں عرشی نے ''نسخۂ عرشی'' کی علمیت کو گہن لگانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جہاں تک عرشی صاحب کی علمی کاوش کا تعلق ہے تو وہ لائقِ تحسین ہے۔ اس نسخے میں

۱۔ رموزِ غالب، گیان چند، ڈاکٹر، کراچی: ادارۂ یادگارِ غالب، ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۷

۲۔ نسخۂ عرشی، دیوانِ غالب اردو، امتیاز علی عرشی، ص ۳۶۷

۳۔ ایضاً، ص ۳۶۱

میں غالب کا تمام کلام یکجا ہے۔ مختلف نسخوں اور ایڈیشنوں کی مدد سے مستند ترین متن پیش کرنے کی کاوش ملتی ہے۔ بیش بہا معلومات پر مشتمل مقدمہ، حواشی اور اختلاف نسخ نے اس نسخے کی زینت کو چار چاند لگا دیے ہیں، کمی صرف اس نسخے کی چوگانہ تقسیم ہے۔ جسے دور کرنا انتہائی اہم ہے۔

''دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ'' پہلی بار جولائی ۱۹۶۹ء میں مجلس ترقی ادب لاہور سے شائع ہوا۔ اس نسخے کے بارے میں حمید احمد خان دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔اس زیرِ نظر نسخے کا متن بھوپال کے مخطوطے کی ہو بہو نقل قرار دیا جاسکتا ہے۔۔۔ میں نے آئندہ اوراق میں بھوپال کے مخطوطے کی نقل پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے اور متداول دیوان سے اس ابتدائی متن کا مقابلہ خود قارئین کی بینش و دانش پر چھوڑا ہے۔'' [۱]

> ''۱۹۲۱ء کا نسخۂ حمیدیہ بھوپال کے قلمی دیوان کی پہلی مطبوعہ نقل ہے۔۔۔ قلمی دیوان کے پیشِ نظر نہ ہوتے ہوئے مفتی صاحب کے مطبوعہ نسخے پر تکیہ ناگزیر ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے نسخے کی تیاری میں مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے کے متن کو بنیادی متن قرار دیا ہے۔ لیکن قلمی نسخے سے لی گئی یادداشتوں کی روشنی میں یا کسی دوسری قابلِ اعتماد شہادت کے سہارے مطبوعہ نسخے سے جابجا انحراف کیا ہے۔ اس قسم کے انحراف کے حوالے قارئین کو آئندہ صفحات میں بکثرت ملیں گے۔'' [۲]

حمید احمد خان کے پہلے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُنھوں نے بھوپال کے مخطوطے کی ہو بہو نقل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں حیدر آباد دکن سے لاہور واپس آتے ہوئے اُنھوں نے بھوپال کے سرکاری کتب خانے میں اس قلمی نسخے اور مطبوعہ نسخے (نسخۂ حمیدیہ، مرتبہ، مفتی انوار الحق، ۱۹۲۱ء) کے اندراجات کا تقابل کیا۔ اس حوالے سے وہ دیباچے میں لکھتے ہیں:

> ''مفتی انوار الحق کا نسخہ شائع ہوا تو یہ حقیقت مخفی نہ رہی کہ مطبوعہ نسخہ قلمی نسخے کی صحیح نقل نہیں ہے۔ اس بارے میں شاید سب سے بڑی قباحت یہ ہوئی کہ مفتی صاحب کے نسخے میں کئی جگہ حاشیے کے اندراجات اور متن میں ضروری امتیاز قائم نہ رہ سکا۔ چنانچہ صحیح صورتِ حال کی دریافت کے لیے قلمی نسخے کا معائنہ ضروری ہو گیا۔'' [۳]

> ''قلمی نسخے سے انحراف کی جتنی قسمیں تصور میں آسکتی ہیں وہ مفتی صاحب کے مطبوعہ نسخے میں موجود ہیں، بجز اس ایک صورت کے کہ قلمی دیوان کا شاید کوئی شعر مطبوعہ نسخے سے حذف نہیں ہوا۔'' [۴]

۱۔ دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ، حمید احمد خان، پروفیسر، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم جون ۱۹۹۲ء، ص ۲۲، ۲۳

۲۔ ایضاً، ص ۲۲

۳۔ ایضاً، ص ۲۰

۴۔ ایضاً، ص ۲۲

مفتی انوار الحق کے نسخے سے قطع نظر سوال یہ ہے کہ کیا حمید احمد خان نے قلمی دیوان کی ہو بہو نقل پیش کی ہے؟ اگر وہ بھوپال کے قلمی نسخے کی ہو بہو نقل پیش کرنے کے دعوے دار ہیں تو اس صورت میں انھیں دیوان کے آخر میں سرخ روشنائی میں درج اُس ترقیمے کا اندراج بھی کرنا چاہیے تھا، جس کا ذکر اُنھوں نے دیباچے میں کیا ہے۔

''دیوان من تصنیف مرزا صاحب وقبلہ المتخلص بہ اسد و غالب سلمھم ربھم علیٰ ید العبد المذنب حافظ معین الدین بتاریخ پنجم شہر صفر المظفر ۱۲۳۷ من الھجرت النبویہ صورت اتمام یافت۔'' [1]

ترقیمے کی رو سے اُنھوں نے اس قلمی نسخے کی تاریخ کتابت یکم نومبر ۱۸۲۱ء طے کی ہے۔ حمید احمد خان کے دیباچے کے بیانات سے کئی سوال ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- ☆ یہ نسخہ قلمی دیوان کی ہو بہو شکل ہے تو نسخے کے آخر میں ترقیمہ کیوں درج نہیں کیا گیا؟
- ☆ مفتی انوار الحق کے نسخے میں انحراف کی متعدد صورتوں کے باوجود اسی نسخے کو بنیادی متن بنایا گیا ہے؟
- ☆ اُن کے بقول مفتی صاحب کا نسخہ بنیادی متن ہے تو پھر اُنھوں نے اختلافات کو حاشیے کی جگہ متن میں کیوں درج کیا ہے؟
- ☆ کیا ناکافی یادداشتوں کے سہارے متن کے سامنے نہ ہونے کی صورت میں کسی متن کو صحت کے ساتھ قارئین کے سامنے لایا جا سکتا ہے؟
- ☆ ان تمام سوالات کے علاوہ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ مخطوطے کی نقل اور تدوین، ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

جہاں تک پہلے دو سوالوں کا تعلق ہے۔ حمید احمد خان نے ''قلمی دیوان کی ہو بہو نقل'' پیش نہیں کی۔ جب وہ مفتی انوار الحق کے نسخے کو بنیادی متن قرار دے چکے ہیں اور اُن کے مطبوعہ نسخے کو قلمی نسخے سے منحرف مانتے ہیں تو اس صورت میں ''قلمی دیوان کی ہو بہو نقل'' کے بیان کی از خود نفی ہو جاتی ہے۔ جب نسخۂ بھوپال گم شدگی کا شکار ہو چکا تھا تب انھیں ''قلمی دیوان کی ہو بہو نقل'' کا دعویٰ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اسے لیے کہ وہ دیباچے میں یہ بھی تحریر کر چکے ہیں:

''اس نسخے کی تیاری کے کام میں مجھے اپنی ۱۹۳۸ء کی یادداشتوں کے ناکافی ہونے کا بار بار احساس ہوا۔ بعض موقعوں پر مجھے مولانا امتیاز علی عرشی کے مرتبہ دیوان (علی گڑھ، ۱۹۵۸ء) اور پروفیسر محمود شیرانی کے دریافت کردہ قلمی نسخے سے گراں قدر مدد ملی۔۔۔'' [2]

ناکافی یادداشتوں کے سہارے وہ ''قلمی دیوان کی ہو بہو نقل'' کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟ حمید احمد خان نے مفتی انوار الحق کے نسخے کو بنیادی متن قرار دینے کے باوجود اُس سے انحراف کیا ہے۔ عمل تدوین میں جب کسی متن کو بنیادی متن کا درجہ دیتے ہیں تو اختلاف کو متن کی بجائے حاشیے میں درج کرتے ہیں، جب کہ حمید احمد خان نے اختلافات کو متن میں جب کہ بنیادی متن کو حاشیے میں جگہ دی ہے۔

---

[1] دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ، حمید احمد خان، پروفیسر، ص ۱۸

[2] ایضاً، ص ۲۳

ناکافی یادداشتوں کے سہارے متن کو صحت کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے بعض موقعوں پر عرشی اور شیرانی کے نسخوں سے بھی مدد لی ہے۔ ''نسخۂ عرشی'' اور ''نسخۂ حمیدیہ'' کے تقابلی مطالعے سے ایک اہم بات سامنے آئی ہے وہ یہ کہ حمید احمد خان نے حواشی میں ''نسخۂ عرشی'' سے جو اختلافات درج کیے ہیں اُن میں سے پانچ حواشی کی کیفیت ایسی ہے جو عرشی کے دیوان میں سرے سے مذکور ہی نہیں۔ یہ حواشی درج ذیل ہیں

۱۔ ''ا۔عرشی: ''پرپشاں'' (بجائے پرستاں)۔''

(''نسخۂ حمیدیہ''، ص۵۳، حاشیہ۱)

ع نظر بازی طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے

نسخۂ عرشی گنجینۂ معنی، غزل نمبر۱۷ میں مذکورہ شعر کے پہلے مصرعے میں پرستاں کا لفظ ہی درج ہے، جب کہ حمید احمد خان کے حاشیے کا اندراج غلط ہے۔

۲۔ ''ا۔عرشی ''دیدہ'' بجائے ''دید''۔''

(''نسخۂ حمیدیہ''، ص۱۱۳، حاشیہ۱)

ع جنوزاے اثر دید ننگِ رسوائی

مذکورہ مصرع بعینہٖ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۸۵ میں درج ہے، لہٰذا مصرعے کا حاشیہ نسخۂ عرشی سے مطابقت نہیں رکھتا۔

۳۔ ''ا۔قلمی نسخے میں یوں ہی ہے، اگرچہ مفتی انوارالحق کے نسخے میں کسی کارکن کی سہل انگاری کی وجہ سے ''غصہ'' کے بجائے ''وعدہ'' چھپ گیا ہے۔ نسخۂ عرشی میں بھی ''وعدہ'' درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عرشی صاحب نے یہاں مفتی انوارالحق کے مطبوعہ نسخے پر انحصار کیا ہے۔''

(''نسخۂ حمیدیہ''، ص۱۸۱، حاشیہ۱)

ع مت پوچھ اسد غصۂ کم فرصتی زیست

مذکورہ مصرع بعینہٖ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر۱۶۲ میں درج ہے۔ حمید احمد خان نے مذکورہ حاشیے میں جس تبدیلی کا ذکر کیا ہے، وہ ''نسخۂ عرشی'' میں موجود نہیں ہے۔

۴۔ ''ا۔عرشی ''گیا''۔''

(''نسخۂ حمیدیہ''، ص۲۵۱، حاشیہ۱)

ع چمن زارِ تمنا ہو گئی حرفِ خزاں لیکن

مذکورہ مصرع نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر۲۵۲ میں بعینہٖ درج ہے۔ حمید احمد خان نے حاشیے میں جو صراحت کی ہے وہ نسخۂ عرشی کے مطابق نہیں ہے۔

۵۔ ''ا۔مفتی انوارالحق کے نسخے میں (نیز نسخۂ عرشی میں) ''نقدِ رجم'' چھپ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسے ''نقدِ انجم'' پڑھنا چاہیے۔''

(''نسخۂ حمیدیہ''، ص۲۷۳، حاشیہ۱)

ع   نقدِ الم تاب کے از کیسۂ بیروں رفتن

مذکورہ مصرع کا حاشیہ بھی نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۶۷ کے مصرع کے مطابق نہیں ہے۔ عرشی نے "نقد رہِ غم" کی بجائے "نقدِ الم" ہی درج کیا ہے۔

تدوین اور مخطوطے کی نقل پر گفتگو کرنے سے قبل حمید احمد خاں کے دیباچے کے کچھ مزید بیانات قابلِ غور ہیں

"۔۔۔ یہ بات کبھی میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہ گزری تھی کہ اس مخطوطے کی صحیح نقل مرتب کرنے کی ذمہ داری بھی مجھ پر آ پڑے گی۔۔۔"[۱]

"یہ نسخہ جو اب شائع ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے بھوپال کے مخطوطے کی صحیح نقل ہے کہ اس کے متن میں صرف وہی مضمون آیا ہے جو حافظ معین الدین کے لکھے ہوئے دیوان کے متن میں ملتا ہے اور قلمی دیوان کے حاشیے کے اندراجات یہاں بھی حواشی کی صورت میں دیے گئے ہیں۔ قصائد، غزلیات اور رباعیات کی ترتیب اور پھر ہر رباعی، غزل اور قصیدے میں اشعار کی ترتیب بعینہٖ بھوپال کے قلمی نسخے کے اندراجات کے مطابق ہے۔"[۲]

"۔۔۔ مطبوعہ نسخے میں ایک بڑا فتور یہ پیدا ہوا ہے کہ قلمی نسخے میں غزلیات کی ترتیب مطبوعہ نسخے تک پہنچتے پہنچتے کچھ کی کچھ ہو گئی ہے۔۔۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر میرے لیے لازم ہوا کہ میں اپنی پوری توجہ دو باتوں پر مرکوز رکھوں اول یہ کہ قلمی نسخے کے مندرجات کی صحیح ترتیب متعین کروں اور دوم یہ کہ حاشیے اور متن کے اندراج کے معاملے میں قلمی اور مطبوعہ نسخوں کے درمیان جہاں جہاں اختلاف ہے، اُس کے متعلق مفصل یادداشتیں لے لوں۔ افسوس ہے کہ وقت کی کوتاہی کے باعث میرے لیے یہ ممکن نہ ہوا کہ مخطوطے کے ہر شعر اور مصرع کو لفظ بہ لفظ دیکھ لیتا۔۔۔"[۳]

غائر دیکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ حمید احمد خان نے "نقل" کا لفظ جابجا استعمال کیا ہے۔ اُنھوں نے کہیں تدوین کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ جہاں تک نقل کا تعلق ہے، اُس کے بارے میں ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ یہ نسخہ، نسخہ بھوپال کی صحیح نقل نہیں ہے، سوائے اس بات کے کہ انھوں نے قلمی نسخے کے مندرجات کی صحیح ترتیب متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ حاشیے اور متن کے اندراج کے معاملے میں قلمی اور مطبوعہ نسخوں کا اختلاف، "نسخۂ عرشی" کے ساتھ تقابل سے سامنے آ چکا ہے۔ وہ خود دیباچے میں یہ بیان دے چکے ہیں کہ قلمی نسخے کے ہر شعر اور مصرعے کو لفظ بہ لفظ دیکھنا اُن کے لیے ممکن نہ تھا۔ اس مقام پر ذہن ایک بار پھر سوالات کی زد میں آ جاتا ہے:

---

۱   دیوانِ غالب، نسخۂ حمیدیہ، پروفیسر حمید احمد خاں، ص ۲۳

۲   ایضاً، ص ۲۳

۳   ایضاً، ص ۲۱

☆ کیا ''بنیادی متن'' کے الفاظ استعمال کرنے کے دعوے کے باوجود ''تدوین'' کی جگہ ''نقل'' کا لفظ استعمال کرنا صحیح ہے؟

☆ کیا تدوین یا نقل میں اس بات کی گنجائش ہے کہ مخطوطے کے ہر شعر اور ہر مصرعے کو لفظ بہ لفظ دیکھے بغیر متن قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے؟

☆ اگر حمید احمد خان مخطوطے کی نقل کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو کیا تدوین کی کوئی ایسی صورت ہے جس میں مخطوطے کی ہو بہو نقل پیش کی جا سکے؟

مذکورہ بالا تمام سوالات کا جواب یہ ہے کہ تدوین کی کوئی صورت ایسی نہیں ہے جو حمید احمد خان نے پیش کی ہے۔ جب بھی کسی مخطوطے کے متن کو منظرِ عام پر لانے کی کوشش کی جاتی ہے، خواہ وہ تحریری یادداشتوں کے سہارے پر ہو یا مرتبہ متون سے استفادے کی صورت میں ہو، دونوں صورتوں میں یہ عمل تدوین ہی کہلاتا ہے، خواہ یہ کتنا ناقص ہی کیوں نہ ہو۔

تدوین میں مخطوطے کی نقل کی کوئی صورت ادبی منظرنامے پر دکھائی نہیں دیتی بلکہ تدوین کے مروجہ اصولوں پر چلتے ہوئے کسی مصنف کے متن کی بازیابی کی کوشش کی جاتی ہے۔ شعری متن کا ہر شعر، ہر مصرع، لفظ بہ لفظ دیکھے بغیر نقل پیش نہیں کی جا سکتی تو پھر متن کا حقِ تدوین کیسے ادا ہو سکتا ہے؟

تدوین کا معیاری انداز یہ ہے کہ شعری متن کے ہر شعر، ہر مصرعے کو لفظ بہ لفظ پڑھ کر بنیادی متن سے اختلافات کو خط کشید لایا جاتا ہے اور پھر ان اختلافات کو حاشیے میں جگہ دی جاتی ہے۔ حمید احمد خان نے بنیادی متن میں جہاں کہیں اختلاف کیا ہے، اُسے حاشیے میں تو جگہ دی ہے لیکن خط کشید نہیں لائے۔

عملِ تدوین میں جب کسی مخطوطے کو منظرِ عام پر لانے کی سعی کی جاتی ہے تو اُس بنیادی مخطوطے کے حوض کا متن بنیادی متن کہلاتا ہے، جب کہ حاشیے میں درج متن کو جہاں جہاں وہ بنیادی متن میں ردیف وار جگہ پاتا ہے، درج کر دیا جاتا ہے۔ حمید احمد خان نے دیباچے میں اِس بات کا اظہار کیا ہے کہ اُنھوں نے حوض اور حاشیے کے متن کو بعینہٖ مخطوطے کے متن کے مطابق بحال کرنے کی کوشش کی ہے۔ اِسی کوشش میں اُنھوں نے مخطوطے کے آخری پانچ سادہ صفحات پر درج غزلوں کو اُنھی صفحہ نمبروں کے تحت درج کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا تمام اُمور تدوین کے مروجہ اصولوں کے خلاف ہیں۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حمید احمد خان تدوین کا معیاری نمونہ پیش نہیں کر سکے۔ بااِیں ہمہ دیباچے کے آخر میں اُنھوں نے بھوپال کے مخطوطے کے حوالے سے قاری کے ذہن میں پیدا ہونے والے ادبی اور تحقیقی نوعیت کے سوالات کا تذکرہ کیا ہے اور اس ضمن میں وہ 'یارانِ نکتہ داں کو صلائے عام' دیتے ہیں:

> ''۔۔۔بعض اور مسائل ہیں جن کی تفتیش کے لیے یارانِ نکتہ داں کو صلائے عام دیئے بغیر چارہ نظر نہیں آتا۔ ''عبدالعلی''، ''عبدالصمد مظہر'' اور ''آغا علی'' جنھوں نے گاہ بگاہ دیوان کے کسی شعر پر صاد کیا ہے، کون حضرات ہیں؟ اور پھر حافظ معین الدین، جنھوں نے پورا دیوان خوش خط لکھا کون تھے؟ ۔۔۔اِس قسم کے پیچیدہ مسائل ابھی تک حل طلب ہیں اور عجیب نہیں کہ ہمیشہ حل طلب رہیں۔'' [1]

---

[1] دیوانِ غالب، نسخۂ حمیدیہ، پروفیسر حمید احمد خان، ص ۳۶

تنقید و تحقیق میں کوئی بھی حرف، حرفِ آخر نہیں ہوتا۔ حمید احمد خان نے خود یارانِ نکتہ داں کو صلائے عام دی ہے اور خود ہی اِن پیچیدہ مسائل کو ہمیشہ حل طلب قرار دے رہے ہیں۔ وہ مزید لکھتے ہیں:

''میری رائے میں یہ دیباچہ، جس کا مقصد بھوپال کے قلمی نسخے کا تعارف ہے، اِن دقیق مسائل اور تفصیل طلب مباحث کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ گتھیاں سلجھانے کے لیے تنقید و تحقیق کے علیحدہ باب کھولنے کی ضرورت ہے۔'' [۱]

جب کسی قلمی نسخے کا تعارف کروایا جاتا ہے تو اُس مخطوطے کی کیفیت (جلد، کاغذ، روشنائی، دھاگہ، کرم خوردگی، آب رسیدگی اور رسم الخط وغیرہ) کے ساتھ ساتھ اُس کے اندراجات کا بھی تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ پھر متن کے بارے میں یہ تجزیہ کیا جاتا ہے کہ یہ بخطِ مصنف ہے یا بخطِ غیر۔ بخطِ غیر ہے تو اس کا کاتب کون ہے، کم سواد ہے یا خوش خط۔ ان تمام امور کے علاوہ متن کے ساتھ مندرج دیگر تحریروں (اضافوں) کو بھی جانچا جاتا ہے کہ آیا وہ مصنف سے متعلق ہیں یا غیر از مصنف ہیں۔ ان تمام باتوں کا تعلق نسخے کے دیباچے سے ہے۔ دیباچہ تحقیق و تنقید کی گتھیاں سلجھانے کا دوسرا نام ہے۔ دیباچے میں ایسے کئی تحقیق طلب امور اور دقیق مسائل کو سلجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کوششوں کا بار آور ہونا یا نہ ہونا اور بات ہے۔ کم از کم متن کی پیش کش کرنے والا اپنی تمام ذمے داری، محققین اور نقادوں کے کندھوں پر نہیں ڈال سکتا۔ حمید احمد خان نے مفتی انوار الحق کے نسخے پر جا بہ جا اعتراضات کیے ہیں۔ یہ اعتراضات اپنی جگہ درست سہی تاہم اُنھوں نے خود اِن اعتراضات کا ازالہ کس حد تک کیا ہے؟ اس کا اندازہ اُن کے نسخے کے درج ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے:

''مفتی صاحب کے مطبوعہ نسخے میں نہ صرف بعد کی اصلاحیں بلکہ وہ پوری کی پوری غزلیں بھی شامل ہیں جن کا بھوپال کے مخطوطے میں سرے سے وجود ہی نہیں ہے۔ اس طرح گو قارئین کو متداول دیوان کا الگ نسخہ مقابلے کے لیے پاس رکھنے کی ضرورت نہ رہی لیکن ابتدائی دور اور آخری دور کے کلام کے ساتھ ساتھ چھپنے کی وجہ سے بھوپال کے مخطوطے کے علیحدہ وجود کا تصور وضاحت سے قائم نہ رہ سکا۔ میں نے آئندہ اوراق میں بھوپال کے مخطوطے کی نقل پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے اور متداول دیوان سے اِس ابتدائی متن کا مقابلہ خود قارئین کی بینش و دانش پر چھوڑا ہے۔'' [۲]

اس ضمن میں ڈاکٹر سید حامد حسین کا بیان بھی قابلِ غور ہے۔ وہ اپنے مضمون ''دیوانِ غالب (نسخۂ بھوپال) پر ثبت دستخط اور مہریں'' میں لکھتے ہیں:

''۔۔۔اِس نسخے کی اہمیت اس وجہ سے بھی تھی کہ اس میں غالب کا ایسا کلام بھی موجود تھا جو اُنھوں نے طباعت کے لیے اپنا دیوان منتخب کرتے وقت حذف کر دیا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں جب اس نسخے کو متداول کلام کی شمولیت کے ساتھ ''نسخۂ حمیدیہ'' کے

---

۱ دیوانِ غالب، نسخۂ حمیدیہ، پروفیسر حمید احمد خان، ص ۲۶، ۲۷

۲ ایضاً، ص ۲۲، ۲۳

نام سے شائع کیا گیا، تو پہلی بار غالب شناس اِس محذوف کلام سے متعارف ہوئے، یہ مخطوطہ غالباً ۱۹۴۸ء تک بھوپال میں محفوظ رہا۔۔۔ جب حمیدیہ لائبریری کی وہ عمارت جہاں یہ مخطوطہ تھا، خالی کرائی گئی، شاید اُس وقت افراتفری میں یہ نسخہ کہیں ضائع ہوگیا۔ اصل نسخے کی غیر موجودگی میں اس کی کیفیت کا اندازہ کرنے کا واحد ذریعہ وہ تفصیلات ہیں جو ایسے حضرات نے بیان کی ہیں جنھوں نے اس نسخے کو دیکھا ہے۔ ان حضرات میں مفتی انوارالحق، ڈاکٹر سید عبداللطیف اور جناب امتیاز علی عرشی شامل ہیں۔۔۔'' [۱]

عبدالقوی دسنوی نے اپنے مضمون ''بیاضِ غالب''[۲] میں نسخۂ بھوپال کے چشم دید گواہوں میں مذکورہ بالا اصحاب کے علاوہ سید ہاشمی صاحب کا نام بھی تحریر کیا ہے۔ اُنھوں نے بھی نسخۂ بھوپال کے چشم دید گواہوں میں پروفیسر حمید احمد خان کا ذکر نہیں کیا۔ اِس مقام پر پہنچ کر ذہن ایک بار پھر انتشار کا شکار ہو جاتا ہے کہ کیا حمید احمد خان نے واقعی بھوپال میں اِس قلمی نسخے کا مطالعہ کیا تھا؟ یہ گوشہ ابھی مزید تحقیق کا متقاضی ہے۔ اس لیے قبل از وقت کوئی بات کہنا مناسب نہیں ہے۔

نسخۂ بھوپال پر ثبت دستخطوں کے حوالے سے ڈاکٹر سید حامد حسین کا مضمون ''دیوانِ غالب (نسخۂ بھوپال) پر ثبت دستخط اور مہریں'' معلوماتی اعتبار سے اہم ہے۔ اُنھوں نے مختلف مآخذ (''آثار الشعرا''، از ممتاز علی، ''تزکِ سلطانی'' از سلطان جہاں بیگم، ''دیوانِ مسکین'' از سید عبدالواحد خاں مسکین، ''عمدۂ منتخبہ (تذکرۂ سرور)'' از میر محمد خاں سرور، ''گلشنِ بے خار'' از شیفتہ، ''صبح گلشن'' از سید علی حسن خاں، ''تذکرۂ فرح بخش'' از یار محمد خاں شوکت، ''تاریخ اُلکہ''، از سید مہدی علی سہوانی، ''قلمی بیاض''، از مولانا محمد عباس رفعت، ''اُردو ادب کی ترقی میں بھوپال کا حصہ'' از ڈاکٹر سلیم حامد رضوی، ''اسٹار ڈائریکٹری مملکت حیدرآباد دکن''، ''تذکرہ سالانہ ریاست بھوپال'' بابت ۱۸۔۱۹۱۷ء، ''دیوانِ ثاقب''، ''اسلامک کلچر'' (انگریزی سہ ماہی رسالہ، حیدرآباد) اپریل ۱۹۶۱ء اور ''ہسٹری آف سروسز آف گزیٹڈ آفیسرس آف دی حیدرآباد اسٹیٹ کیرڈ اپ ٹو مارچ ۱۹۵۰ء'' وغیرہ) کی مدد سے ثابت کیا ہے کہ:

''جن عبدالعلی نے مخطوطے پر دستخط کیے ہیں وہ عبدالعلی تونگر تھے۔ تونگر ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید عبدالواحد خاں مسکین خیر آباد کے رہنے والے تھے۔۔۔ دہلی آئے اور حکیم مومن خاں مومن کے شاگرد ہوئے۔۔۔ ۱۸۲۸ء کے قریب بھوپال آئے۔۔۔ رئیس وقت جہانگیر محمد خاں کے مصاحب ہوئے۔ ۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء میں اُنھوں نے بھوپال میں انتقال کیا۔۔۔۔ عبدالعلی تونگر شعر گوئی میں اپنے والد کے شاگرد تھے۔ نواب سکندر بیگم کے عہد میں میر دبیر ریاست رہے۔۔۔ کہا جاتا ہے کہ انھیں ریاست کے سپید و سیاہ کا اختیار

---

[۱] ''دیوانِ غالب (نسخۂ بھوپال) پر ثبت دستخط اور مہریں'' (مضمون) از حامد حسین، ڈاکٹر مشمولہ ''صحیفہ''، غالب نمبر (حصہ سوم) شمارہ نمبر ۴۸، جولائی ۱۹۶۹ء، ص ۳۰،۲۹

[۲] مشمولہ نقوش غالب نمبر ۳، شمارہ نمبر ۱۱۶، ۱۹۷۱ء، ص ۴۰۶

حاصل ہو گیا۔۔۔ بعض کارکنانِ ریاست نے عبدالعلی کے خلاف مزاج متغیر کرا دیا۔۔۔ اور بالآخر انھیں ملازمت سے برطرف کر کے ۱۳ شعبان ۱۲۸۷ھ/ ۸۔ نومبر ۱۸۷۰ء کو ریاست سے خارج کر دیا گیا۔۔۔" [۱]

"۔۔۔ نسخے پر عبدالعلی کا اظہارِ پسندیدگی اور ان کے دستخط یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نسخہ مسکین کے پاس اس وقت تک رہا ہے جب تونگر سنِ شعور تک پہنچے اور اس کے اہل ہو گئے کہ اشعار کو منتخب کر کے ان پر نشانات لگائیں اور ان پر رائے لکھیں۔ یہ نسخہ فوج دار محمد خان کی ملکیت میں ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء اور ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء کے درمیان کسی وقت آیا۔ اب اگر عبدالعلی تونگر (ولادت ۱۲۳۶ء [ھ]) کی عمر کو اور ان کے سنِ شعور تک پہنچنے کو پیشِ نظر رکھا جائے تو اس نسخے کے تونگر یا مسکین سے جدا ہونے اور فوج دار محمد خاں کے پاس پہنچنے کی تاریخ ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء کے قریب پہنچ جائے گی۔" [۲]

عبدالصمد مظہر کے حوالے سے ڈاکٹر سید حامد حسین لکھتے ہیں:

"۔۔۔ عبدالصمد مظہر بھوپال کے معززین میں سے تھے اور عرصے تک والیۂ ریاست نواب سلطان جہاں بیگم کے ملٹری سکریٹری رہے۔ مظہر ۲۲ دسمبر ۱۸۸۳ء کو ٹونک میں پیدا ہوئے۔ علی گڑھ کالج میں تعلیم حاصل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء کو نواب زادہ محمد عبیداللہ خاں، کرنل انچیف کے ملٹری سکریٹری کی حیثیت سے ریاست بھوپال میں ملازم ہوئے۔۔۔ ۱۷ جنوری ۱۹۶۱ء کو اُنھوں نے وفات پائی۔ عبدالصمد مظہر کو علم و ادب سے گہرا شغف تھا۔۔۔۔ شہنشاہ حسین رضوی نے "دیوانِ ثاقب" کے مقدمے میں اگست ۱۹۱۸ء میں ثاقب لکھنوی کی بھوپال میں آمد اور مظہر کی ان کے کلام سے گرویدگی کا اظہار کیا ہے۔۔۔ شعر و ادب سے اِس دلچسپی کے پیشِ نظر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مظہر نے نسخۂ بھوپال کو دیکھا ہوگا۔ لیکن زیادہ امکان اِس بات کا ہے کہ ۱۹۱۸ء میں جب یہ پتا چلا کہ بھوپال کی حمیدیہ لائبریری میں موجود اِس قلمی نسخے میں غالب کا محذوف کلام بھی شامل ہے، اس وقت یہ نسخہ مظہر کی نظر سے گزرا ہو۔ چونکہ ڈاکٹر سید عبداللطیف نے اپنے مضمون میں ان کے دستخطوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اِس وجہ سے یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ ۱۹۲۸ء کے قریب جب ڈاکٹر عبداللطیف نے اس نسخے کو حیدرآباد منگوایا، اِس وقت مظہر نے اِس کو دیکھا ہو اور اِس پر دستخط کیے ہوں۔۔۔" [۳]

---

[۱] "دیوانِ غالب (نسخۂ بھوپال) پر ثبت دستخط اور مہریں" (مضمون) از ڈاکٹر سید حامد حسین، ص ۳۳ تا ۳۶

[۲] ایضاً، ص ۳۷

[۳] ایضاً، ص ۳۷ تا ۳۹

ڈاکٹر سید عبداللطیف نے نسخۂ بھوپال پر کتاب کے حوالہ نمبر کے ساتھ محمد حسین نامی شخص کے دستخط کا ذکر کیا تھا۔ عرشی نے محمد حسین کو کتب خانۂ حمیدیہ کا کارکن ظاہر کیا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر سید حامد حسین نے محمد حسین کی قرأت محمد حنیف طے کی ہے اور اُن کے خیال میں شاید اِس نسخے کی خریداری قاضی محمد حنیف کے ذریعے کی گئی ہو۔ قاضی محمد حنیف، میاں فوج دار محمد خاں کے معتمد خاص اور جاگیر کے منتظم اعلیٰ بھی تھے۔ ڈاکٹر سید حامد حسین لکھتے ہیں:

''۔۔۔ یا تو یہ نسخہ اِن کی وساطت سے خریدا گیا ہے یا خریداری کے بعد اُنھوں نے اپنی ذاتی منظوری کے طور پر اِس کے پہلے صفحے پر اپنے دستخط کر دیے ہیں۔'' [1]

اِس مخطوطے کے کاتب حافظ معین الدین کے بارے میں تاحال کوئی قابل ذکر تحریر دست یاب نہیں ہو سکی۔

دیوانِ غالب نسخۂ حمیدیہ کے حوالے سے یہ چند مشاہدات ہیں جنھیں قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ نسخۂ عرشی اور نسخۂ حمیدیہ کے تقابلی مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ غالبؔ کا اردو دیوان تدوین کے معیاری اصولوں کے مطابق مدون نہیں ہوا۔ اقلیمِ شاعری میں غالبؔ موضوعاتی جدت، انفرادیت اور رنگارنگی کے باعث ممتاز ہے۔ اس لیے غالبؔ جیسے یگانۂ روزگار شاعر کا کلام از سرِ نو مدون کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اردو ادب میں طرزِ جداگانہ کے حامل اِس شاعر کا کلام دست بردِ زمانہ کی نظر ہونے سے بچ جائے۔

✿✿✿✿✿✿

---

[1] ''دیوانِ غالب (نسخۂ بھوپال) پر ثبت دستخط اور مہریں'' (مضمون) از ڈاکٹر سید حامد حسین، ص ۳۹

قصائد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

بہر ترویج[1] جناب والیِ یوم الحساب — ضامنِ تعمیرِ قصرستانِ دلہائے خراب
جرم بخشائے کہ گر جوشد بہارِ رحمتش — بر فنائے خویش لرزد چوں دلِ مجرم عذاب
راقمش اعدائے او را در شمارِ سالِ عمر — نعلِ واژوں بندد از ناخن بر انگشتِ حساب
نوح عمرے ماند طوفانی بہ بحرِ وحدتش — تا سر و زانو بہ موجے باختت مانندِ حباب
نغمہ چوں خوں در رگِ ابریشمِ ساز افسرد — ہیبتِ نہیبش اگر جوشد بوضعِ احتساب
بارگاہش را ز خورشید است خشتِ آستاں — شمعِ بزمش را ست گلگیر از دو لختِ ماہتاب
ہم چمن زارِ ازل را قدرتش رنگ آفریں — ہم گلستانِ ابد را خوئے جاں بخشش سحاب
بہر ترویجِ جناب اقدسے کز حکمِ او — صیقلِ آئینہ بر نورِ نظر ریزد حجاب
آستانش بر نشانگاہِ جلالے کز ادب — حلقۂ بیرونِ در گردیدہ چشمِ آفتاب
در پناہِ عفتش۔ حورانِ جنت را ہنوز — پنبۂ روزن بود چشمِ سفیدِ ماہتاب
سایہ اش جز در حریمِ قدس نتواں یافتن — کز شکستِ رنگِ امکان عصمتش دارد نقاب
بہر ترویجِ خدائے از دو عالم رستگاں — عابدِ اللہ و معبودِ خلائق بو تراب
مہرباں پیرے کہ بہرِ دیدنِ ماہِ صیام — در کفِ مستانِ او تیغے ست از موجِ شراب
بادۂ خمخانۂ او پرتوِ نورِ جمال — پنبۂ مینائے او چشمِ سفیدِ ماہتاب
شہسوارِ قدرتے کز فرطِ تعظیم و جلال — سرمہ در چشمِ رکابش می کشد گردِ کتاب
ذوالفقارش شاہدے کاندر تماشا گاہِ قتل — میکشد در شوقِ او از موجِ الف بر سینہ آب
در خیالِ صدمۂ جاں دادگانِ ضربتش — می جہد از دیدۂ عیسیٰ چراغِ آفتاب
دُلدلِ برق آفرینش را رمے کاندر خیال — می جہد ہمچوں نگاہ از حلقۂ چشمِ رکاب
بسکہ شد ویرانِ شوخی خانۂ نظارہ اش — عینکِ پیرِ فلک گردیدہ ماہ و آفتاب
بہر ترویجِ حسنؑ، فرماں دہِ اقلیمِ دیں — خسروِ عرش آستاں، شاہنشہِ قدرت مآب
ناظمِ حسن آفرینی، کز برائے خدمتش — از شفق بندد حنا بر شام دستِ آفتاب
جلوہ ریز آید اگر لطفش بہ ہنگامِ غضب — دودِ آتش می شود بارانِ رحمت را سحاب
بشکند شانِ تغافل گر بہ دلداریِ ناز — لذتِ قندِ محبت جوشد از زہرِ عتاب
توسنِ قدرش کہ عرش و خلد جولانگاہِ اوست — از تمِ زانوے جبریلِ امیں دارد رکاب
بہر ترویجِ شفیعِ عاصیاں، یعنی حسینؑ — آنکہ جنت راست از اشکِ عزادارِیش آب

۱۔ مفتی انوار الحق کے شائع کردہ نسخے میں "بہر ترویج" سہو کتابت سے "بہر ترویج" ہو گیا ہے، چنانچہ یہاں (اور بعد کے اشعار میں بھی جا بجا) اس غلطی کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ اس قصیدے کے اکثر اشعار کلیاتِ فارسی، مطبوعۂ نول کشور، کے قطعہ نمبر ۶۰ میں ملتے ہیں۔

☆۱۔ نسخۂ عرشی کے کسی بھی حصے میں یہ قصیدہ شامل نہیں ہے۔ یہاں یہ قصیدہ ۶۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

بادشاہِ صابرے، دریا دلے، تشنہ لبے — کز غمش از لعل خون بار است چشمِ آفتاب
شاہِ غیرت آفرینے، کز پئے تعلیمِ صبر — بخیۂ نقشِ قدم زد بر لبِ موجِ سراب
عاشقِ اللہ و معشوقِ وفادارِ رسولؐ — قبلۂ عشق و پناہِ حسن و جانِ بو تراب
در گہش را تحملِ خوابِ زلیخا فرشِ راہ — خیمہ گاہش را نگاہِ ماہِ کنعانی طناب
بہرِ ترویجِ امام ابنِ امام ابنِ امام — آدمِ آلِ عبا، شاہنشہِ عالی جناب
آستانش عالی و منزل گہِ قدرش رفیع — بارگاہش عرش سامان و جنابش مستطاب
لالہ را ہم رنگیِ چشمِ بخوں آلودہ اش — میزند بر فرق از داغِ غلامی انتخاب
بہرِ ترویجِ محمد باقرؑ حیدرؓ نژاد — کز خیالِ آستاں بوسیش می رقصد ثواب
بہرِ ترویجِ محمد جعفرؑ صدق آفریں — عالمِ علمِ نبی و واقفِ سرِ کتاب
بہرِ ترویجِ شہِ کاظمؑ کہ در ہر عالم ست — چوں قضا حکمش روان و چوں قدر رائش صواب
بہرِ ترویجِ رضاؑ شاہِ خراساں، کز کرم — بہرِ تعمیرِ جہاں، از کہکشاں دارد طناب
بہرِ ترویجِ تقیؑ کاندر تماشا گاہِ اوست — طاقِ ایوانِ آسماں، آئینۂ او آفتاب
بہرِ ترویجِ نقیؑ کز بہرِ تقریبِ نیاز — تحفہ آوردہ است زرگسداں بہ بزمش ماہتاب
بہرِ ترویجِ حسنؑ پشت و پناہِ خافقین — شاہِ کیواں بارگاہ و خسروِ جنت جناب
بعد ازیں، بہرِ ظہورِ مہدیؑ صاحب زماں — ظلمت آبادِ شبِ کفر و حسد را آفتاب
ابرِ لطفش ز آتشِ دوزخ بپالاید بہشت — برقِ قہرش ابرِ رحمت را کند دودِ کباب
حبذا معمارِ خلقے کز پئے تعمیرِ دیں — در کف از سر رشتۂ شرعِ نبی دارد طناب
میکند از ہم جدا صرافِ حکمِ قدرتش — در سیاست گاہِ نصفت مس ز سیمِ ماہتاب
بعد ازیں بہرِ شہیدانے کہ خوش جاں دادہ اند — در شہادت گاہ، شاہِ کربلا را در رکاب
سینّما از بہرِ ترویجِ علم دارِ حسینؑ — پیشوائے لشکرِ شبیر ابنِ بو تراب
حضرتِ عباسؑ عالی رتبہ کز چوگانِ او — می رود مانندِ گوئے بے سروپا آفتاب
بعد ازیں تاثیرِ دلجوئی دعائے زمرہ ایست — کز قلق دارند در دل آتش و در چشم آب
پادشاہاں، مومناں، جنت نصیباں، عاشقاں — بے دلاں، یعنی عزادارانِ آلِ بو تراب
راقمِ بے چارۂ پژمردہ دل یعنی اسد — کز فسردن ہائے دل گردیدہ پابندِ جلاب
بر زباں مُہرِ خموشی و بہ دل جوشِ جنوں — در ہوس آبادِ نادانی اسیرِ پیچ و تاب
نقدِ آگاہی بہ وہمِ فرصتے در باختہ — دستِ خالی بر سر و دل پایمالِ اضطراب
غافل از رفتارِ عمر و فارغ از تکمیلِ عشق — کردہ آغوشِ وداعِ دل نشیمن گاہِ خواب
بسکہ در صحرائے وحشت عقل و دیں درباختہ — لذتِ قندِ محبت جوید از زہرِ عتاب
خود تو میدانی کہ گم گردیدۂ دشتِ امید — تشنہ تر میگردد از بے آبیِ موجِ سراب

دل ز کار اُفتاد و پا وامانْد و دست از ہم شکست
قطعِ منزل کے تواں کردن بہ ایں حالِ خراب

مدّعا را بر زباں آوردن از بیگانگی است
جز نگاہتِ شاہدِ ما را کفن بادا نقاب

ذوقِ مطلب از تو و من از تو و مطلب ز تو
خود تو می بخشی و می فہمی زبانِ اضطراب

شعلۂ شوقِ ہوس دارم ز سودائے جنوں
کاتشِ افسردہ را بخشد بہارِ التہاب

دین و دنیا را بلا گردانِ نازت کردہ ام
جلوۂ رنگیں تر از صد گلشنِ خلد انتخاب

حرمتِ جانِ محمدؐ یک نظر کن سوئے من
یاعلیؑ یامرتضیٰؑ یابوالحسنؑ یابوترابؑ!

قصیدۂ حیدری بہ تمہید بہارِ مغفرت ☆۱

سازِ یک ذرہ نہیں فیضِ چمن سے بے کار
سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار

مستیِ بادِ صبا سے ہے بعرضِ سبزہ
ریزۂ شیشۂ مے جوہرِ تیغِ کہسار

سنگ یہ کارگہِ ربطِ نزاکت ہے کہ ہے
خندۂ بے خودیِ کبک بہ دندانِ شرار

سبز جوں جامِ زمرد، نہ ہو گر داغِ پلنگ
نغمۂ نشو و نما کو سمجھ افسونِ بہار ۱

کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں کو
بے ستوں سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار

حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر
سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار

دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ
جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شبِ تار

مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت
کہ اس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار

کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل
راہِ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

چشم بر چشم چنے ہے بہ تماشا مجنوں
ہر دو سو خانہ زنجیرِ نگہ کا بازار

خانہ تنگ ہجومِ دو جہاں کیفیت
جامِ جمشید ہے یاں قالبِ خشتِ دیوار

سونپے ہے فیضِ ہوا صورتِ مژگانِ یتیم
سرنوشتِ دو جہاں ابر بہ یک سطرِ غبار

کفِ ہر خاک بہ چمن آئنہ قمری صیقل
دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ طاؤس شکار ۲

سنبل و دام کمیں خانہ خوابِ صیاد
نرگس و جام سیہ مستیِ چشمِ بیدار

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ــــــــ ہے ــــ کی طرح ــــــ
ب: تازہ ہے، ریشۂ نارنج صفت، روے شرار

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ــــــ بگردوں شدہ ــــــ پرواز

☆۱۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کے پہلے قصیدے میں اس قصیدے کے درج ذیل اشعار ملتے ہیں۔
۳،۵تا۷،۱۰،۱۱،۱۳تا۱۷،۱۹تا۲۶،۳۱،۳۳تا۳۶،۵۰،۵۱،۵۳تا۵۸،۶۰تا۷۷،۸۰تا۸۵،۸۹تا۱۰۲،۱۰۶تا۱۰۹
جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کے پہلے قصیدے میں درج ہیں۔ نسخۂ عرشی میں ترتیب اشعار مختلف ہے۔
یہ قصیدہ ۱۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔ مذکورہ قصیدے کے تین مطلعے ہیں۔

طرہ ہا بسکہ گرفتارِ صبا ہیں، شانہ
زانوئے آئنہ پر مارے ہے دستِ بے کار

بسکہ یکرنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم
لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خطِ سنبلِ زار

اے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشو و نما
بادہ پُر زور و نفس مست و مسیحا بیمار

جوہرِ ناخنِ بُریدہ بہ اندازِ ہلال
ریشۂ عجز کو کرتا ہے نمو سے سرشار ☆۱

ہمتِ نشو و نما میں یہ بلندی ہے کہ سرو
پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار

ہر کفِ خاک جگر تشنۂ صد رنگِ ظہور
غنچے کے میکدے میں مستِ تامل ہے بہار

کس قدر عرض کروں ساغرِ شبنم یارب!
موجۂ سبزۂ نوخیز ہے لبریزِ خمار

غنچۂ لالہ سیہ مستِ جوانی ہے ہنوز
شبنمِ صبح ہوئی رعشۂ اعضائے بہار

بے دماغی تپش[۱] سے ہوئی عریاں آخر
شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیراہنِ خار

سازِ عریانیِ کیفیتِ دل ہے لیکن
یہ مئے تند نہیں موجِ خرامِ اظہار

موجِ مے پر ہے براتِ نگرانیِ امید
گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار

گلشن و میکدہ سیلابیِ یک موجِ خیال
نشہ و جلوۂ گل بر سرِ ہم فتنہ عیار ۱

میکدے میں ہو اگر آرزوئے گل چینی
بھول جا یک قدحِ بادہ بطاقِ گلزار

موجِ گل ڈھونڈ بہ طوفاں کدۂ غنچۂ باغ
گم کرے گوشۂ میخانہ میں گر تو دستار ۲

پشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بے جا یعنی
سبز ہے موجِ تبسم بہ ہوائے گفتار

کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر
سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِ پرکار

جائے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق
اس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کا[۲] رفتار

مطلعِ ثانی ☆۲

لعل سے کی ہے بہ مدحِ چمن آرائے بہار
طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار ۳

کسوتِ تاک میں ہے نشۂ ایجادِ ازل
سبحۂ عرضِ دو عالم بہ کفِ آبلہ دار

بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی
بے خودی دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار

بہ ہوائے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست
باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زنار

۱۔ بدل کر ''جوشِ بیداد تپش'' کیا گیا۔ ملاحظہ ہو مفتی انوار الحق کا نوٹ ان کے نسخے کے صفحہ ۲۲۵ پر۔
۲۔ مولانا عرشی نے اسے سہوِ کاتب قرار دے کر اپنے نسخے میں ''کی'' شائع کیا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------- غبار
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---------- خلوت ---------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---ی---پئے زمزمۂ مدحتِ شاہ
☆۱۔ نسخۂ عرشی کے دونوں حصوں ''گنجینۂ معنی'' اور ''نوائے سروش'' میں یہ شعر موجود نہیں ہے۔
☆۲۔ نسخۂ عرشی میں ''مطلعِ ثانی'' عنوان لائے بغیر مسلسل اشعار نقل ہیں۔

یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب
لالہ ہا داغ پراگندہ و گل ہا بے خار

بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں مینقل
سرو بیدل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار

عکسِ موجِ گل و سرشاریِ اندازِ حباب
نگہ آئینۂ کیفیتِ دل سے ہے دوچار

کس قدر سازِ دو عالم کو ملی جرأتِ ناز
کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار

ورنہ وہ ناز ہے جس گلشنِ بیداد سے تھا
طورِ مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہہ بہار

سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے بذوقِ یک زخم
بیضۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف بالِ شرار

بت کدہ بہرِ پرستش گریِ قبلۂ ناز
باندھے زنارِ رگِ سنگ میانِ کہسار

سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ امید کا ابر
ہم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زنار

رنگ ریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز
اولیں دورِ امامت طرب ایجادِ بہار

جوشِ طوفانِ کرم ساقیِ کوثر ساغر
نہ فلک آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار

پہنچے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری نیساں
یہ تنک مایہ ہے فریادیِ جوشِ ایثار

وہ شہنشاہ کہ جس کے پئے تعمیرِ سرا
چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار ۱

فلک العرش ہجومِ خمِ دوشِ مزدور
رشتۂ فیضِ ازل سازِ طنابِ معمار

سبزۂ نہ چمن و یک خطِ پشتِ لبِ بام
رفعتِ ہمتِ صد عارف و یک اوجِ حصار

واں کی خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ
وہ رہے بردوشِ بالِ پری سے بیزار ۲

پر یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز
کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار

ذرہ اُس گرد کا خورشید کو آئینۂ ناز
گرد اُس دشت کی امید کو احرامِ بہار ☆۱

خاکِ صحرائے نجف جوہرِ سیرِ عرفا
چشمِ نقشِ قدم آئینۂ بختِ بیدار

اے خوشا مکتبِ شوق و بلدستانِ مرادا
سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار

مشقِ نقشِ قدم نسخۂ آبِ حیواں
جادۂ دشتِ نجف عمرِ خضر کا طومار

جلوہ تمثال ہے ہر ذرۂ نیرنگ سولد
بزمِ آئینۂ تصویر نما مشتِ غبار

دو جہاں طالبِ دیدار تھا یا رب کہ ہنوز
چشمکِ ذرہ سے ہے گرم نگہ کا بازار

ہے نفس مایۂ شوق دو جہاں ریگِ رواں
پائے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار

آفرینش کو ہے واں سے طلبِ مستیِ ناز
عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار

دشتِ الفت چمن و آبلہ مہماں پرور
دلِ جبریل کفِ پا پہ ملے ہے رخسار

یا تنک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ
بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار

یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے صحرا
مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار

۱۔ نسخۂ مرشی (نوائے سروش)۔ الف: ------کی------------

۲۔ نسخۂ مرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---کے-------------

☆۱۔ مذکورہ شعر سے قبل جو شعر نسخۂ مرشی میں درج ہے۔ وہ یہاں اس شعر کے بعد درج ہے۔

فرش اِس دشتِ تمنا میں نہ ہوتا گر عدل
گرمیِ شعلۂ رفتار سے جلتے خس و خار

ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں
خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار

یک جہاں بسملِ اندازِ پرافشانی ہے
دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار

موجِ طوفانِ غضب چشمۂ ہٗ چرخ حباب
ذوالفقارِ شہِ مرداں خطِ قدرت آثار

موجِ ابروئے قضا جس کے تصور سے دونیم
بیم سے جس کے دلِ تختۂ تقدیر فگار

شعلۂ تحریر سے اُس برق کی ہے کلکِ قضا
بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار

موجِ طوفاں ہو اگر خونِ دو عالم ہستی
ہے حنا کو سرِ ناخن سے گزرنا دشوار

دشتِ تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدُل
نعل در آتشِ ہر ذرہ ہے تیغِ کہسار

بالِ رعنائیِ دم موجۂ گل بندِ قبا
گردشِ کاسۂ سم چشمِ پری آئنہ دار

گردِ راہ اُس کی بھریں شیشۂ ساعت میں اگر
ہر نفس راہ میں ٹوٹے نفسِ لیل و نہار

نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز
رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار

ہے سراسر رویِ عالمِ ایجاد اُسے
جیبِ خلوت کدۂ غنچہ میں جولانِ بہار

جس کے حیرت کدۂ نقشِ قدم میں مانی
خونِ صد برق سے باندھے بکفِ دست نگار

ذوقِ تسلیمِ تمنا سے بہ گلزارِ حضور
عرضِ تسخیرِ تماشا سے بہ دامِ اظہار

مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل
جامِ سرشارِ مے و غنچۂ لبریزِ بہار

مطلعِ ثالث فی المدح الحاضر☆۱

فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار
دلِ پروانہ چراغاں پرِ بلبل گلزار ۱

شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز
جلوے میں تیرے ہے تسخیرِ ہوائے دیدار ۲

گردِ جولاں سے ہے تیری بگریبانِ خرام
جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار

جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز
پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار

جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو
جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار

تو وہ ساقی ہے کہ ہر موجِ محیطِ تنزیہہ
کھینچے خمیازہ میں تیرے لبِ ساغر کا خمار ۳

گرد بادِ آئنہ فتراکِ دماغِ دلہا
تیرا صحرائے طلب محملِ پیمانہ شکار

ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے ہے ہنوز
جوشِ جوہر سے دلِ آئنہ گلدستۂ خار

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: -----پروانہ---------------

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ذوق میں جلوے کے تیرے، بہوائے---

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب -----خمیازے---------------

☆۱۔ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" میں مذکورہ عنوان کی بجائے پہلے شعر کے دونوں مصرعوں کے درمیان لفظ مطلع درج ہے۔

تیری اولاد کے غم میں ہے بروئے گردوں
سلکِ اختر میں مہِ نو مژۂ گوہر بار ۱

مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبیؐ
جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار ☆۱

ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مُہرِ نماز
ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار

تیرا پیمانہ ہے نسخۂ ادوارِ ظہور
تیرا نقشِ قدم آئینۂ شانِ اظہار

آیتِ رحمتِ حق بسملۂ مصحفِ ناز
مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار

قبلۂ نورِ نظر، کعبۂ ایجادِ مسیح
مژۂ دیدۂ نخچیر سے نبضِ بیمار ۲

جنبشِ نبضِ خودی کفر نہ کھینچے یارب!
کمی ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار

ناز پروردۂ صد رنگِ تمنا ہوں، ولے
پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار

تنگیِ حوصلہ گردابِ دو عالم آداب
دید یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار

رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلی کہ ہنوز
تشنۂ خونِ دو عالم ہوں بہ عرضِ تکرار

وحشتِ فرصتِ یک جیبِ کشش نے کھویا
صورتِ رنگِ حنا ہاتھ سے دامانِ بہار

شعلۂ آغاز و لے حیرتِ داغِ انجام
موج ہے لیک ز سر تا قدم آغوشِ خمار

ہے اسیرِ ستمِ کشمکشِ دامِ وفا
دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار

مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسائشِ درد
بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار

محرمِ دردِ گرفتاریِ مستی معلوم
ہوں نفَس سے صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار

تھا سرِ سلسلہ جنبانیِ صد عمرِ ابد
ساز ہا مفت بریشم کدۂ نالۂ زار

لیکن اس رشتۂ تحریر میں سرتا سرِ فکر
ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علیؑ سبحہ شمار

جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر
یک طرف نازشِ مژگاں بہ دگر سو غمِ خار ۳

مردمک سے ہو عزاخانۂ یک شہرِ نگاہ
خاکِ در کی تری جو چشم نہ ہو آئنہ دار ۴

دشمنِ آلِ نبی کو بہ طرب خانۂ دہر
عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو، طاقِ دیوار

دوست اس سلسلۂ ناز کے جوں سنبل و گل
ابر میخانہ کریں ساغرِ خورشید شکار ۵

لنگرِ عیش پہ سرشارِ تماشائے دوام
کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار

زلفِ معشوق کشش سلسلۂ وحشتِ ناز
دلِ عاشق شکن آموزِ خمِ طرۂ یار

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ----------ہے----------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------اعجاز----------

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ------!---------------

۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ------اقبال----------
ب ----------ترے-------

۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ------خرشید------------

☆۱۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں مذکورہ شعر اس سے اگلے شعر کے بعد درج ہے۔

مے تمثالِ پری نشۂ مینا آزاد　　دل آئینۂ طرب ساغرِ بختِ بیدار
دیدہ تا دل اسد آئینۂ یک سجدۂ شوق　　فیضِ الفت سے رقم تا دلِ معنی سرشار ۱

ایضاً فی المنقبت ☆۱

توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ بر روئے زمیں　　سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیں جس کو جبیں
توڑے ہے نالہ سرِ رشتۂ پاسِ انفاس　　سر کرے ہے دلِ حیرت زدہ فعلِ تسکیں
بیدلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق　　بیکسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں
ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم　　لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں
یاس، تمثالِ بہار آئینۂ استغنا　　وہم، آئینۂ پیدائی تمثالِ یقیں
خوں ہوا دردِ دو عالم سے تمنا کا دماغ　　بزمِ یاس آں سوئے پیدائی و اخفا رنگیں ۲
مثلِ مضمونِ وفا باد بہ دستِ تسلیم　　صورتِ نقشِ قدم خاک بفرقِ تمکیں ☆۲
خانہ ویرانیٔ امید و پریشانیٔ بیم　　جوشِ دوزخ ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں ☆۳
لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم　　دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں
بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفس　　استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں
نقشِ معنی ہمہ خمیازۂ عرضِ صورت　　سخنِ حق ہمہ پیمانۂ ذوقِ تحسیں
عشق بے ربطیٔ شیرازۂ اجزائے حواس　　وصل افسانۂ اطفالِ پریشاں بالیں ۳
کوہ کن گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب　　بیستوں سازِ گراں باریٔ خوابِ شیریں ۴
موج خمیازۂ یک نشہ چہ اسلام و چہ کفر　　کجی یک خطِ مسطر چہ توہم چہ یقیں

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف:　---------پرتو---------
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　ب　----معنی-----خط ساغرِ راقم----
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف:　-----جوشِ تمنا سے، دو عالم------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب:　----------زنگارِ رخِ آئنۂ حسنِ یقیں
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　------آئنۂ خوابِ گراں--------

☆۱۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کے دوسرے قصیدے میں مذکورہ قصیدے کا مطلع بعینہٖ موجود ہے۔ جب کہ نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کے قصیدہ نمبر۲ میں مختلف ہے۔ ''نوائے سروش'' کے قصیدے کا مطلع درج ذیل ہے

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے، اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں؟

یہ قصیدہ ۶۷، شعار پر مشتمل ہے۔ اس قصیدے کے دو مطلعے ہیں۔ نسخۂ عرشی میں ترتیب اشعار مذکورہ قصیدے کی ترتیب اشعار سے مختلف ہے۔ اس قصیدے کے درج ذیل اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' میں درج ہیں۔

۲، ۵، ۶، ۸، ۱۰، ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۱۹، ۲۳ تا ۲۶، ۳۴، ۳۵، ۴۷ تا ۵۱، ۵۳، ۵۴، ۵۹۔

اس قصیدے کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں درج ہیں۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں یہ شعر، اس قصیدے کے شعر نمبر۹ کے بعد درج ہے۔

☆۳۔ نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں یہ شعر، اس قصیدے کے شعر نمبر۱ کے بعد درج ہے۔

قبلہ و ابروے بت، یک رو خوابیدۂ شوق — کعبہ و بتکدہ، یک محملِ خوابِ سنگیں
کس نے دیکھا جگرِ اہلِ جنوں نالہ فروش — کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہاے حزیں ۱
عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم — خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں
سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں ہوں، لیکن — نہ سر و برگِ ستائش، نہ دماغِ نفریں
نزعِ مخمور ہوں اُس دید کی دھن میں کہ مجھے — رشتۂ سازِ ازل ہے نگہِ بازپسیں
حیرت آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ — مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں
وحشتِ دل سے پریشاں ہیں چراغانِ خیال — باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں ۲
کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرے کی چشمک میں کمیں
چشمِ امید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک — پاس[1] پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں ۳
کس قدر فکر کو ہے نالِ قلم موئے دماغ — کہ ہوا خونِ نگہ شوق میں نقشِ تمکیں
عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پائے چوبیں
نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیر، نہ نگاہ — گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں
کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر — نامہ عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں
رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے — درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں
بسکہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول — پرِ پرواز مری بزم میں ہے خنجرِ کیں ۴
اے عبارت تجھے کس خط سے ہے درسِ نیرنگ — اے نگہ تجھ کو ہے کس نقطے میں مشقِ تسکیں
کس قدر نالہ پریشاں ہے عیاذاً باللہ — یک قلم خارجِ آدابِ جنون و تمکیں ۵
جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کہ گردوں ہر صبح — خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں
شورِ اوہام سے مت ہو شبِ خونِ انصاف — گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں
ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز — جوں مہِ نو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں
نقشِ لاحول لکھ اے خامۂ ہذیاں تحریر — "یاعلی" عرض کر اے فطرتِ وسواس قریں ۶

۱۔ یہ لفظ شاید "یاس" ہے جو سہوِ کاتب سے "پاس" ہوگیا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ـــــ نفس ـــــ وفا آتش خیز؟
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ـــــ ہے ـــــ
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب یاس ـــــ
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ـــــ پروانہ ـــــ
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ـــــ حرزہ سرا ہوں کہ ـــــ
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ـــــ وقار ـــــ
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف "لاحول" ـــــ تحریر؛
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ـــــ قریں!

معنیِ لفظِ کرم بسملۂ نسخۂ حسن
قبلۂ اہلِ نظر کعبۂ اربابِ یقیں

جلوہ رفتارِ سرِ جادۂ شرعِ تسلیم
نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں

کس سے ہو سکتی ہے مدح اُس کی بغیر از ہمہ او
شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں ۱

ہو وہ سرمایۂ ایجادِ جہاں نازِ خرام
ہر کفِ خاک ہے واں گردۂ تصویرِ زمیں ۲

مظہرِ فیضِ خدا جان و دلِ ختمِ رسل
قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں

نسبت نام سے اس کی ہے یہ رتبہ کہ رہے
ابدًا پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ☆۱

جلوہ تحریر ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا
وہ کفِ خاک ہے ناموسِ دو عالم کی امیں ۳

فیضِ خلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا
بوئے گل سے نفسِ بادِ صبا عطر آگیں

بُرشِ تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا
قطع ہو جائے نہ سر رشتۂ ایجاد کہیں ۴

کوہ کو بیم سے اُس کے ہے جگر باختگی
نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں

کفر سوز اُس کا یہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے
رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بت خانۂ چیں ۵

وصفِ دُلدُل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار
جنتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اس کے گلچیں ۶

مطلع ثانی☆۲

گردِ رہ سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں
نقشِ ہر گام دو عالم صفہاں زیرِ نگیں

برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم
اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ دیں ۷

اُس کی شوخی سے بہ حسرت کدۂ نقشِ خیال
فکر کو حوصلۂ فرصتِ ادراک نہیں ۸

جلوۂ برق سے ہو جائے نگہ عکس پذیر
اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں

جاں پناہا! دل و جاں فیض رساں بادشہا!
اے کہ تجھ سے ہے بہارِ چمنستانِ یقیں ۹

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ـــــــ ممکن ہے تری مدح بغیر از واجب
مذکورہ شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" میں اس قصیدے کے "مطلع ثانی" کے شعر نمبر ۸ کے بعد درج ہے۔

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ـــــــــــــــــــ گرم ـــــ
مذکورہ شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" میں اس سے اگلے شعر کے بعد درج ہے۔

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ـــــ پرواز ـــــــــــــــــــــ

۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ـــــــــــــــــــــ کہیں

۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ـــــــــ وہ ـــــــــــــــــ

۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ـــــــــــــــــــ کی ـــــ

۷۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ـــــــــــــــــــــ زیں

۸۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ـــــــــــ حسرت ـــــــــ

۹۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ـــــــــــــــــــ رسا بادشہا
ب وصی ختم رسل تو ہے بفتوائے ـــــــ

☆۱۔ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" میں مذکورہ شعر اس سے اگلے شعر کے بعد درج ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی میں "مطلع ثانی" عنوان درج نہیں بلکہ مسلسل شعر درج ہیں۔ نسخۂ عرشی میں اس قصیدے کے "مطلع ثانی" کے شعر نمبر ۸ کے بعد تین اشعار درج ہیں جن میں سے ایک اس قصیدے کے "مطلع ثانی" سے قبل درج ہے، جب کہ باقی دو شعر اس قصیدے کے "مطلع ثانی" کے شعر نمبر ۹ کے بعد درج ہیں۔

ذوقِ گل چینیِ نقشِ کفِ پا سے تیرے
عرش چاہے ہے کہ ہو در پہ ترے خاک نشیں

تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن یہ تضاد
وصیِ ختمِ رسل تو ہے بہ اثباتِ یقیں

جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر منبر
نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش نگیں

تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں کام و زباں
تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم دست و جبیں

آستاں پر ترے ہے جوہرِ آئینۂ سنگ
رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں ١

تیرے در کے لیے اسبابِ نثار آمادہ
خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں ٢

دیوانگیِ دل کہ ترا مدحت گر
ذرّے سے باندھے ہے خورشیدِ فلک پر آئیں ٣

کس سے ہو سکتی ہے مدّاحیِ ممدوحِ خدا
کس سے ہو سکتی ہے آرائشِ فردوسِ ٤

یاعلیؑ! جنسِ معاصی اسد اللہ اسد
کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں ٥

شوخیِ عرضِ مطالب میں ہے گستاخ طلب
ہے ترے حوصلۂ فضل پہ از بسکہ یقیں ٦

دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول
اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں ٧

غمِ شبیرؓ سے ہو سینہ یہاں تک لبریز
کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں

طبع کو الفتِ دُلدل میں یہ سرگرمیِ شوق
کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں ٨

دلِ اُلفت نسب و سینۂ توحید فضا
نگہِ جلوہ پرست و نفسِ صدق گزیں

صرفِ اعدا اثرِ شعلۂ دودِ دوزخ
وقفِ احباب گل و سنبلِ فردوسِ بریں ٩

ایضاً فی المنقبت ☆١

جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی
تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی

بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دو چارِ خامشی ہو
کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی

١۔ ''ترے'' اور ''ہے'' میں غالباً سہو کاتب سے تقدم اور تاخر ہوا ہے۔

١۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	الف	---ہے ترے-------------
٢۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	الف	----کیے-------------
٣۔	نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	الف	دو------------------
	نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	ب	ذرے------------------
٤۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	ب	---------------بریں؟
٥۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	الف	جنسِ بازار--------------
٦۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	ب	------------پر-------
٧۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	ب	کہ جابت---------''آمیں''
٨۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	الف	----------------شوق
٩۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	الف	----شعلہ------------

☆١۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' میں یہ قصیدہ نمبر ٣ پر درج ہے۔ ''گنجینۂ معنی'' میں اس قصیدے کا مطلع درج نہیں ہے۔ یہ قصیدہ ٢٩، اشعار پر مشتمل ہے۔

بہ فریبِ آشنائی بہ خیالِ بے وفائی
نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی

نظرے سوے کہستاں نہیں غیرِ شیشہ ساماں
جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن ہے سنگجانی

بہ فرازِ گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا
کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزاے زندگانی

بہ فراقِ رفتہ یاراں خط و حرف مو پریشاں
دلِ غافل از حقیقت ہمہ ذوقِ قصہ خوانی

تپشِ دلِ شکستہ پئے عبرت آگہی ہے
کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی

نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جو ہے
چہ حسابِ جانفشانی، چہ غرورِ دلستانی

بہ شکنجِ جستجوہا، بہ سرابِ گفتگوہا
تگ و تازِ آرزوہا پہ فریبِ شادمانی

نہیں شاہراہِ اوہام، بجز آں سوئے رسیدن
تری سادگی ہے غافل درِ دل پہ پاسبانی

چہ امید و نا امیدی، چہ نگاہ و بے نگاہی
ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جانستانی

اگر آرزو ہے راحت تو عبث بخوں طپیدن
کہ خیال ہو تعب کش بہ ہواے کامرانی

شر و شورِ آرزو سے، تب و تابِ عجز بہتر
نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی

ہوسِ فروختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا
سرِ شمع نقشِ پا ہے، بہ سپاسِ ناتوانی

شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار
جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ زوبانی

ہوئی مشقِ جرأتِ ناز رہ و رسمِ طرحِ آداب
خمِ پشت خوش تما تھا بہ گذارشِ جوانی

اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو
وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی

غمِ عجز کا سفینہ بہ کنارِ بیدلی ہے
مگر ایک شہپرِ مور کرے سازِ بادبانی

مجھے انتعاشِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی
ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی

مطلعِ ثانی☆۱

مجھے اُس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی
کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی

دلِ نا اُمید کیونکر، بہ تسلی آشنا ہو
جو امیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی

مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہِ قسمت
جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی

نہ ستم کر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی
مجھے طاقت آزمائی، تجھے اُلفت آزمانی

یونہیں دکھ کسی کو دینا نہیں خوب ورنہ کہتا
کہ مرے عدو کو یارب! ملے میری زندگانی

بہ ہزار اُمید واری رہی ایک اشک باری
نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی

کروں عذرِ ترکِ صحبت سو کہاں وہ بے دماغی
نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی

ہمہ یک نفس تپش سے تب و تابِ ہجر مت پوچھ
کہ ستم کشِ جنوں ہوں، نہ بقدرِ زندگانی

کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گذارِ عرضِ مطلب
کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسانی

یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالب
کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی

☆۱۔ نسخۂ عرشی میں "مطلعِ ثانی" عنوان موجود نہیں۔ مزید برآں "مطلعِ ثانی" کا شعر نمبر ۱ اور ۵ نسخۂ عرشی میں موجود نہیں ہیں۔

غزلیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

❁☆۱

۱ نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا
۲ آتشیں پا ہوں، گدازِ وحشتِ زنداں نہ پوچھ — موئے آتش دیدہ ہے ہر حلقہ یاں زنجیر کا ۱
شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے — دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا
لذتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے، تیغِ یار سے نخچیر کا
کاوکاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ — صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوئے شیر کا
خشتِ پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا
وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسد — جو مژہ[۳] جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ۲

❁☆۲

جنوں گرم انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا — سویدا تا بلب زنجیر سے[۴] دودِ سپند آیا ۳
۵ بہ استقبالِ تمثالِ ز ماہ اختر فشاں شوخی — تماشا کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا
تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے — نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل دو شعر باریک قلم سے خوش خط لکھے ہیں:

جذبۂ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا

۲۔ اس شعر کے مصرع اول کے حاشیے پر یہ تحریر ہے:
''حبذا لعلے''

۳۔ عرشی: مژہ۔

۴۔ عرشی: زنجیری، عرشی صاحب نے زنجیر سے، کو سہو مرتب لکھا ہے۔

۵۔ مصرع اول کو حاشیے پر یوں بدل کر لکھا ہے (باریک قلم، خوش خط):

مہ اختر فشاں کی بہر استقبال آنکھوں سے

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: بسکہ ہوں غالب اسیری میں بھی آتش زیر پا
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ---------------حلقہ مری-------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---مژہ-----------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ------------زنجیری-------

☆۱۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱ میں اس غزل کے شعر نمبر ۳، ۴، ۶، اور ۷ درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱ میں درج ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں شعر نمبر ۲ کے بعد مذکورہ غزل کے حاشیے کے دونوں اشعار درج ہیں۔ مذکورہ غزل کا شعر نمبر ۲ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کا مقطع ہے۔ یہ غزل ۹، شعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے پہلے پانچ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲ میں درج ہیں جب کہ آخری شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۲ میں درج ہے۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' میں مذکورہ غزل کا شعر نمبر ۲، اس غزل کے حاشیے میں درج مصرعے کے مطابق ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا — فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل، پسند آیا
عدم ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ نازِ برقِ خرمنِ سعی پسند آیا ۱
جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، نادیدنی دعوت — مبارک باد اسد غمخوارِ جانِ درد مند آیا ۲

۱☆

عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح چاکِ جیب مجھے تار و پود تھا
جز قیس اور کو نہ ملا عرصۂ تپش — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا ۳
آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا ہے عرض — ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا ۴
تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — مژگاں جو وا ہوئی، نہ زیاں تھا، نہ سود تھا ۵
بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق — ہنگامہ گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا
تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن اسد — سر گشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا

۲☆

شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا — تماشائے بیک کف بردنِ صد دل پسند آیا
بہ فیضِ بیدلی نومیدیِ جاوید آساں ہے — کشاکش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا
حجابِ سیرِ گل آئینۂ بے مہریِ قاتل — کہ اندازِ بہ خوں غلطیدنِ بسمل پسند آیا ۶
ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا ۷

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---------------------سپند---
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ------------------داغِ جگر عدیہ
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف، ----کوئی--------آبروئے کار
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف -----------------------درست
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب جب تکمہ کھل گئی------------------
۶۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ہوائے------------------
۷۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب --------پ-------------

☆۱۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۴ میں مذکورہ غزل کا پہلا اور پانچواں شعر درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۴ میں درج ہیں۔ ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل کا آخری اضافی شعر درج ذیل ہے

عالم طلسمِ شہرِ خموشاں ہے سربسر — یا میں غریبِ کشورِ گفت و شنود تھا

یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۳ میں مذکورہ غزل کے آخری تین اشعار درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۳ میں درج ہیں۔ ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل کا دوسرا شعر مذکورہ غزل کے حاشیے میں درج ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی ۱ | خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل پسند آیا
اسد ہر جا سخن نے طرح باغِ تازہ ڈالی ہے | مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدل پسند آیا

☆۱

تنگی رفیقِ رہ تھی، عدم یا وجود تھا | میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا
تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر کہ میں | حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا
گردشِ محیطِ ظلم رہا جس ـــــ فلک | میں پائمالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا ۱
پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل، مگر | کس کو دماغِ منتِ گفت و شنود تھا
ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی | میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا
لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز | لیکن یہی کہ 'رفت' گیا اور 'بود' تھا
خورِ شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسد | سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا

☆۲

خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا | کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا
بہ شیرینیِ خوابِ آلودہ مژگان نشترِ زنبور | خود آرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا
نہیں ہے بازگشتِ سیلِ غیر از جانبِ دریا | ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ در جو تھا
رہا نظارہ وقتِ بے نقابی ہا بخود لرزاں | سرشک آگیں مژہ سے دستِ از جاں شیشہ ابرو تھا ۲
غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر | ۲ خمِ رنگِ سیہ از حلقہ ہائے چشمِ آہو تھا ۳

۱۔ مفتی نورالحق صحیح فرماتے ہیں کہ متن میں اس شعر پر "لا" لکھا ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر بڑھایا گیا ہے

روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے
کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا

اس سلسلے میں صرف اتنا اضافہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حاشیے پر یہ اندراج اس غزل کے دوسرے اور تیسرے شعر کے ساتھ کیا گیا ہے۔ (پانچویں شعر کے ساتھ نہیں)۔ نیز حاشیے پر یہ اندراج باریک قلم میں خوش خط نہیں ہے بلکہ موٹے قلم کے شکستہ خط میں ہے۔ تاہم اس خاص اضافے کو دیکھ کر یہ گمان ضرور ہوتا ہے کہ یہ اندراج غالب کی تحریر سے بہت مشابہ ہے۔

۲۔ اس مصرع میں "از حلقہ ہا" تینوں لفظوں کے اوپر "لا" لکھا ہے۔ یوں: لالالا۔ پھر "از حلقہ" کے نیچے "پیانہ" تحریر کیا ہے اور "ہا" کے نیچے "ہر"۔ اس مصرع کو غالباً یوں بدلنا مقصود تھا

خمِ رنگِ سیہ پیانۂ ہر چشمِ آہو تھا

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ـــــــــــــــــــــ قدر ـــ

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ـــــــــــــــــــــ آپ پہ ـــ

ب ـــــــــــــــــــــ شستہ برود ـــ

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ـــــــــــ پیانۂ ہر ـــــــــــ

☆۱۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵ میں مذکورہ غزل کے پہلے چار اشعار اور مقطع درج ہے، جب کہ مقطعے سے قبل کے دو اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۴ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۵ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

رکھا غفلت نے دور افتادۂ ذوقِ فنا ورنہ   اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ ابرو تھا
[۱]اسد خاکِ درِ میخانہ ہا بر فرق پاشیدن   خوشا روزیکہ آب از ساغرِ مے تا بہ زانو تھا ۱

❁☆۱

[۲]کہتے ہو نہ دیں گے ہم دل اگر پڑا پایا   دل کہاں کہ گم کیجے، ہم نے مدعا پایا
شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک باندھا   آپ سے کوئی پوچھے، تم نے کیا مزا پایا ۲
ہے کہاں تمنّا کا دوسرا قدم یارب   ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا
بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے   ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا
سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری   حُسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا

۱۔ اس مقطع کے بجائے حاشیے پر یہ شعر تحریر کیا ہے

اسد خاکِ درِ میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں
گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے کا تا بہ زانو تھا

۲۔ اس غزل اور اس سے اگلی غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات شعر تحریر کیے ہیں:

❁☆۲

دوست غم خواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا
بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا
حضرتِ ناصح گر آئیں، دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائیں گے کیا
آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں
عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لائیں گے کیا
گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی
یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا
خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں
ہیں گرفتارِ وفا زنداں سے گھبرائیں گے کیا
ہے اب اس معمورے میں قحطِ غمِ الفت اسد
ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہیں، کھائیں گے کیا؟ ۳

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------------- اب سر پر اڑاتا ہوں
ب گئے وہ دن کہ پانی جام مے سے زانو ---------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---------------------- چھڑکا
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ------ دلّی ------ ہے ------------

☆۱۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶ میں مذکورہ غزل کے شعار نمبر ۳، ۴، ۶، اور ۷ درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" کی اس غزل کا دوسرا، تیسرا اور چھٹا شعر "نسخۂ حمیدیہ" کی غزل نمبر ۹ میں بالترتیب پہلے، آٹھویں اور چوتھے نمبر پر درج ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۳۵ میں حاشیے کے مذکورہ اشعار درج ہیں۔ عرشی نے املائے غالب کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرماویں، جاویں، سمجھاویں، لاویں، گھبراویں اور کھاویں جیسے الفاظ تحریر کیے ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

خاکبازیِ اُمید، کارخانۂ طفلی — یاس کو دو عالم سے لب بخندہ وا پایا
کیوں نہ وحشتِ غالب باج خواہِ تسکیں ہو — کشتۂ تغافل کو خصمِ خوں بہا پایا

☆۱

کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا — میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا
ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا
[۱] عشرتِ ایجاد چہ بوئے گل و کُو دودِ چراغ — جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا ☆۲
زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب — تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا
کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر — جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا
کس قدر خاک ہوا ہے دلِ مجنوں یارب — نقشِ ہر ذرہ سویدائے بیاباں نکلا
دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالب — آہ جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا

☆۳

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزہ پایا — درد کی دوا پائی، دردِ بے دوا پایا
غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا
فکرِ نالہ میں گویا، حلقہ ہوں ز سر تا پا — عضو عضو جوں زنجیر، یک دلِ صدا پایا
حالِ دل نہیں معلوم، لیکن اس قدر یعنی — ہم نے بارہا ڈھونڈا، تم نے بارہا پایا
شب نظارہ پرور تھا، خواب میں خیال اُس کا — صبح موجۂ گل کو وقفِ[۲] بوریا پایا ۱
جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ دل ہے — زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دلکشا پایا ۲

۱۔ اس مصرع پر "لا" لکھ کر اسے (باریک قلم، خوش خط) یوں بدلا ہے

بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل

۲۔ بجائے وقف کے "کاٹ کر حاشیے پر نقش بنایا ہے" مفتی انوار الحق۔ "یہ ترمیم بین السطور میں ہے" مولانا عرشی۔ اس شعر کے مصرع اول کا جزو ثانی عرشی صاحب نے "خواب میں خرام اُس کا" شائع کیا ہے۔ نسخۂ شیرانی: "خواب میں خرام اُس کا۔"

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------نقش-------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------------گل---

☆۱۔ "نسخۂ حمیدیہ" اور "نسخۂ عرشی" (گنجینۂ معنی اور نوائے سروش) میں نکلا ردیف کے تحت دو دو غزلیں موجود ہیں۔ دونوں غزلوں کے وہ اشعار جو "نسخۂ عرشی" میں موجود ہیں، "نسخۂ حمیدیہ" میں مختلف الترتیب ہیں۔ اسی طرح "نسخۂ حمیدیہ" کے حوالے سے "نسخۂ عرشی" میں نشستِ اشعار مختلف ہے۔ البتہ "نسخۂ حمیدیہ" کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں دونوں غزلیں مطلع اور مقطع کے ساتھ درج ہیں، جب کہ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں غزل نمبر ۸ کا مطلع تو درج ہے لیکن اُسی غزل کا مقطع نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۶ میں درج ہے۔ اسی طرح "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۹ مقطع کے ساتھ درج ہے لیکن مطلع اور دیگر اشعار محذوف ہیں۔

اس غزل کے شعر نمبر ۳، ۴، اور ۷ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۶ میں درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی میں یہ مصرع بعینہٖ حاشیے میں درج مصرعے کے مطابق ہے۔

☆۳۔ اس غزل کے چار اشعار "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵ میں مندرج ہیں۔ (شعر نمبر ۱، ۲، ۴ اور ۸) جب کہ بقیہ اشعار "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۷ میں درج ہیں۔

پایا ردیف کی یہ دونوں غزلیں بھی نکلا ردیف کی طرح نسخۂ شیرانی (گنجینۂ معنی اور نوائے سروش) میں بہ لحاظ نشستِ اشعار مختلف ہیں۔ "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵ میں دونوں غزلوں کے مطلع مجتمع ہو گئے ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

[1] ہے نگیں کی پاداری، نامِ صاحبِ خانہ　　ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدّعا پایا
دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم　　آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا
نے اسد جفا سائل، نے ستم جنوں مائل[2]　　تجھ کو جس قدر ڈھونڈا اُلفت آزما پایا[1]

☆۱

[3] شوق ہر رنگ رقیبِ سر و ساماں نکلا　　قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا
دلِ حسرت زدہ تھا مائدۂ لذتِ درد　　کام یاروں کا بہ قدرِ لب و دنداں نکلا
شورِ رسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق　　لاکھ پردے میں چھپا، پھر وہی عریاں نکلا[2]

۱۔ نسخہ نور الحق کے نسخے میں یہ شعر اس طرح چھپا ہے

ہے کمیں کی پا داری ہم صاحب خانہ
ہم نے تیرے کوچے نے نقش مدعا پایا

بھوپال کے مخطوطے میں "کمیں" کے بجائے "نگیں" ہے اور دوسرا مصرع "ہم سے تیرے کوچے نے۔۔۔" (بصورت بالا) لکھا ہے۔ مخطوطے کے کاتب نے شاید "سے" اور "نے" کو بدل دیا ہے۔ تاہم نسخۂ شیرانی میں یہ مصرع ٹھیک بصورت بالا دیا ہے۔

۲۔ عرشی: "نے ستم جنوں مائل"۔

۳۔ اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات شعر تحریر کیے ہیں

☆۲

دھمکی میں مر گیا جو نہ بابِ نبرد تھا
عشقِ نبرد پیشہ طلب گارِ مرد تھا

تھا زندگی میں موت کا کھٹکا لگا ہوا
اُڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا

تالیفِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں
مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا

دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب
اس رہگذر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا

جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی
دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے
زنداں میں بھی خیال، بیاباں نورد تھا

یہ لاش بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　------------------ستم-----

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　--------------پ-------

☆۱۔ اس غزل کا شعر نمبر ۱، ۲، اور ۶ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۶ میں درج ہے، جب کہ باقی اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۹ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ حاشیے میں درج غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" میں شامل غزل نمبر ۳۳ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک   آخر اے عہد شکن، تو بھی پشیماں نکلا
جوہرِ ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حسن   جو نہ دیکھا تھا، سو آئینے میں پنہاں نکلا
تھی نو آموزِ فنا ہمتِ دشواریِ شوق   سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا ۱
میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسد اے خانہ خراب   پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا

۱☆

دمیدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا   بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ شرمگیں پایا ۲
آگے اک پارۂ روزن سے بھی چشمِ سفید آخر   حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا ۳
بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں   خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے تر جبیں پایا
پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش   خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا
نفس حیرت پرستِ طرزِ ناگیرائیِ مژگاں   مگر یک دستِ دامانِ نگاہِ واپسیں پایا ۴
اسد کو پیچ تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے   حصارِ شعلۂ جوالہ میں عزلت گزیں پایا

۲☆

نزاکت ہے[۳] فسونِ دعویٔ طاقت شکستن ہا   شرارِ سنگ اندازِ چراغ از جسمِ خستن ہا ۵
یہ مستی چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں   شرار آسا ز سنگِ سرمہ یکسر مار[۴] جستن ہا ۶
ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی   کہ تھا آئینۂ خور لے نقابِ رنگ بستن ہا
دل از اضطراب آسودہ طاعت گاہِ داغ آیا   برنگِ شعلہ ہے مہرِ نماز از پا نشستن ہا
تکلف عافیت میں ہے دلا بندِ قبا وا کر   نفس ہا بعدِ وصلِ دوست تاوانِ گسستن ہا
اسد ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن   بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب امید رستن ہا

۱۔ عرشی "دویدن"۔
۲۔ عرشی "آگی"۔
۳۔ عرشی "ہے"۔
۴۔ عرشی "بار"۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	الف	------------------دشوار پسند
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	الف	دویدن------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	الف	آگی------------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	ب	-----دست ودامان-----------
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	الف	---ہے---------------
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	ب	------------------بار-----

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۶ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۷ ہے۔ اس غزل کا تیسرا اور پانچواں شعر "گنجینۂ معنی" میں درج نہیں ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱

بسانِ جوہرِ آئینہ از ویرانیٔ دل ہا — غبارِ کوچہ ہائے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا
نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے — ہوئے ہیں پردہ ہائے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا
نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بے خودی آساں — رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا
غریبی بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے ورنہ — بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برقِ حاصل ہا
تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی! — نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا
اسد تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی — بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِ مشکل ہا

☆۲

بہ شغلِ انتظارِ مہ وشاں در خلوتِ شب ہا — سرِ تارِ نظر ہے رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا
کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیرونِ قالب ہا
عیادت ہائے طعن آلودِ یاراں زہرِ قاتل ہے — رفوئے زخم کرتی ہے بہ نوکِ نیشِ عقرب ہا
کرے ہے حسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیٔ خطِ سبزۂ خط در تہِ لب ہا
فنا کو عشق ہے بے مقصداں حیرت پرستاراں — نہیں رفتارِ عمرِ تیز رو پابندِ مطلب ہا
اسد کو بت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ "یارب" ہا

☆۳

دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا — ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا
سبزۂ خط سے ترا کاکلِ سرکش نہ دبا — یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا
میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا
نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رخِ یار — صفحۂ آئینہ ہوا، آئنہ طوطی نہ ہوا
ہوں ترے وعدہ نہ کرنے پہ بھی راضی کہ کبھی — گوش منت کشِ گلبانگِ تسلی نہ ہوا
کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجے — ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا
وسعتِ رحمتِ حق دیکھ کہ بخشا جاوے — مجھ سا کافر کہ جو ممنونِ معاصی نہ ہوا
مر گیا صدمۂ آواز سے "قُم" کے غالب — ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا[ا]

ل۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر تحریر ہے (باریک قلم خوش خط)

دل گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی
گر نفس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا

ا۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ....یک جنبشِ لب سے.....

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۸ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۹ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا چوتھا اور ساتواں شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۰ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

بہ رہنِ شرم ہے با وصفِ شہرت اہتمام اس کا ۔۔۔ نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اس کا ۱
سروکارِ تواضع تا خمِ گیسو رسانیدن ۔۔۔ بسانِ شانہ زینت ریز ہے دستِ سلام اس کا
مسی آلودہ ہے مہرِ نوازش نامہ پیدا ہے ۔۔۔ کہ داغِ آرزوئے بوسہ لایا ہے پیام اس کا ۲
بہ امیدِ نگاہِ خاص ہوں محمل کشِ حسرت ۔۔۔ مبادا ہو عناں گیرِ تغافل لطفِ عام اس کا
تراوے گر ادا بزمِ مکافی میں قہر و شفقت کو ۔۔۔ بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اس کا
اسد سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر ۔۔۔ کہ کشتِ خشک اس کا ابرِ بے پروا خرام اس کا

۲☆

شبِ اختر قدحِ عیش نے محمل باندھا ۔۔۔ باریک قافلۂ آبلہ منزل باندھا
سبحۂ واماندگیِ شوق و تماشا منظور ۔۔۔ جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا ۳
ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر ۔۔۔ پائے صد موج بہ طوفان کدۂ دل باندھا
داغ اے حاجتِ بے درد کہ در عرضِ حیا ۔۔۔ یک عرق آئنہ بر جبہۂ سائل باندھا ۴
حسن آشفتگیِ جلوہ سے عرضِ اعجاز ۔۔۔ دستِ موسیٰ بہ سرِ دعویِ باطل باندھا ۵
تپش آئینہ پرواز تمنا لائی ۔۔۔ نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا ۶
دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں کس نے ۔۔۔ خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا
نا امیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار ۔۔۔ کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا
مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالب ۔۔۔ ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدل باندھا

۱۔ حاشیے پر [illegible]۔

۲۔ یہ مصرع حاشیے پر یوں درج ہے (بہ یک قلم [illegible])

حیف اے ننگِ تمنا کے پئے عرضِ حیا

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔شوقی۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ظاہر۔۔۔

نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب جادہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف حیف اے ننگِ تمنا کہ پئے۔۔۔۔۔۔۔۔

۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔پہلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۰ ہے۔ اس غزل کا چوتھا اور پانچواں شعر "گنجینۂ معنی" میں مختلف الترتیب درج ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱ ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا | شوخیِ وحشت سے افسانہ فسونِ خواب تھا
گرمیِ برقِ تپش سے زہرۂ دل آب تھا | شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا ۱
واں کرم کو عذرِ بارش عناں گیرِ خرام | گریے سے یاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا ۲
واں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال | یاں ہجومِ اشک سے تارِ نظر نایاب تھا ۳
لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بے تابیاں | شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیلاب تھا ۴
جوشِ یادِ نغمۂ دمسازِ مطرب سے اسد | ناخنِ غم بر سرِ تارِ نفس مضراب تھا ۵

❁☆۲

جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا | تپشِ شوق نے ہر ذرے پہ اک دل باندھا
ناتوانی ہے تماشائی عمرِ رفتہ | رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا
اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز | جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا
اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ | جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا
یاس و اُمید نے یک عربدہ میداں مانگا | عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا
یار نے تشنگیِ شوق کے مضموں چاہے | ہم نے دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا ۶
نوکِ ہر خار سے تھا بسکہ سرِ دزدیِ زخم | جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسد دل باندھا

۱۔ حاشیے پر یوں بدل کر لکھا ہے:

واں ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا اسد
ناخنِ غم یاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: شب کہ برق سوزِ دل سے زہرۂ ابر------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ----------تھا----------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ----------میں----------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----------سیماب------
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف، واں ہجومِ---ہائے سازِ عشرت تھا----
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب -----یل----------------
۶۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف نہ بندھے-------------غالب
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب گرچہ------------------

☆۱۔ اس غزل کے آخری دو شعر اور مطلع نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۹ کے پہلے تین شعر ہیں۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا پہلا، تیسرا، پانچواں اور چھٹا شعر ''نوائے سروش'' کی آٹھویں غزل میں جب کہ بقیہ اشعار ''گنجینۂ معنی'' کی بارھویں غزل میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

نالۂ[1] دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا　　تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر کو بیتاب تھا
دیکھتے تھے ہم بچشمِ خود وہ طوفانِ بلا　　آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا
موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار　　گریہ وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا
جوشِ تکلیفِ تماشا محشر آبادِ نگاہ　　فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا ا

ا۔ اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات شعر (باریک قلم شکستہ خط میں) تحریر کیے ہیں:

❁☆۲

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

رنگِ شکستہ صبحِ بہارِ نظارہ ہے
یہ وقت ہے شگفتنِ گل ہائے ناز کا

تو اور سوئے غیر نظر ہائے تیز تیز
میں اور دکھ تری مژہ ہائے دراز کا

صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں
طعمہ ہوں ایک ہی نفسِ جاں گداز کا

ہیں بسکہ جوشِ بادہ سے شیشے اچھل رہے
ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا

کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز
ناخن پہ قرض اس گرہِ نیم باز کا

تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ
سینہ کہ تھا دفینہ گہرہائے راز کا

اسی صفحے پر مذکورۂ بالا حاشیے کے بالمقابل حسب ذیل پانچ شعر حاشیے میں (باریک قلم شکستہ خط) درج کیے گئے ہیں

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں
پہلوئے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　------------------ محشرستان ---

☆۱۔ اس غزل کے مطلع کے علاوہ تمام اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۴ میں درج ہیں، جب کہ مطلع "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹ (جو مسلسل غزل ہے) میں عنوان "مطلع" کے ساتھ درج ہے۔ مذکورہ غزل کے حاشیے میں تھا ردیف کے ۱۲، اشعار درج ہیں۔ حاشیے کا ساتواں اور آٹھواں شعر اس غزل کا شعر نمبر ۲ اور ۳ ہے۔ جب کہ حاشیے کا مقطع نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳ میں درج ہے۔ "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹ کا آٹھواں شعر اور مقطع اضافی ہے جو درج ذیل ہے

ناگہاں اس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا
دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا
میں نے روکا رات غالبؔ، کو وگرنہ دیکھتے
اُس کی سیلِ گریہ میں، گردوں کفِ سیلاب تھا

اس غزل کے مقطع کے علاوہ حاشیے کے تمام اشعار (سوائے شعر نمبر ۷ اور ۸ کے) "نوائے سروش" کی غزل میں درج ہیں۔ ترتیبِ اشعار مختلف ہے۔ حاشیے کے اشعار اور مذکورہ غزل کے اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اصل میں دو غزلیں تھیں۔ بعد ازاں تصحیح اور نظرِ ثانی کے عمل میں دونوں غزلوں کے اشعار باہم آمیختہ ہو گئے۔ اس طرح یہ غزل مسلسل غزل کی صورت اختیار کر گئی۔ اب یہ غزل ۱۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ حاشیے کی مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۳۴ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

بے خبر مت کہہ ہمیں بیدرد! خود بینی سے پوچھ قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا
بیدلی ہاے اسد افسردگی آہنگ تر یادِ ایّامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا[1]

☆۱

[2] نہ ہو گا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا
رہِ خوابیدہ تھی گردن کشِ یک درسِ آگاہی زمیں کو سیلیِ اُستاد ہے نقشِ قدم میرا

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے
خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا

کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یاں
ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ عالم تاب تھا ۱

آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے
کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا

یاد کر وہ دن کہ ہر اک حلقہ تیرے دام کا
انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا ۲

۱۔ اس مقام پر وہ اشارات جو میں نے برسوں پہلے کتب خانۂ بھوپال میں قلمی نسخے کو دیکھ کر لکھے، کسی قدر پریشان کن ثابت ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حسبِ ذیل سات اشعار میں سے پہلے چھ شعر اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھے گئے۔ اس کے بعد حاشیے پر دوسری جگہ یہی اشعار باریک قلم سے شکستہ خط میں نقل ہوئے ہیں اور ساتویں شعر کا (جو مقطع ہے) اضافہ کیا گیا ہے

جلوۂ گل نے کیا تھا واں چراغاں آب جو
یاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا

دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا
آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا

موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار
گریہ وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا

یاں سرِ پُر شور بے خوابی سے تھا دیوار جو
واں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا

یاں نفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی
جلوۂ گل واں بساطِ صحبتِ احباب تھا

فرش سے تا عرش واں طوفاں تھا موجِ رنگ کا
یاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا

واں ہجومِ نغمہ ہائے سازِ عشرت تھا اسد
ناخنِ غم یاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ------اپنی-------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: -----یک--------------------

☆۱۔ اس غزل کا پہلا اور تیسرا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۰، میں جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵، میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بد دماغی ہے — کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا ۱

سراغِ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں — پر افشاں ہے غبار آں سوے صحرائے عدم میرا ۲

نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی — میں گردِ راہ ہوں[۱] بے مدعا ہے پیچ و خم میرا ۳

ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیٔ گل ہے — دہانِ زخم پیدا کر اگر کھاتا ہے غم میرا

اسد وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیٔ دل ہے — برنگِ موجِ مے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

اسی (مذکورۂ بالا) اندراج کے نیچے حاشیے ہی پر سات شعر کی یہ غزل باریک قلم سے خوش خط تحریر کی ہے۔ مفتی انوار الحق نے اس غزل کو اپنے مطبوعہ نسخے کے متن میں جگہ دی ہے مگر حاشیے کے اس اندراج کا ذکر نہیں کیا۔

☆۱

نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا
کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا

ز بس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا
چراغِ گل سے ڈھونڈے ہے چمن میں شمع خار اپنا

اسیرِ بے زباں ہوں کاشکے صیاد بے پروا
بدامِ جوہرِ آئینہ ہو جاوے شکار اپنا

مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی
ہوا ہے نقشِ بندِ آئنہ سنگِ مزار اپنا

دریغ اے ناتوانی ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے
طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ استوار اپنا

اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بے تابی
نیازِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ۲

اسد ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سر و پا ہیں
کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشت خار اپنا

۲۔ اس مصرع کے ساتھ حاشیے میں یہ تحریر ہے: "عہد الطلے"

۱۔ حاشیے پر اسے کاٹ کر یوں بدلا ہے: "غبارِ راہ ہوں"

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ــــــــــــــــــــــــ ہے ــــ

۲۔ عرشی نے آں سوے کو ملا کر آنسوے لکھا ہے، جس سے مفہوم تبدیل ہوتا ہے۔ اس لیے یہاں آں سوے کو برقرار رکھا ہے۔

۳۔ عرشی نے دوسرا مصرع حاشیے کے عین مطابق لکھا ہے۔

۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: نیاز ــــــــــــــــــــــــ

☆۱۔ حاشیے میں درج اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۳۲ کا واحد شعر ہے جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

یادِ روزے کہ نفس در گرہِ[۱] یا رب تھا   نالۂ دل بہ کمر دامنِ قطعِ شب تھا ۱

بہ تحیّر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل   دلِ شب آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا

بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار   دیدہ گو خوں ہو، تماشاے چمن مطلب تھا

جوہرِ فکر پرِ افشانیٔ نیرنگِ خیال   حسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا

پردۂ دردِ دل آئینہ صد رنگِ نشاط   بخیۂ زخمِ جگر خندۂ زیرِ لب تھا

نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند   دلِ ناسوختہ آتش کدۂ صد تب تھا

بابِ ابرام نہ تھا دل ہی ہمارا غالب   ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنا سب تھا[۲] ☆۲

❁☆۳

رات دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا   رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا

شب کہ تھی کیفیتِ محفل بیادِ روے یار   ہر نظر داغِ مۓ خالِ لبِ پیمانہ تھا

شب کہ باندھا خواب میں آنیکا غافل نے جناح[۳]   وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا ۲

دود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی   وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا

۱۔ حاشیے پر "درگرہ" کی جگہ "سلسلہ" بنایا ہے۔ مفتی انوار الحق کا نوٹ۔

۲۔ اس سلسلے میں ملاحظہ ہو "نسخۂ حمیدیہ" مؤلفہ مفتی انوار الحق (حاشیہ صفحہ ۳۲)۔ یہ مقطع متن میں کاٹ کر اس کے بجائے حسب ذیل تین شعر (باریک قلم سے شکستہ خط میں) درج حاشیہ ہیں

عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا
ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنا سب کیا

آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا
دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا

شوق سامانِ فضولی ہے، وگرنہ غالب
ہم میں سرمایۂ ایجادِ تمنا کب تھا

۳۔ شیرانی: 'قاتل نے جناح'۔ ۳

۱۔ نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔   الف: ---------------سلسلہ-----

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ---------------قاتل-----

۳۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں جناغ کی بجائے "جناح" درج ہے۔

☆۔ اس غزل کے مطلع کا پہلا مصرع "یادگار" میں شامل پہلی غزل کے واحد شعر کا دوسرا مصرع ہے۔ "یادگار" میں مندرج شعر درج ذیل ہے

اسد افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے
یا روزے کہ نفس درگرو "یارب" تھا

اس غزل کے مقطع کے علاوہ تمام اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۴ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں مذکورہ شعر کا اندراج نہیں ہے۔ البتہ حمید احمد خاں نے اس شعر کے حوالے سے جو حاشیہ لکھا ہے۔ اُس کے تینوں اشعار بعینہٖ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۴ میں شامل ہیں۔

☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۲ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

ساتھ جنبش کے بہ یک برخاستن طے ہو گیا — تو کہے[۱] صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا
دیکھ اُس کے ساعدِ سیمین و دستِ پر نگار — شاخِ گل جلتی تھی مثلِ شمعِ گل پروانہ تھا
اے اسد رویا جو دشتِ غم میں میں حیرت زدہ — آئنہ خانہ ہجومِ اشک سے ویرانہ تھا ۱

❁☆۱

پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلطیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا
جہاں مٹ جائے سعیِ دید خضر آبادِ آسائش — بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہنمائی کا
بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم شوخی ہے — تغافل کو نہ کر معروف[۲] تمکیں آزمائی کا ۲
زکوٰۃِ حسن دے اے جلوۂ بینش کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا
نہ مارا جان کر بے جرم، تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا
دہانِ ہر بتِ پیغارہ جو زنجیرِ رسوائی — عدم تک بے وفا چرچا ہے تیری بے وفائی کا
اسد کا قصہ طولانی ہے لیکن مختصر یہ ہے — کہ حسرت کش رہا عرضِ ستم ہائے جدائی کا ۳

۱۔ متن میں "تو کہے" کے بجے پہلے "گویا" لکھا ہے۔ پھر کاٹ دیا ہے۔
۲۔ "حاشیے پر "معروف" کی جگہ "معزول" لکھا ہے۔" (مفتی انوار الحق کا نوٹ)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا
ب: غالب ایسے گنج کو شایاں یہی ------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---------------مغرور-----
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: نہ دے نامے کو اتنا طول، غالب مختصر لکھ دے
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ------سنج ہوں--------------

☆۱۔ اس غزل کا دوسرا اور تیسرا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۶ میں جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۱ میں شامل ہیں۔ نوائے سروش کی غزل میں شعر نمبر ۵،۲ اور ۶، اضافی ہیں جو درج ذیل ہیں:

نہ ہو حسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا
بہ مہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا
تمنائے زباں، محوِ سپاسِ بے زبانی ہے
مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا
وہی اک بات ہے جو یاں نفس، واں نکہتِ گل ہے
چمن کا جلوہ، باعث ہے مری رنگیں نوائی کا

یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱

بسکہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا　　چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا
داغِ مہرِ ضبط بے جا مستیِ سعیِ پسند　　دودِ مجمر لالہ ساں دودِ تہِ پیمانہ تھا ۱
وصل میں بختِ رسا نے سنبلستاں گل کیا　　رنگِ شب تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا ۲
شب تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے　　تارِ شمع آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ تھا
[1]انتظارِ زلف میں شمشاد ہم دستِ چنار　　نقشبندِ شکلِ مژگاں از نمودِ شانہ تھا ۳
موسمِ گل میں مئے گلگوں حلالِ میکشاں　　عقدِ وصلِ دخترِ رز انگور کا ہر دانہ تھا
حیرت اپنی نالۂ بے درد سے غفلت بنی　　راہِ خوابیدہ کو غوغائے جرسِ افسانہ تھا ۴
گو بہ وقتِ قتل حق آشنائی اے نگاہ　　خنجرِ زہراب دادہ سبزۂ بیگانہ تھا
جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسد　　ورنہ بسمل کا طپیدن[2] لغزشِ مستانہ تھا ۵

☆۲

[3]نہ ہو حسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا　　بہ مہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا
ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی　　بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دلربائی کا
نظر بازی طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں[4] ہے　　رہا بیگانۂ تاثیرِ افسوں آشنائی کا ۶

۱۔ حاشیے پر موٹے قلم سے کسی قدر خوشخط شکستہ میں اس کے بجائے یہ شعر لکھا ہے:

انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ
صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا

۲۔ ''متن میں پہلے اس جگہ ''طپیدن'' تھا۔ پھر اسے کاٹ کر 'تڑپنا' بنایا گیا۔'' (مفتی انوار الحق کا نوٹ)

۳۔ اس غزل کے حاشیے پر حسبِ ذیل دو شعر باریک قلم سے شکستہ خط میں درج کیے ہیں۔

وہی اک بات ہے جو یاں نفس واں نکہتِ گل ہے
چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا
نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جدائی کا

۴۔ عرشی ''پریشاں'' (بجائے ''پرستاں'')۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف:　　-------------------------پسند

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　-----------سیہ-----------------

۳۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' میں یہ شعر بعینہٖ حاشیے کے مطابق درج ہے۔

۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　---اپنے--------------------

۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　--------تڑپنا----------------

۶۔ عرشی نے اس شعر میں لفظ ''پرستاں'' ہی درج کیا ہے۔

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۳۳ ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے پہلے اور پانچویں شعر کے علاوہ بقیہ اشعار ''نسخۂ عرشی'' (گنجینۂ معنی) کی غزل نمبر ۷ میں درج ہیں۔ حمید احمد خاں نے اس غزل کے حاشیے میں جن دو اشعار کا ذکر کیا ہے، وہ اور اس غزل کا مطلع نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۱ میں درج ہے۔ ان اشعار کا حوالہ ''ا'' ردیف کے حاشیے میں اس غزل سے قبل آیا ہے۔ یہ غزل ۶ شعار پر مشتمل ہے۔

نہ پایا دردمندِ دوریِ یارانِ یک دل نے ۔۔۔ سوادِ خطِ پیشانی سے نسخہ مومیائی کا
تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے ۔۔۔ مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا
اسد یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توام ہے ۔۔۔ جسے تو بندگی کہتا ہے دعویٰ ہے خدائی کا ۱

☆۱

شب خمارِ شوقِ ساقی رستخیز اندازہ تھا ۔۔۔ تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا
یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا ۔۔۔ جادہ اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا
ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ ۔۔۔ داغ گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا
مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ کون ہے ۔۔۔ خانۂ مجنونِ صحرا گرد بے دروازہ تھا
پوچھ مت رسوائیِ اندازِ استغنائے حسن ۔۔۔ دست پابندِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا ۲
دیدۂ تر نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ آب ۔۔۔ یادگارِ نالہ اک دیوانِ بے شیرازہ تھا ۳
بے نوائی تر صدائے نغمۂ شہرت اسد ۔۔۔ بوریا یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا

☆۲

کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا ۔۔۔ حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا
بروے قیس دستِ شرم ہے مژگانِ آہو سے ۔۔۔ مگر روزِ عروسی گم ہوا تھا شانہ لیلیٰ کا
فسانِ تیغِ نازک قاتلاں سنگِ جراحت ہے ۔۔۔ دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلی کا
نہیں گرداب جز سرگشتگی ہائے طلب ہرگز ۔۔۔ حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خار ماہی کا
نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا ۔۔۔ تکلف کو خیال آیا ہو گر بیمار پری کا
نہ بخشی فرصتِ یک شبمستاں جلوۂ خور نے ۔۔۔ تصور نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا
اسد تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو ۔۔۔ گر آبِ چشمۂ آئینہ ہووے عکس زنگی کا ۴

☆۳

یک گامِ بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا ۔۔۔ آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا
وحشت اگر رسا ہے بے حاصلی ادا ہے ۔۔۔ پیمانہ ہوا ہے ہے مشتِ غبارِ صحرا

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔دعوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ۔۔۔مرعون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف نالۂ دل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بار
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔یک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہووے۔۔۔۔

☆۱۔ اس غزل کا تیسرا اور آخری شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۸ میں جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۲ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، شعر پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۴۴ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۴۵ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

اے آبلہ کرم کر، یاں رنجہ اک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت، اے یادگارِ صحرا ۱
دل در رکابِ صحرا، خانہ خرابِ صحرا — موجِ سرابِ صحرا، عرضِ خمارِ صحرا
ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صدجا دوچارِ صحرا ۲
دیوانگی اسد کی حسرت کشِ طرب ہے — در سر ہوائے گلشن، در دل غبارِ صحرا ۳

❁☆۱

وحشی بن صیاد نے ہم رم خوردوں کو کیا رام کیا — رشتۂ چاکِ جیبِ دریدہ صرفِ قماشِ دام کیا
عکسِ رخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن طرازی تمکیں سے آرام کیا
ساقی نے ازبہرِ گریباں چاکی موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِ جام کیا
مہر بجائے نامہ لگائی بر لبِ پیکِ نامہ رساں — قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا
شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسد — ماہ کو در تسبیحِ کواکب جائے نشینِ امام کیا

❁☆۲

وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا — رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا
یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا
شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ — اس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا
ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع — شعلۂ عشق کو اپنا سر و ساماں سمجھا
تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اس قدر آساں سمجھا
عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہو گا — نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا
سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی — ہر قدم سایے کو میں اپنے شبستاں سمجھا
بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق دیدۂ حیراں سمجھا
دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار اسد — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---آبلے---------یک-------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ----------------خانہ ہے---
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ----------------دل میں-----

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۴۶ ہے۔ یہ غزل ۵، شعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۹ میں اس غزل کا چوتھا شعر درج ہے۔ جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳ میں درج ہیں۔ پانچواں شعر مقطع سے قبل درج ہے۔ اس کے علاوہ اس غزل میں مقطع سے قبل کا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳، میں چوتھے نمبر پر درج ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا ‏ گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا
یہ جانتا ہوں کہ تو اور جوابِ نامۂ شوق ‏ مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا ۱
غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ گل مت دو ‏ مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بے جا کا ۲
نہ پائی وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم نے ‏ عدم کو لے گئے دل میں غبار صحرا کا ۳
مرا شمول ہر اک دل کے پیچ و تاب میں ہے ‏ میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا ۴
نہ کہہ کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے ‏ مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا
فلک کو دیکھ کے کرتا ہے تجھ کو یاد اسد ‏ اگرچہ گم شدہ ہے کاروبار دنیا کا ۵

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ چار شعر درج ہیں (باریک قلم شکستہ خط):

حنائے پائے خزاں ہے بہار اگر ہے یہی
دوامِ کلفتِ خاطر ہے عیش دنیا کا

ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنوں ہم کو
عدم کو لے گئے دل میں غبار صحرا کا

ہنوز محرمیِ حسن کو ترستا ہوں
کرے ہے ہر بُنِ مُو کام چشمِ بینا کا

دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے دے بیٹھے
ہمیں دماغ کہاں حسن کے تقاضا کا

۲۔ عرشی صاحب فرماتے ہیں کہ قلمی نسخے میں ستم زدہ کے بجائے "جنون زدہ" ہے مگر نسخۂ انوارالحق میں حسب اندراج بالا ہے۔

۳۔ حاشیے پر اس مصرع کو یوں لکھا ہے:

ملی نہ وسعتِ جولانِ یک جنون ہم کو
(محشی انوارالحق کا نوٹ)

۴۔ یہ شعر متن میں موٹے قلم سے شکستہ خط میں یوں بدلا ہے

فلک کو دیکھ کے کرتا ہے اُس کو یاد اسد
جفا میں اُس کی ہے انداز کارفرما کا

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ----------------- پاسخ مکتوب
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ----------------------- باغ نہ دو
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ملی نہ -------------------- کو
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------- پیچ تاب ------
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ----------------- ہوں اُس -----
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: جفا میں اُس کی ہے انداز کار فرما کا

☆۱۔ اس غزل کا چوتھا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۰ میں درج ہے۔ حمید احمد خاں نے اس غزل کے حاشیے میں جو چار شعر درج کیے ہیں۔ اُن میں سے پہلے دو شعر اس غزل کے تیسرے شعر سے قبل اور آخری دو، تیسرے شعر کے بعد نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۴ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❀

¹کس کا خیال آئینۂ انتظار تھا — ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا
کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا — آئینہ خانہ وادیِ جوہر غبار تھا
²چوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ — پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا
اب میں ہوں اور خونِ دو عالم معاملہ — توڑا جو تو نے آئینہ تمثال دار تھا ۱
دیکھی وفائے فرصتِ رنج و نشاطِ دہر — خمیازہ یک درازیِ عمرِ خمار تھا
موجِ سرابِ دشتِ وفا کا بیاں نہ پوچھ — ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آب دار تھا ۲
صبحِ قیامت ایک دمِ گرگ تھی اسد — جس دشت میں وہ شوخِ دو عالم شکار تھا

۲☆❀

نہ بھولا اضطرابِ دمِ شماریِ انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا
ز بس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈے ہے چمن میں شمعِ خار اپنا
اسیرِ بے زباں ہوں کاشکے صیادِ بے پروا — بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہو جائے شکار اپنا ۳
مگر ہو مانعِ دامن کشی ذوقِ خود آرائی — ہوا ہے نقشِ بندِ آئینہ سنگِ مزار اپنا
دریغ اے ناتوانی ورنہ ہم ضبط آشنایاں نے — طلسمِ رنگ میں باندھا تھا عہدِ استوار اپنا
اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بے تابی — نثارِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا
اسد ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سر و پا ہیں — کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو پشتِ خار اپنا

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر درج ہیں (باریک قلم، شکستہ خط)۔ واضح رہے کہ مفتی انوار الحق کے نسخے میں (ملاحظہ ہو اُس نسخے کا صفحہ ۱۶) ان اشعار کی ترتیب وہ نہیں رہی جو قلمی نسخے میں بطریق ذیل موجود ہے۔

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب
خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا

کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب
دیکھا تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگذار تھا

۲۔ عرشی: ''جوں''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ــــــــــــــــ ماتم یک شہر آرزو

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ــــــــــــــــ نہ پوچھ حال

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ــــــــــ جادے ــــــــــ

☆۱۔ اس غزل کا چوتھا اور چھٹا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۵ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۱ میں درج ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں وہ اشعار بھی شامل ہیں جو حمید احمد خاں نے اس غزل کے حاشیے میں درج کیے ہیں۔ نسخۂ عرشی میں حاشیے کا پہلا شعر اس غزل کے چوتھے شعر کے بعد، تیسرا شعر اس غزل کے پانچویں شعر کے بعد اور دوسرا شعر اس غزل کے آخری شعر کے بعد درج ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا آخری شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۳۲ میں جب کہ بقیہ اشعار ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۵۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

ز بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا
چرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا

نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی
تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا

سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ الفتِ ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

شرر فرصت نگہ، سامانِ یک عالم چراغاں ہے
بقدرِ رنگ عیاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا

بہ قدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی
جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا

سراسر تاختن کو شش جہت یک عرصہ جولاں تھا
ہوا واماندگی سے رہرواں کی فرق منزل کا

مجھے اس قطعِ رہ میں خوفِ گمراہی نہیں غالب
عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدل کا ۱

۲☆❁

[2]کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا
کہ شاخِ گل کا خم انداز ہے بالیں شکستن کا

نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے
سپند شعلہ نادیدہ صفت اندازِ جستن کا

گدازِ دل کو کرتی ہے کشودِ چشمِ شب پیما
نمک ہے شمع میں جوں مومِ جادو خوابِ بستن کا

نفس در سینہ ہائے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ
نہیں ہے رشتۂ الفت کو اندیشہ گسستن کا

عیادت سے اسد میں بیشتر بیمار رہتا ہوں
سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا

۳☆❁

[3]لبِ خشک در تشنگی مردگاں کا
زیارت کدہ ہوں دلِ آزردگاں کا

شگفتن کمیں دارِ تقریبِ جوئی
تصور ہوں بیموجب آزردگاں کا ۲

۱۔ ''اس قطعِ رہ'' کو حاشیے پر ''راہِ سخن میں'' لکھا ہے۔ تحریر موٹے قلم سے شکستہ اور بدخط ہے۔

۲۔ اس غزل کے حاشیے پر ان تین اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ (باریک قلم شکستہ):

ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمدبافی
کہ تھا آئینۂ خور پر تصورِ رنگ بستن کا

تکلف عافیت میں ہے ولا بند قبا وا کر
نفس بعد از وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا

ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے
بہ بندِ گریہ ہے نقش بر آب اندیشہ رستن کا

۳۔ اس غزل سے نیا صفحہ شروع ہوتا ہے۔ غزل کے اوپر لکھا ہے (موٹا قلم، بدخط شکستہ): ''معاملہ کردہ شد''

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------راہِ سخن---------------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---کمیں گاہ---------------

☆۱۔ اس غزل کا تیسرا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی سولہویں غزل میں درج ہے۔ جب کہ بقیہ اشعار ''گنجینۂ معنی'' کی بائیسویں غزل میں درج ہیں۔ یہ غزل سات اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۷ میں مقطعے سے قبل تین اشعار درج ہیں۔ یہاں حاشیے میں یہ تینوں اشعار درج ہیں۔ اس غزل کے تمام اشعار گنجینۂ معنی کی غزل نمبر ۲۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا پہلا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۷ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

غریب بدر جستۂ باز گشتن سخن ہوں سخن بر لب آوردگاں کا ۱
سراپا یک آئینہ دارِ شکستن ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا
ہمہ نا امیدی، ہمہ بدگمانی میں دل ہوں فریب وفا خوردگاں کا
بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسف اسد میں تبسم ہوں پژمردگاں کا

☆۱

شب کہ دل زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر آیا — نالہ بر خود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا
وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل مت پوچھ — محملِ دشت بدوشِ رمِ نخچیر آیا
ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا ہستی — پرِ طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا
دید حیرت کش و خورشید چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ۲
عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ — کہ کلہ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا
اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت کہ اسد — بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا

☆۲

سیر آں سوئے تماشا ہے طلب گاروں کا — خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا
سرخطِ بند ہوا نامہ گنہگاروں کا — خونِ ہدہد سے لکھا نقش گرفتاروں کا
فردِ آئینہ میں بخشش شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ پسند آئنہ رخساروں کا
دادِ خواہِ تپش و مہرِ خموشی بر لب — کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا
وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے — جرسِ قافلہ یاں دل ہے گراں باروں کا
پھر وہ سوئے چمن آتا ہے، خدا خیر کرے — رنگ اڑتا ہے گلستاں کے ہوا داروں کا
جلوہ مایوس نہیں دل کی نگرانی غافل — چشمِ امید ہے روزن تری دیواروں کا
اسد! اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا

۱۔ اس شعر کے حاشیے پر لکھا ہے: "ستم دیدہ"۔ یہ تحریر موٹے قلم کی ہے مگر یہ کچھ ایسی بدخط نہیں۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---ستم دیدۂ-----------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---------خرشید-------------
☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۴۸ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۰ ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

[۱]ضعفِ جنوں کو وقتِ تپش در بھی دور تھا
اک گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا

اے وائے غفلتِ نگہِ شوق ورنہ یاں
ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا

درسِ تپش ہے برق کو اب اُس کے نام سے
وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلص صبور تھا ۱

شاید کہ [۲]مر گیا ترے رخسار کو دیکھ کر
پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے
ہاں اس معاملے میں تو میرا قصور تھا ۲

ہر رنگ میں جلا اسدِ فتنہ انتظار
پروانہ تجلیِ شمعِ ظہور تھا

۲☆

بہار رنگِ خونِ گل ہے ساماں اشک باری کا
جنونِ برق نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا

[۳]برائے حلِ مشکل ہوں زپا افتادۂ حسرت
بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیاں خاکساری کا

حریفِ جوششِ دریا نہیں خود داریِ ساحل
جہاں ساقی ہے تو باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا ۳

بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور انتظارستاں
نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینہ بادِ بہاری کا

اسد ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی
کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بد روزگاری کا

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر لکھا ہے (باریک قلم شکستہ):

جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر
جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا

۲۔ شاید کتابت کی غلطی نے یہاں "مہر" کو "مر" بنا دیا ہے۔ مگر اس سلسلے میں نسخۂ حمیدیہ کا یہ مقطع بھی قابلِ لحاظ ہے

شب کہ تھا نظارگیِ روئے بتاں کا اے اسد
گر گیا بامِ فلک سے صبح طشتِ ماہتاب

۳۔ اس مصرع کے ساتھ حاشیے پر یہ الفاظ ملتے ہیں
"محررہ عبدالصمد مظہر"۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ------------------جس----

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: اُس کی خطا نہیں ہے یہ------------

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ------------------------ہو----

☆۱۔ اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳ میں درج ہیں۔ حمید احمد خاں نے اس غزل کے مطلع کے حاشیے میں جو شعر درج کیا ہے وہ نسخۂ عرشی میں مقطعے سے قبل درج ہے جب کہ اس غزل کے شعر نمبر ۴ کے حاشیے میں درج شعر "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۸ کا مقطع ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا تیسرا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۹ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۵ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا[۱] ۔۔۔ یارب نفس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا
عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید ۔۔۔ مینائے مے ہے آبلہ پائے نگاہ کا
ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم ۔۔۔ کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا
غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے ورنہ یاں ۔۔۔ بے شانۂ صبا نہیں طرہ گیاہ کا
جیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے ۔۔۔ آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا
بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ کہ رنگ ۔۔۔ صید ز دام جستہ ہے اس دام گاہ کا
جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسد ۔۔۔ پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا

۲☆

خود پرستی سے رہے باہم دگر نا آشنا[۲] ۔۔۔ بیکسی میری شریک آئینہ تیرا آشنا
آتشِ موے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک ۔۔۔ ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغِ تمنا آشنا
بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہم دیگر نہیں ۔۔۔ یار تیرا جامِ مے، خمیازہ میرا آشنا
جوہرِ آئینہ جز رمزِ سرِ مژگاں نہیں ۔۔۔ آشنا کی ہم دگر سمجھے ہے ایما آشنا
ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار ۔۔۔ سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل نا آشنا

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر لکھے ہیں (باریک قلم، شکستہ):

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے
پُر گل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا

۲۔ سات شعروں کی اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر لکھے ہیں (باریک قلم، شکستہ):

رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا

شوق ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز
ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا

میں اور اک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے
عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا

☆۱۔ اس غزل کا چوتھا، چھٹا اور ساتواں شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۰ میں شامل ہے۔ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۹ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۷ میں اس غزل کا پہلا، دوسرا، چوتھا اور پانچواں شعر شامل ہے جب کہ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۱ میں (اس غزل کے حاشیے میں شامل اشعار کے علاوہ) اس غزل کا چھٹا اور ساتواں شعر درج ہے۔ "نوائے سروش" میں مقطعے سے قبل درج شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے

شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے
میرا زانو مونس، اور آئینہ تیرا آشنا

نسخۂ حمیدیہ کی اس غزل کے تیسرے شعر کا اندراج نسخۂ عرشی کے کسی بھی حصے میں نہیں ہے۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

ذرہ ذرہ ساغرِ میخانۂ نیرنگ ہے
گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلیٰ آشنا
کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسد
سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا

۱☆❁

یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا
یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا
بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی
کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا
تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے
تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا
بے خونِ دل ہے چشمِ جنوں میں نگہ غبار
یہ میکدہ خراب ہے مے کے سراغ کا ۱
باغِ شگفتہ تیرا بساطِ ہوائے دل
ابرِ بہار خم کدہ کس کے دماغ کا
جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسد
ہے ابر پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا

۲☆❁

عیادت سے زبس ٹوٹا ہے دل یارانِ غمگیں کا
نظر آتا ہے موے شیشہ رشتہ شمع بالیں کا
صدا ہے کوہ میں حشر آفریں اے غفلت اندیشاں
پئے سنجیدنِ یاراں ہو حالِ خوابِ سنگیں کا ۲
بجائے غنچہ و گل ہے ہجومِ خار و خس یاں تک
کہ صرفِ بخیۂ دامن ہوا ہے خندہ گلچیں کا
نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں
چنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشہ پرویں کا
بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی
کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بتخانۂ چیں کا
طپیدن دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے
رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا ۳
اسد طرزِ آشنایاں قدردانِ نکتہ سنجی ہیں
سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا ۴

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر لکھے ہیں (باریک قلم، شکستہ خط):

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل
کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا

سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے
پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا

۲۔ یہ مصرع حاشیے پر (موٹے قلم سے، بدخط) یوں لکھا ہے:

اسد اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ------میں موج---------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ------ہوں---------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: تپیدن---------------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی----

☆۱۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں غزل نمبر ۲۸ کا واحد شعر اس غزل کا مقطع ہے۔ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۲ میں درج ہیں۔ مزید یہ کہ اس غزل کے حاشیے کے دونوں اشعار "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۲ میں تیسرے اور پانچویں نمبر پر درج ہیں۔ غزل کے کل اشعار کی تعداد ۸ ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۰ ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۷ ہے۔

۞☆۱

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا   آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا
گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی   در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا
وائے دیوانگیِ شوق کہ ہر دم مجھ کو   آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا
جلوہ از بسکہ تقاضائے نگہ کرتا ہے   جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا
عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ   عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا
لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط   تو ہو اور آپ بصد رنگ گلستاں ہونا
عشرتِ پارۂ دل زخمِ تمنا کھانا   لذتِ ریشِ جگر غرقِ نمکداں ہونا
کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ   ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب   جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

۞☆۲

وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا   رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا
محتسب سے تنگ ہے از بسکہ کارِ مے کشاں   رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا
قیس نے از بسکہ کی سیرِ گریبانِ نفس   یک دو چیں دامانِ صحرا پردۂ محمل ہوا
وقتِ شب اُس شمع کے شعلۂ آواز پر   گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا
عیب کا دریافت کرنا ہے ہنرمندی اسد   نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۳ ہے۔ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۱ ہے۔ اشعار کی کل تعداد ۵ ہے۔

۱☆❁

گر نہ احوالِ شبِ فرقت بیاں ہو جائے گا ۔۔۔ بے تکلف داغِ مہ مُہرِ دہاں ہو جائے گا ۱
زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب ۔۔۔ پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہو جائے گا
گر وہ مستِ نازِ تمکیں دے صلائے عرضِ حال ۔۔۔ خارِ گلبن در دہانِ گُل زباں ہو جائے گا ۲
لے تو لوں سوتے میں اُس کے بوسہ ہائے پا مگر ۔۔۔ ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا ۳
گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط ۔۔۔ شعلہ خس میں جیسے خوں در رگ نہاں ہو جائیگا ۴
۳گر شہادت آرزو ہے، نشے میں گستاخ ہو ۔۔۔ بال شیشے کا رگِ سنگ فساں ہو جائے گا
فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی ہے دانا اسد ۔۔۔ دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائے گا ۵

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر لکھے ہیں۔(باریک قلم سے،شکستہ خط میں) دوسرے اور تیسرے شعر میں لکھنے والا صرف قافیے تک پہنچا ہے۔ردیف دونوں شعروں میں بنظرِ سہولت حذف کی گئی ہے

دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے کیا معلوم تھا
یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہو جائے گا

باغ میں مجھ کو نہ لے جا ورنہ میرے حال پر
ہر گُلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہو جائے گا

وائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ واں ہو جائے گا

۲۔ یہ مصرع کاٹ کر (شکستہ، مدخط تحریر میں) یوں لکھا ہے:

خارِ گُل بہر دہانِ گُل زباں ہو جائے گا

۳۔ مفتی انوارالحق کے نسخے میں اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعر آپس میں بدل گئے ہیں لیکن قلمی دیوان میں ترتیب اشعار وہ ہے جو یہاں دی گئی ہے۔
۴۔ قلمی دیوان میں اسی طرح ہے، "سوچ" نہیں ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---اندوہ----------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ----دیوے گا----------------
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---گل بہر----------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ------------پانوں کا بوسہ---
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ----------رگ میں-------
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: -----سوچ--------دانا ہے----

☆۱۔ اس غزل کا تیسرا اور چھٹا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۹ میں درج ہے۔ جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۲ میں درج ہیں۔ "نسخۂ حمیدیہ" کے حاشیے میں درج اشعار بھی "نوائے سروش" میں درج ہیں لیکن ترتیب اشعار مختلف ہے۔ یہ تینوں شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" میں شعر نمبر ۲، ۷، اور ۸ ہیں۔ مزید یہ کہ "نوائے سروش" کی مذکورہ غزل کا پانچواں شعر "نسخۂ حمیدیہ" میں درج نہیں ہے۔ یہ شعر درج ذیل ہے:

سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راضی ہوا
مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا

یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

قطرۂ مے بسکہ حیرت سے نفس پرور ہوا　　خطِ جامِ بادہ یکسر رشتۂ گوہر ہوا ۱
گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو　　خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اختر ہوا ۲
نشے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو　　آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا
درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست　　ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ۳
اے بہ ضبطِ حال نا افسردگاں جوشِ جنوں　　نشۂ مے ہے اگر یک پردہ نازک تر ہوا ۴
زہد گر دیدن ہے گردِ خانہ ہاے منعماں　　دانۂ تسبیح سے میں مہرہ در ششدر ہوا
اس چمن میں ریشہ داری جس نے سر کھینچا اسد　　تر زبانِ لطفِ عامِ ساقیِ کوثر ہوا ۵

۲☆

اُف نہ کی، گو سوزِ دل سے بے محابا جل گیا　　آتشِ خاموش کی مانند گویا جل گیا ۶
دود میرا سنبلستاں سے کرے ہے ہمسری　　بسکہ شوقِ آتشِ گل سے سراپا جل گیا ۷
شمع رویاں کی سرِ انگشتِ حنائی دیکھ کر　　غنچۂ گل پرفشاں پروانہ آسا جل گیا

۱۔ شیرانی و عرشی ''اخگر'' بجائے ''اختر''۔
۲۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعر آپس میں بدل گئے ہیں لیکن یہاں قلمی دیوان ہی کی ترتیب اشعار کا لحاظ کیا گیا ہے۔
۳۔ شیرانی و عرشی ''خونا کردگاں'' بجائے ''نا افسردگاں''۔
۴۔ قلمی دیوان میں چھٹے شعر پر ''لالا'' لکھ کر حاشیے پر یہ شعر درج کیا ہے (موٹے قلم سے، شکستہ بدخط تحریر)

اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا

۵۔ شیرانی و عرشی ''ریشہ داری'' بجائے ''ریشہ داری''۔ ☆۳
۶۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ پانچ شعر (باریک قلم سے خوش خط) بہ ترتیب ذیل لکھے ہیں:
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔	ب:	-------------سے عرابر-------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	ب:	------------------------اخگر---
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	الف:	------------------سیاہاں------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	الف:	---------------خونا کردگاں----
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	ب:	----فکر لطف-------------------
۶۔ نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔	الف:	دل مرا سوز نہاں----------------
نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔	ب:	----------------کے-------------
۷۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	ب:	----ذوق----------------------

☆۱۔ نسخۂ عرشی ''نواے سروش'' کی غزل نمبر ۲۵ میں اس غزل کا پہلا اور حاشیے میں شامل شعر موجود ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۳۰ میں درج ہیں۔ مزید یہ کہ اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعر ''گنجینۂ معنی'' میں معکوس الترتیب درج ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۳۱ میں مذکورہ غزل کے شعر نمبر ۲، ۳، ۴، اور ۵ درج ہیں، جب کہ پہلا اور آخری شعر نسخۂ عرشی ''نواے سروش'' کی غزل نمبر ۲۶ میں درج ہے۔ پہلے اور آخری شعر کے علاوہ ''نواے سروش'' کی اس غزل میں چار اضافی اشعار بھی موجود ہیں، جو ''نسخۂ حمیدیہ'' کے حاشیے میں درج ہیں۔ مزید یہ کہ حاشیے کا تیسرا اور چوتھا شعر ''نواے سروش'' میں شعر نمبر ۴، اور ۵ پر معکوس الترتیب درج ہے۔ حاشیے کا آخری شعر اس غزل کا مقطع ہے، جو نسخۂ عرشی ''نواے سروش'' اور ''نسخۂ حمیدیہ'' دونوں میں بہ تبدیلی الفاظ درج ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ نسخۂ عرشی میں ''ریشہ داری'' ہی درج ہے۔

خانمانِ عاشقاں دوکانِ آتش باز ہے ‏ شعلہ رویاں جب ہوئے گرمِ تماشا جل گیا ۱

تا کجا افسوسِ گرمی ہائے صحبت اے خیال ‏ دل ز آتش خیزیِ داغِ تمنا جل گیا ۲

ہے اسد بیگانۂ افسردگی اے بے کسی ‏ دل ز اندازِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا ۳

☆۱

پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا ‏ دل جگر تشنۂ فریاد آیا

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز ‏ پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل بارہا
میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا

دل نہیں تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار
اس چراغاں کا کروں کیا کارفرما جل گیا

عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل
دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

۱۔ حاشیے پر "آتش خیزی" کی بجائے "سوزِ آتش" لکھا ہے۔ (مفتی انوار الحق کا نوٹ)

۲۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ ایک شعر درج ہے۔ (بہ یک قلم بعد)

پھر (ترے) کوچے کو جاتا ہے خیال
دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا

مصرعِ اول میں حاشیہ نگار "ترے" لکھنا بھول گیا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ....دکان...............

نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: .....رو جب ہو گئے...............

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: .....سوزِ آتش...............

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کہ دل

نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: دیکھ کر طرز.......................

☆۱۔ مذکورہ غزل کے تمام اشعار (مع حاشیے میں درج شعر) نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۰ میں درج ہیں۔ تیسرا اور چوتھا شعر "نوائے سروش" میں معکوس ترتیب درج ہے۔
اس کے علاوہ "نوائے سروش" میں شعر نمبر ۵ اور ۹ اضافی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی
کیوں ترا راہ گزر یاد آیا
کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی
گھر ترا خلد میں گر یاد آیا

نسخۂ عرشی "یادگارِ نالہ" غزل نمبر ۱۰ میں مذکورہ غزل کے قافیہ و ردیف کے تحت درج ذیل شعر درج ہے

وصل میں ہجر کا ڈر یاد آیا ‏ عین جنت میں سقر یاد آیا

یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

عذرِ واماندگی، اے حسرتِ دل نالہ کرتا تھا جگر یاد آیا
سادگی ہائے تمنا یعنی پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا
کوئی ویرانی سی ویرانی ہے دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا
آہ وہ جرأتِ فریاد کہاں دل کے پردے میں جگر یاد آیا ۱
میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

❁☆۱

تو دوست کسو کا بھی ستمگر نہ ہوا تھا
اوروں پہ ہے وہ ظلم جو[1] مجھ پہ نہ ہوا تھا ۲
چھوڑا مہِ نخشب کی طرح دستِ قضا نے
خورشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا ۳
توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے
آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا
جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم
میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا
میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں
یعنی سبقِ شوقِ مکرر نہ ہوا تھا
دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
[2]جاری تھی اسد داغِ جگر سے مرے[3] تحصیل
آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا ۴

❁☆۲

ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا
جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا
سر منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور
جو خط ہے کفِ پایہ سو ہے سلسلۂ پا
دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر
نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا
آیا نہ بیابانِ طلب کام زباں تک[4]
تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا ۵
فریاد سے پیدا ہے اسد گرمیِ وحشت
تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا

۱۔ شیرانی: "کہ"۔
۲۔ اس مقطع کے سامنے حاشیے پر ۱۲۲۸ھ کی مہر لگی ہے۔
۳۔ شیرانی "مری"۔
۴۔ عرشی: "گام زباں تک" ("کام زباں تک کے بجائے")

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ---سے تنگ آ کے---------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---کسی---------------
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ----------کہ---------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: خرشید---------------------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: -----------------------مری---
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ------------------گام------

☆۱۔ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۴۸ میں مذکورہ غزل کے تمام اشعار درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۲ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے
یاں عرصۂ طپیدنِ بسمل نہیں رہا

ہوں قطرہ زن بہ وادیِ حسرت شبانہ روز
جز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا ۱

بر روئے شش جہت درِ آئینہ باز ہے
یاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا

اے آہ میری خاطرِ وابستہ کے سوا
دنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا

ہر چند ہوں میں طوطیِ شیریں سخن ولے
آئینہ، آہ، میرے مقابل نہیں رہا

انداز نالہ یاد ہیں سب مجھ کو پر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

۲☆❁

بسکہ عاجز نارسائی سے کبوتر ہو گیا
صفحۂ نامہ غلافِ بالشِ پر ہو گیا

صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج
خارِ پیراہن رگِ بستر[۲] کو نشتر ہو گیا ۲

بسکہ آئینے نے پایا گرمیِ رخ سے گداز
دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہو گیا

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ چھ شعر بہ ترتیب ذیل لکھے ہیں۔(باریک قلم، شکستہ خط):

جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لیے ہوئے
ہوں شمعِ کشتہ درخورِ محفل نہیں رہا

مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ میں
شایانِ دست و بازوے قاتل نہیں رہا ۳

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حسن
غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

دل سے ہوائے کشتِ وفا مٹ گئی کہ واں
حاصل سوائے حسرتِ حاصل نہیں رہا

بیدادِ عشق سے نہیں ڈرتا ہوں پر اسد ۴
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

واضح رہے کہ حاشیے میں لکھے ہوئے مقطع کا مصرعِ اول (بصورتِ بالا) متداول دیوان میں اختیار کردہ مصرع (بیدادِ عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسد) سے مختلف ہے۔

۲۔ عرشی "بستر"۔

۱۔	نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	الف:	------------مرحلۂ یاس روز و شب
۲۔	نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔	ب:	------------------بستر------
۳۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	ب.	-----------خنجر-------------
۴۔	نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔	الف:	------------------مگر---

☆۱۔ اس غزل کا پہلا اور چوتھا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۹ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار (مقطع کے سوا) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۲ میں درج ہیں۔ نسخۂ حمیدیہ کے حاشیے میں درج اشعار "نوائے سروش" میں موجود ہیں۔ حاشیے کا تیسرا اور چوتھا شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل میں پانچویں اور چھٹے نمبر پر معکوس الترتیب درج ہے۔ اس غزل کے مقطع کا پہلا مصرع "نوائے سروش" میں ہیچ درج ہے، جب کہ دوسرا مصرع بعینہٖ درج ہے۔ یہ غزل ۱۳، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۳ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

شعلہ رخسارا! تحیر سے تری رفتار کے — خارِ شمعِ آئنہ، آتش میں جوہر ہو گیا
بسکہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہو گیا
حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسد — نقشِ پائے خضر یاں سدِّ سکندر ہو گیا

☆۱

گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا — کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا
زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا
مگر وہ شوخ ہے طوفاں طرازِ شوقِ خونریزی — کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا
نہیں ہے کف لبِ نازک پہ فرطِ نشۂ مے سے — لطافت ہائے جوشِ حسن کا سر شیر ہے پیدا
عروجِ نا اُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا
اسد جس شوق سے ذرے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا

☆۲

بہ مہر نامہ جو بوسہ گلِ پیام رہا — ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام ہوا ۱
ہوا نہ مجھ سے بجز دردِ حاصلِ صیاد — بسانِ اشک گرفتارِ چشمِ دام رہا
دل و جگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — ولے ہنوز خیالِ وصال خام رہا
شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا
نہ پوچھ حال شب و روزِ ہجر کا غالب — خیالِ زلف و رخِ دوست صبح و شام رہا

☆۳

سحر گہ باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا — اُڑے رنگِ گل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا
بتاں! زہر آب اس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پشتِ لبِ سوفار ہو پیدا
لگے گر سنگ سر پہ یار کے دستِ نگاریں سے — بجائے زخم گل بر گوشۂ دستار ہو پیدا
کروں۲ گر عرض سنگینیِ کہسار اپنی بے تابی — رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا

۱۔ ''متن میں یہ مصرع یونہی درج ہے لیکن اس غزل کی ردیف کی رعایت آخر میں ''رہا'' کی متقاضی ہے۔ اس لیے شاید یہ مصرع یوں ہو کہ
''ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا''
(مفتی انوار الحق کا نوٹ)

۲۔ ''کرے''؟

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------------------- رہا

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۵۴ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۵۵ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۵۶ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

به سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا پیمانۂ پیماں   اگر ابرِ سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا
اسد مایوس مت ہو گرچہ رونے میں اثر کم ہے   کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا

☆۱

[1]خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا   خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا
عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید رسا   خونِ آدینہ سے رنگیں ہے دبستاں میرا
حسرتِ نشۂ وحشت نہ بسعیِ دل ہے   عرضِ خمیازۂ مجنوں ہے گریباں میرا
سرمۂ مفت نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے   کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا
عالمِ بے سروسامانیِ فرصت مت پوچھ   لنگرِ وحشتِ مجنوں ہے بیاباں میرا
[2]بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حسن   تختۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر درج ہیں (باریک قلم، شکستہ)۔ پہلے شعر کے اوپر حاشیے ہی میں ''مطلع ثانی'' لکھا ہے

ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا
موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا
رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم
تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا

۲۔ یہاں حاشیے پر متداول دیوان کی حسب ذیل غزل کے پہلے سات شعر درج ہیں و آخری تین شعر اگلے صفحے کے حاشیے پر

☆۲

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا
تجھ سے قسمت میں مری صورتِ قفلِ ابجد
تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا
دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام
مٹ گیا گھسنے میں اس عقدے کا وا ہو جانا
اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ
اس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا
ضعف سے گریہ مبدل بہ دمِ سرد ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال
ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا
ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا
روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا
گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس
کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

☆۱۔ اس غزل کا چوتھا اور حاشیے کا دوسرا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۳۰ میں درج ہیں۔ جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۳۳ میں درج ہیں۔ س غزل کے حاشیے کا پہلا شعر ''گنجینۂ معنی'' کی غزل کا دوسرا شعر ہے۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ حاشیے میں درج یہ غزل نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۲۷ ہے۔ مقطع سے قبل آنے والا شعر ''نوائے سروش'' کی مذکورہ غزل کا آخری شعر ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

فہم زنجیری بے ربطی دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقب خوابِ پریشاں میرا
بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند مشکلِ عشق ہوں مطلب نہیں آساں میرا
بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسد دے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا

۱☆

شب کہ وہ مجلس فروز خلوتِ ناموس تھا [1]شمع سے یک خار در پیراہنِ فانوس تھا ۱
حاصلِ الفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا
بت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہاے دہر ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا
[2]غنچۂ خاطر نے رنگِ صد گلستاں گل کیا گردۂ تصویرِ گلشن بیضۂ طاؤس تھا
پوچھ مت بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں جو کہ کھایا خونِ دل بے منتِ کیموس تھا ۲
کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں دست بر سر، سربہ زانوی دلِ مایوس تھا ۳

۲☆

ردیف ب

کس کہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوے رمخوردہ ہے داغِ شراب ۴

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

تاکہ تجھ پر کھلے اعجاز ہواے صیقل
دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا
بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالب
چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

۱۔ یہ مصرع بصورت بالا لکھنے کے بعد یوں بدل دیا ہے:

رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا

۲۔ حاشیے پر (باریک قلم شکستہ) یہ دو شعر لکھے ہیں
طبع کے واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا
یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا ۵
مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا
کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا

۱۔ اس شعر کا دوسرا مصرع نسخۂ عرشی "نواے سروش" میں مذکورہ غزل کے حاشیے کے عین مطابق ہے۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔ الف کیا کہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔زانوے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف بس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۴ میں مذکورہ غزل کا تیسرا، آخری اور حاشیے کا پہلا شعر درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نواے سروش" کی غزل نمبر ۳۱ میں شامل ہیں۔ مذکورہ غزل کے حاشیے کا دوسرا شعر "نواے سروش" میں شامل غزل کا دوسرا شعر ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۸ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

تیرگی ظاہری ہے طبعِ موزوں کا نشاں　　غافلاں عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ۱
یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے　　ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب
ہے عرق افشاں مشی سے ابہمِ مشکینِ یار　　وقتِ شب اختر گنی ہے چشمِ بیدار رکاب ۲
ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی　　ہر یک اختر سے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب ۳
بسکہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے　　ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب
شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا اے اسد　　گر گیا بامِ فلک سے صبحِ طشتِ ماہتاب

☆۲

ہے بہاراں میں خزاں پرور خیالِ عندلیب　　رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ۴

۱۔ عرشی "سے"۔

۲۔ اس غزل کے حاشیے پر بارہ شعر کی حسب ذیل غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھی ہے۔ واضح رہے کہ دسویں شعر کے پہلے مصرع میں "ایک عالم ہے طوفانی کیفیت فصل" قلمی نسخے کی عبارت کے مطابق ہے۔ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں یہ مصرع "ایک عالم پہ ہے ۔۔۔ " ہو گیا ہے

☆۲

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب
دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب

پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ اربابِ چمن
سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موجِ شراب

جو ہوا غرقۂ مے بختِ رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب

ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر
موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا موجِ شراب

چار موج اٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو
موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب

جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز
دے ہے تسکیں، بدمِ آبِ بقا، موجِ شراب

بسکہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر
شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب

موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال
ہے تصور میں زبس جلوہ نما موجِ شراب

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آ کر۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　۔۔۔۔۔گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　۔۔۔۔۔ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاصل۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۹ ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ حاشیے کی مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۴۹ ہے۔ یہ غزل ۱۲ اشعار پر مشتمل ہے۔

فہم زنجیری بے ربطیِ دل ہے یارب! کس زباں میں ہے لقب خوابِ پریشاں میرا
بہ ہوس دردِ سر اہلِ سلامت تا چند مشکلِ عشق ہوں مطلب نہیں آساں میرا
بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسد دَے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا

۱☆❁

شب کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا شمع سے یک خار در پیراہنِ فانوس تھا ۱
حاصلِ الفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو دل بہ دل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا
بت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا
غنچۂ خاطر نے رنگِ صد گلستاں گل کیا گردۂ تصویرِ گلشن بیضۂ طاؤس تھا
پوچھ مت بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں جو کہ کھایا خونِ دل بے منتِ کیموس تھا ۲
کل اسد کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں دست بر سر، سربہ زانوئی دل مایوس تھا ۳

۲☆❁

ردیف ب

سن کہ ہے میخانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوے رمخوردہ ہے داغِ شراب ۴

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

تاکہ تجھ پر کھلے اعجاز ہوائے صیقل
دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہو جانا
بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالب
چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

۱۔ یہ مصرع بصورت بالا لکھنے کے بعد یوں بدل دیا ہے:

رشتۂ ہر شمع خارِ کسوتِ فانوس تھا

۲۔ حاشیے پر (باریک قلم شکستہ) یہ دو شعر لکھے ہیں
طبع کے واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا
یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا ۵
مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا
کس قدر یارب ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا

۱۔ اس شعر کا دوسرا مصرع نسخۂ عرشی "نوائے سروش" میں مذکورہ غزل کے حاشیے کے عین مطابق ہے۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: کیا کہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زانوے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف بس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۳۴ میں مذکورہ غزل کا تیسرا، آخری اور حاشیے کا پہلا شعر درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۳۱ میں شامل ہیں۔ مذکورہ غزل کے حاشیے کا دوسرا شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل کا دوسرا شعر ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۸ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

تیرگی ظاہری ہے طبعِ موزوں کا نشاں — غافلاں عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب ۱
یک نگاہِ صاف صد آئینۂ تاثیر ہے — ہے رگِ یاقوت عکسِ خطِ جامِ آفتاب
ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار — وقتِ شب اختر کی ہے چشمِ بیدارِ رکاب ۲
ہے شفق سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر سے فلک پر قطرۂ اشک کباب ۳
بسکہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے — ہے شکستِ رنگِ گل آئینۂ پردازِ نقاب
شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا اے اسد — گر گیا بامِ فلک سے صبحِ طشتِ ماہتاب

۲☆

ہے بہاراں میں خزاں پرور خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب ۴

۱۔ عرشی "ہے"۔

۲۔ اس غزل کے حاشیے پر ہر دو شعر کی حسب ذیل غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھی ہے۔ واضح رہے کہ دسویں شعر کے پہلے مصرع میں "ایک عالم ہے طوفانی کیفیت فصل" قلمی نسخے کی عبارت کے مطابق ہے۔ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں یہ مصرع "ایک عالم پہ ہے ---" ہو گیا ہے

۲☆

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب
دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب

پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ اربابِ چمن
سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موجِ شراب

جو ہوا غرقۂ مے بختِ رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب

ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر
موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا موجِ شراب

چار موج اٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو
موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب

جس قدر روح نباتی ہے جگر تشنۂ ناز
دے ہے تسکیں، بدمِ آبِ بقا، موجِ شراب

بسکہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر
شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا موجِ شراب

موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال
ہے تصور میں زبس جلوہ نما موجِ شراب

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ------------آ کے-------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ------گئے-------------

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: -----ہے--------------

۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ------------حاصل------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۹ ہے۔ یہ غزل ۱۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ حاشیے کی مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۴۹ ہے۔ یہ غزل ۱۲ اشعار پر مشتمل ہے۔

عشق کو ہر رنگ شانِ حسن ہے مدنظر　　مصرعِ سروِ چمن ہے حسبِ حالِ عندلیب
حیرتِ حسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل　　لبسمل آہنگِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب☆۱
عمر میری ہو گئی صرفِ بہارِ حسنِ یار　　گردشِ رنگِ چمن ہے ماہ و سالِ عندلیب
منع مت کر حسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے　　بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب
ہے مگر موقوف بر وقتِ دگر کارِ اسد　　اے شبِ پروانہ و ۲ صبحِ وصالِ عندلیب☆۲

۳☆❁

ردیف ت

۱جاتا ہوں جدھر سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت　　یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے مگر انگشت

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

نغمے کے پردے میں ہے محوِ تماشائے دماغ
بسکہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب

ایک عالم میں ہے طوفانیِ کیفیتِ فصل
موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب ۱

شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے زہے موسمِ گل
ہے تصور میں زبس جلوہ نما موجِ شراب ۲

ہوش اڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسد
پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب

۱۔ اس مصرع میں لفظ ''آہنگ'' کاٹ کر لفظ ''ذوق'' لکھا گیا ہے۔ مصرع کی صورت اصلاح کے بعد یہ ہے
بسمل ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب

۲۔ اس لفظ کو بدل کر موٹے قلم سے شکستہ خط میں ''روز'' لکھا ہے۔ (اے شبِ پروانہ و روزِ وصالِ عندلیب)

۳۔ اس غزل کے حاشیے پر حسبِ ذیل پانچ شعر بہ ترتیبِ ذیل درج ہیں (موٹا قلم، شکستہ خط):

کافی ہے نشانی تری چھلّے کا نہ دینا
خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت ۳

خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو عجب کیا
جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت ۴

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　　الف: ---------------------پ-----

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　　ب: رحم! قطرہ بیدر یا ہے! خوشا!!-------

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　　الف: -----ترا------------------

۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف: ---------------------پھر اس کی

☆۱۔ مذکورہ مصرع حاشیے میں درج مصرع کے مطابق ہے۔

☆۲۔ مذکورہ مصرع حاشیے میں درج مصرعے کے عین مطابق ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا مقطع درحاشیے کا پہلا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۵۰ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۶۰ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

مژگاں کی محبت میں جو انگشت نما ہوں — لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت ۱
ہر غنچۂ گل صورت یک قطرۂ خوں ہے — خوباں کا جو دیکھا ہے حنا بستہ سر انگشت ۲
گرمی ہے زباں کی سبب سوختن جاں — ہے شمع شہادت کے لیے سر بسر انگشت ۳
لکھتا ہوں اسدؔ سوزش دل سے سخن گرم — تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت

❁ ☆۱

نیم رنگی جلوہ ہے بزم تجلی زار دوست — دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست ۴

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا
راز دل صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت

کس رتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل
آتی نہیں پنجے میں بس اس کے نظر انگشت

افسوس کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے
جن لوگوں کی تھی درخور عقد گہر انگشت

۱۔ یہ مصرع یوں بدلا گیا ہے (موٹا قلم، بدخط تحریر)

دیکھا ہے کسی کا جو حنا بستہ سر انگشت

۲۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بدخط شکستہ تحریر میں حسب ذیل غزل درج ہے:

☆۲

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت
پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: میں الفت مژگاں ....
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: دیکھا ہے کسو کا جو ....
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ہر ....
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: آمد خط سے ہوا ہے سرد جو بازار ......

☆۱۔ اس غزل کا پہلا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۱ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۱ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل میں ۹، اشعار اضافی ہیں جو درج ذیل ہیں:

خانۂ ویراں سازیٔ حیرت تماشا کیجیے — صورت نقش قدم ہوں رفتۂ رفتار دوست
عشق میں بیداد رشک غیر نے مارا مجھے — کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمار دوست
چشم ما روشن کہ اس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پرخوں ہمارا، ساغر سرشار دوست
غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اس کے ہجر میں — بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غمخوار دوست
تاکہ میں جانوں کہ ہے اس کی رسائی واں تلک — مجھ کو دیتا ہے پیام وعدۂ دیدار دوست
جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعف دماغ — سر کرے ہے وہ حدیث زلف عنبر بار دوست
چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر — ہنس کے کرتا ہے بیان شوخی گفتار دوست
مہربانی ہائے دشمن کی شکایت کیجیے — یا بیاں کیجے سپاس لذت آزار دوست؟
یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیف شعر میں غالبؔ زبس تکرار دوست

یہ غزل ۱۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ حاشیے کی اس غزل کا پہلا، دوسرا، چوتھا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۲ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵۲ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

چشم بندِ خلق جز تمثال خود بینی نہیں　　آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ۱
برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یاں　　اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست
ہے سوا نیزے پہ اس کے قامتِ نوخیز سے　　آفتابِ صبحِ محشر ہے گلِ دستارِ دوست
اے عدوے مصلحت چندے بہ ضبط افسردہ رہ　　کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست ۲
لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسد　　آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست

☆۱

ردیف ث

دودِ شمعِ کشتۂ گل بزم سامانی عبث　　یک شبہ آشفتہ نازِ سنبلستانی عبث

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

جگر کو مرے عشق خونابہ مشرب
لکھے ہے خداوندِ نعمت سلامت
دو عالم کی ہستی پہ خطِ وفا کھینچ
دل و دستِ اربابِ ہمت سلامت
علی الرغم دشمن شہیدِ وفا ہوں
مبارک مبارک سلامت سلامت
نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں
جگر خوائیِ جوشِ حسرت سلامت ۳
نہیں گر سر و برگِ سودائے معنی
تماشائے نیرنگِ صورت سلامت ۴
نہ اوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی
سرِ[1] خستہ دشوار وحشت سلامت ۵
وفورِ بلا ہے ہجومِ وفا ہے
سلامت ملامت، ملامت سلامت ۶
نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت
ز خود رفتگی ہائے حیرت سلامت
رہے غالبِ خستہ مغلوبِ گردوں
یہ کیا بے نیازی ہے حضرت سلامت

۱۔ عرشی "سر خستہ دشوار وحشت ـــــ"

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف: ـــــ غیر از نقش ـــــــــــــــــــــــــ
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف: ـــــ دلِ ناعاقبت اندیش ـــــــــــ شوق کر
　ب کون لا سکتا ہے ـــــ جلوۂ ـــــــــــــــــ
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب ـــــ خوائی ـــــــــــــــــــــــــ
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف: ـــــــــــــــــــــــ ادراک ـــــ
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب ـــــ خستہ و شور ـــــــــــــــــــ
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف ـــــ وفا ـــــــــــــــــــ بلا ـــــ

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۳ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقی مست　　نشۂ مے کے تصور میں نگہبانی عبث
باز ماندن ہاے مژگاں ہے یک آغوشِ وداع　　عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث
جز غبارِ کردہ سیرآہنگیِ پرواز گو؟　　بلبلِ تصویر و دعواے پرافشانی عبث
سر نوشتِ خلق ہے طغراے عجزِ اختیار　　آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث
جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جز موجِ سراب　　وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث
دست برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ اسد　　اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث

❁☆۱

[۱]نازِ لطفِ عشق با وصفِ توانائی عبث　　رنگ ہے سنگِ محک دعواے مینائی عبث
ناخنِ دخلِ عزیزاں یک قلم ہے نقب زن　　پاسبانیِ طلسمِ [۲]گنجِ تنہائی عبث ۱
محملِ پیمانۂ فرصت ہے بر دوشِ حباب　　دعویٰ دریا کشی و نشہ پیمائی عبث
طبعِ نالاں حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے　　دل کو اے عاشق کشاں تعلیمِ خارائی عبث ۲
یک نگاہِ گرم ہے جوں شمع سر تا پا گداز　　بہرِ از خود رفتگاں رنجِ خود آرائی عبث
اے اسد! بے جا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز　　عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث

❁☆۲

ردیف ج

[۴]گلشن میں بندوبست بہ ضبطِ دگر ہے آج　　قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج ۳

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر اس شعر کا اضافہ کیا ہے (موٹا قلم، شکستہ):

قیس بھاگا شہر سے شرمندہ ہو کر سوے دشت
بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث

۲۔ عرشی: "گنج"۔

۳۔ حاشیے پر یہ شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یوں بدلا ہے:

طبعِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے
دل کو اے بیداد خو تعلیمِ خارائی عبث

۴۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر تحریر ہے۔ (موٹا قلم، شکستہ خط)

آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ
تارِ نفس کمندِ شکارِ اثر ہے آج

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب:　　------------------گنج------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　جانِ عاشق--------------------
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　------------بیداد خو------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔　　الف:　　------------------برنگ--------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۳ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا شعر نمبر ۱، ۲ اور حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی "نواے سروش" کی غزل نمبر ۵۲ میں شامل ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۵ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار   چشمِ کشادہ حلقۂ بیرونِ در ہے آج ۱
حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار   سر رشتہ چاکِ جیب کا تارِ نظر ہے ۲
اے عافیت کنارہ کر، اے انتظام چل   سیلابِ گریہ دشمنِ دیوار و در ہے آج ۳
ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار   نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج
بیتابی نے کیا سفرِ سوختن تمام   پیراہنِ خشک میں غبارِ شرر ہے آج ۴
تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی   دودِ چراغ خانہ غبارِ سفر ہے آج

۱☆

جنبشِ گلبرگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج   حُبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج
شاخِ گل جنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس   طفلِ شوخِ غنچۂ گل بسکہ ہے وحشت مزاج ۵
سیرِ ملکِ حسن کر، میخانہا نذرِ خمار   چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج
گریہ ہائے بیدلاں گنجِ شرر در آستیں   قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج
ہے سوادِ چشمِ قربانی میں یک عالم مقیم   حسرتِ فرصت نے بخشا بسکہ حیرت کو رواج ۶
اے اسد ہے مستعدِ شانہ گشتن بہرِ زلف   پنجۂ مژگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج ۷

۲☆

ردیف چ

بے دل نہ نازِ وحشتِ جیبِ دریدہ کھینچ   جوں بوئے غنچہ یک نفس آرمیدہ کھینچ
یک مشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت   دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ

۱۔ شیرانی "ہر رشتہ"۔
۲۔ اسے بدل کر یوں لکھا ہے (موٹا قلم، شکستہ خط): "کرتی ہے عاجزی۔۔۔"
۳۔ اس مقطع کے دو لفظوں "شانہ گشتن" کے نیچے موٹے قلم سے شکستہ خط میں دو لفظ "گیسو شدن" لکھے ہیں۔ اگر یہ تحریر غالب کی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس مصرع کو بدلنے کا خیال کیا اور پھر ترک کر دیا، بصورتِ دیگر نقل کرنے والے نے ترمیم کی صحیح نقل نہیں کی۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔کشودہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔در پے۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف کرتی ہے عاجزی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وحشی۔۔۔۔
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔جہاں دیتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۷۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شانہ گیسو شدن

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۶ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۸ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

ہیچیدگی ہے حاصلِ طومارِ انتظار   پائے نظر بہ دامنِ شوقِ دویدہ کھینچ
برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز   اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ
بیخود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید   یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ
بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤسِ خلوتاں   فرشِ طرب بہ گلشنِ نا آفریدہ کھینچ
دریا بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسد   ساغر بہ بارگاہِ دماغِ رسیدہ کھینچ

۱☆

قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ   رفتار نہیں بیشتر از لغزشِ پا ہیچ
حیرت ہمہ اسرار پہ مجبورِ خموشی   ہستی نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا ہیچ
تمثال گداز آئنہ ہے عبرتِ بینش   نظارہ تحیر چمنستانِ بقا ہیچ ۱
گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن   فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ
آہنگِ عدم نالہ بہ کہسار گرو ہے   ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ
کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا   سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ
آہنگِ اسد میں نہیں جز نغمۂ بیدل   عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ ۲

۲☆

نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ   اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ
کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ جلوہ[۱] نہ پوچھ   برنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ ۳
نہ کہہ کہ طاقتِ رسوائیِ وصال نہیں   اگر یہی عرقِ فتنہ ہے مکرر کھینچ
تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل   کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ
جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے   ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ
بہ نیمِ غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز   نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ
مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں   بروئے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ

۱۔ متداول دیوان میں اس لفظ کے بجائے "دید" ہے مگر قلمی دیوان میں "جلوہ" ہی ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ------چمنستان--------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   "عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ"
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   الف   ------دید-----------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۹ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا شعر نمبر ۳، ۵ اور مقطع نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۷ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵۶ میں درج ہیں۔ اس غزل کا شعر نمبر ۸، نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵۶ کا شعر نمبر ۶ ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

تری طرف ہے بہ حسرت نظارۂ نرگس   بکوریِ دل و چشمِ رقیب ساغر کھینچ
خمار منتِ ساقی اگر یہی ہے اسد   دلِ گداختہ کے میکدے میں ساغر کھینچ

۱☆

ردیف ح

دعویٔ عشقِ بتاں سے بہ گلستاں گل و صبح   ہیں رقیبانہ بہم دست و گریباں گل و صبح
ساقِ گلرنگ سے اور آئینۂ زانو سے   جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح
وصلِ آئینہ رخاں ہم نفسِ یک دیگر   ہیں دعا ہائے سحرگاہ سے خواہاں گل و صبح
آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں تجھ سے   بسکہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل و صبح ۱
زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند اسد   غفلت آرایِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح

۲☆

ردیف د

بسکہ وہ پا کوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد   ہے غلافِ دفچۂ خورشید ہر یک گرد باد
طرفہ موزونی ہے صرفِ جنگجوئی ہائے یار   ہے سرِ مصراعِ صافِ تیغ خنجر مستزاد
ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں   کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد
کیجے آہوئے ختن کو خضرِ صحرائے طلب   مشک ہے سنبلستانِ زلف میں گردِ سواد
ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی   گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد
بسکہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام   آستر ہے خرقۂ زہاد کا صوفِ مداد
تیغ در کف، کف بلب، آتا ہے قاتل اس طرف   مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالب مژدہ باد

۳☆

تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند   اے طفلِ خود معاملہ قد سے عصا بلند
ویرانی جز آمد و رفتِ نفس نہیں   ہے کو چہ ہائے نے میں غبارِ صدا بلند
رکھتا ہے انتظار تماشاے حسنِ دوست   مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دعا بلند

ا۔ یہاں متن میں "تجھ سے" کو کاٹ کر موٹے قلم سے شکستہ خط میں "بکسر" تحریر کیا ہے۔

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ــــــــــــــــــــ بکسر

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۷۰ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۷۳ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۷۴ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

موقوف کیجیے یہ تکلف نگاریاں ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند
قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست یک آسماں ہے مرتبۂ پشتِ پا بلند
ہے دلبری کمینگر ایجادِ یک نگاہ کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند
بالیدگیِ نیازِ قدِ جاں فزا اسد در ہر نفس، بقدرِ نفس، ہے قبا بلند

۱☆

حسرت دستگہ و پاے تحمل تا چند رگِ گردن، خطِ پیمانۂ بے مل تا چند
ہے کلیمِ سیہ بختیِ پریشاں کاکل موئنہ بافتنِ ریشۂ سنبل تا چند
کوکبِ بختِ بجز روزنِ پُر دود نہیں عینکِ چشمِ جنوں حلقۂ کاکل تا چند ۱
چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ بزباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تا چند
بزم داغِ طرب و باغ کشادِ پرِ رنگ شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند
نالہ دامِ ہوس و دردِ اسیری معلوم شرحِ بر خود غلطی ہاے تحمل تا چند
جوہرِ آئنہ فکرِ سخنِ موئے دماغ عرضِ حسرت پسِ زانوے تامل تا چند
سادگی ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا ناکسی! آئنۂ نازِ توکل تا چند
اسدِ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام مشکل آساں کنِ یک خلق! تغافل تا چند

۲☆

بہ کامِ دل کریں کس طرح گمرہاں فریاد ہوئی ہے لغزشِ پا لکنتِ زباں فریاد
کمالِ بندگیِ گل ہے رہنِ آزادی ز دستِ مشتِ پر و خارِ آشیاں فریاد
نوازشِ نفسِ آشنا کہاں، ورنہ برنگِ نے ہے نہاں در ہر استخواں فریاد
تغافل آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد
ہلاکِ بے خبریِ نغمۂ وجود و عدم جہاں و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد
جوابِ سنگدلی ہاے دشمناں، ہمت ز دستِ شیشگیِ طبعِ دوستاں فریاد ۲
ہزار آفت و یک جانِ بے نوائے اسد خدا کے واسطے اے شاہِ بے کساں فریاد

۱۔ یہ مصرع کاٹ کر یوں بدلا ہے

"ز دست شیشۂ دلہاے دوستاں فریاد"

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---------------------بے-----

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----شیشۂ دلہاے------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۵۷ ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

حُسن غمزے کی کشاکش سے چُھٹا میرے بعد ‏ ‏ ‏ بارے آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد
منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا ‏ ‏ ‏ ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد
شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دُھواں اُٹھتا ہے ‏ ‏ ‏ شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد
خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر یعنی ‏ ‏ ‏ اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد
در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا ‏ ‏ ‏ نگہ ناز ہے سُرمے سے خفا میرے بعد
ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع ‏ ‏ ‏ چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد
کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق ‏ ‏ ‏ ہے مکرّر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد ۱
تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ ‏ ‏ ‏ متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد
آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالب ‏ ‏ ‏ کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد

❁☆۲

ردیف ر

بلا سے ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار ‏ ‏ ‏ نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ۲
جنونِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ ‏ ‏ ‏ کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار ۳
نہیں ہے سایہ کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار ‏ ‏ ‏ گئے ہیں چند قدم پیشتر د و دیوار
کیا ہے تو نے مئے جلوہ کس قدر ارزاں ‏ ‏ ‏ کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار ۴
جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار تو آ ‏ ‏ ‏ کہ ہیں دکانِ متاعِ نظر در و دیوار
ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے ‏ ‏ ‏ کہ گر پڑے نہ مرے پاؤں پر در و دیوار ۵
وہ آ رہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے ‏ ‏ ‏ ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار
نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب ‏ ‏ ‏ کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر د و دیوار

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج کیا ہے۔ (موٹے قلم سے، شکستہ خط مگر بدخط نہیں ہے)۔

تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب
بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ‏ ب ‏ ---------میں---------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ‏ الف: ‏ ---------------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ‏ الف: ‏ دذیر---------------------------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ‏ الف: ‏ ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مے جلوہ!
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ‏ ب: ‏ ---------پانو---------------

☆۱۔ اس غزل کے مقطع سے قبل آنے والا شعر اور حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۷ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۵۸ ہے۔ اس غزل کے مقطع سے قبل دو اشعار نسخۂ عرشی میں معکوس الترتیب درج ہیں۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی　　ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار
نہ کہہ کسو سے کہ غالب نہیں زمانے میں　　حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار ا

☆۱

شیشۂ آتشیں رخِ پُر نور عرق از خط چکیدہ روغنِ مور
بسکہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال بر لبِ گور
بار لاتی ہے دانہاے سرشک مژے سے ریشۂ رزِ انگور ۲
ظلم کرنا گداے عاشق پر نہیں شاہانِ حُسن کا دستور
دوستو مجھ ستم رسیدہ سے دشمنی ہے وصال کا مذکور
زندگانی پہ اعتماد غلط ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور
کیجیے جوں اشک اور قطرہ زنی اے اسد ہے ہنوز دلی دور

☆۲

بسکہ مائل ہے وہ رشکِ ماہتاب آئینے پر　　ہے نفس تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر
بازگشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت کہاں　　غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر
بدگماں کرتی ہے عاشق کو خودآرائی تری　　بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر
نازِ خودبینی کے باعث خونی صد بے گناہ　　جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ۳

۱۔ اس غزل پر متن میں موٹے قلم سے بدخط "غلط" لکھا ہے۔
۲۔ عرشی: "مژہ سے"۔
۳۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ شعر تحریر ہے۔

مدعی میرے صفاے دل سے ہوتا ہے خجل
ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر ۴

۱۔ نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔　الف:　---کسو---------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب:　----ہے---------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف:　-----------مجرم--------
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب:　-----------پیچ تاب------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف:　----ہے---------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں غزل نمبر ۸۲ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۷ ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج شعر "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل کا پانچواں شعر ہے۔ نسخۂ عرشی "بادآورد" کی غزل نمبر ۱۲ میں اسی غزل کی ردیف کے تحت ایک شعر درج ہے جو درج ذیل ہے۔

ناتوانی نے نہ چھوڑا بسکہ پیش از عکسِ جسم
ملتفت واگستردنی ہے، فرشِ خواب، آئینے پر

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

حسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد
بارے آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد

منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا
ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد

شمع بجھتی ہے تو اُس میں سے دُھواں اُٹھتا ہے
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر یعنی
اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد

در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا
نگہِ ناز ہے سُرمے سے خفا میرے بعد

ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع
چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد

کون ہوتا ہے حریفِ مئے مرد افگنِ عشق
ہے مکرّر لبِ ساقی پہ صلا میرے بعد ۱

تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ
متفرق ہوئے میرے رفقا میرے بعد

آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالب
کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد

۲☆

ردیف ر

بلا سے ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار
نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ۲

جنونِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ
کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار ۳

نہیں ہے سایہ کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار
گئے ہیں چند قدم پیشتر د و دیوار

کیا ہے تو نے مئے جلوہ کس قدر ارزاں
کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار ۴

جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار تو آ
کہ ہیں دکانِ متاعِ نظر در و دیوار

ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے
کہ گر پڑے نہ مرے پاؤں پر در و دیوار ۵

وہ آ رہا مرے ہمسایے میں تو سایے سے
ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار

نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب
کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر د و دیوار

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج کیا ہے۔ (موٹے قلم سے، شکستہ خط مگر بدخط نہیں ہے):

تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب
بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ---------میں-----------

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ----------------------

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: دخور----------------------

۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مئے جلوہ!

۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ---------پاؤ---------

☆۱۔ اس غزل کے مقطع سے قبل آنے والا شعر اور حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۷ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۵۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۵۸ ہے۔ اس غزل کے مقطع سے قبل دو اشعار نسخۂ عرشی میں معکوس الترتیب درج ہیں۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار
نہ کہہ کسو سے کہ غالب نہیں زمانے میں — حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار ۱

۱☆❁

ہیئۂ آتشیں رخِ پُر نور عرق از خط چکیدہ روغنِ مور
بسکہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں مردمک سے ہے خال بر لبِ گور
بار لاتی ہے دانہاے سرشک مژے سے ریشۂ رزِ انگور ۲
ظلم کرنا گداے عاشق پر نہیں شاہانِ حُسن کا دستور
دوستو مجھ ستم رسیدہ سے دشمنی ہے وصال کا مذکور
زندگانی پہ اعتماد غلط ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور
کیجے جوں اشک اور قطرہ زنی اے اسد ہے ہنوز دلی دور

۲☆❁

ٗبسکہ مائل ہے وہ رشکِ ماہتاب آئینے پر — ہے نفس تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر
بازگشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت کہاں — غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر
بدگماں کرتی ہے عاشق کو خودآرائی تری — بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر
نازِ خودبینی کے باعث خونیِ صد بے گناہ — جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر ۳

۱۔ اس غزل پر متن میں موٹے قلم سے بدخط "غلط" لکھا ہے۔
۲۔ عرشی "مژہ ہے"۔
۳۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ شعر تحریر ہے
مدعی میرے صفاے دل سے ہوتا ہے خجل
ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر ۴

۱۔ نسخۂ عرشی (نواے سروش)۔ الف: ----کسو------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----ہے------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ------------مجرم---------
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ------------پیچ تاب-------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: -----ہے------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں غزل نمبر ۸۲ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۶۷ ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج شعر "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل کا پانچواں شعر ہے۔ نسخۂ عرشی "دادورد" کی غزل نمبر ۱۲ میں اسی غزل کی ردیف کے تحت ایک شعر درج ہے جو درج ذیل ہے

ناتوانی نے نہ چھوڑا بسکہ پیش از عکسِ جسم
منفعِ واگستروانی ہے، فرشِ خواب، آئینے پر

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

سبقِ اسکندر ہو از بہرِ نگاہِ گل رخاں[۱]	گر کرے یوں امر تہی ہو تراب آئینے پر ۱
دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے غالب کیا کیا؟	رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر

❁☆۱

نہیں بندِ زلیخا بے تکلف ماہِ کنعاں پر	سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر ۲
لرزتا ہے مرا دل زحمتِ مہرِ درخشاں پر	میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خارِ بیاباں پر
دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی	الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر
فنا تعلیمِ درسِ بیخودی ہوں اس زمانے سے	کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر
فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے	بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمکداں پر
نہیں اقلیمِ الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا	کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر
مجھے اب دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ یاد آیا	کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر
بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہو گا	قیامت اک ہوائے تند ہے خاکِ شہیداں پر
اسد! اے بے تحمل، عربدہ بے جا ہے ناصح سے	کہ آخر بے کسوں کا زور چلتا ہے گریباں پر ۳

❁☆۲

صفائے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر	تغیر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر
خطِ نوخیز نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض	لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بچنگ آخر
ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہائے دل چاہے	ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر
تڑپ کر مر گیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا	ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت چشمِ خدنگ آخر

۱۔ عرشی ''سدا اسکندر بنے بہر نگاہ گلرخاں''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---میری---------------------------

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: مجھوڑی حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی

نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ------------------------زنداں---

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اس نے شدت کی؟

نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ہمارا بھی تو آخر---------------------------

☆۱۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۷۷ میں درج ہے۔ جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۵۹ میں درج ہیں۔ اس غزل کا دوسرا شعر ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کا مطلع ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مطلع اور یک اضافی شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۶۰ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۷۸ میں درج ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کا اضافی شعر درج ذیل ہے۔

نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی
ہوا جامِ زمرد بھی، مجھے، داغِ پلنگ آخر

یہ غزل ۷، شعار پر مشتمل ہے۔

لکھی یاروں کی بدمستی نے میخانے کی پامالی — ہوئی قطرہ فشانی ہائے نے بارانِ سنگ آخر
اسد پردے میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر ۱

۱☆

بینش بسعی ضبطِ جنوں نوبہار تر — دل در گدازِ نالہ بہ کاہ آبیار تر ۲
قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آب دار و نگاہ آب دار تر
ہے کسوتِ عروج تغافل کمالِ حسن — چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر
سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کار تر
ہر گرد باد حلقۂ فتراکِ بے خودی — مجنونِ دشتِ عشق تحیر شکار تر
اے چرخ! خاک بر سرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر
آئینہ داغِ حیرت و حیرت شکنجِ یاس — سیماب بے قرار و اسد بے قرار تر

۲☆

دیا یاروں نے بیہوشی میں درماں کا فریب آخر — ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر
ستمکش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر
رگِ گل جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے — ملیں گے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب آخر
غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قرارانہ — نیازِ بال افشانی ہوا صبر و شکیب آخر ۳
اسد کی طرح میری بھی بغیر از صبحِ رخساراں — ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب آخر

۱۔ اس غزل پر متن میں موٹے قلم سے شکستہ خط میں "غلط" لکھا ہے اور لکھنے کے بعد کاٹ دیا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---بیری---------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------نگہ---------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------------بیقراری سے
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----ہے----ہوگیا--------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۷۹ ہے۔ نسخۂ عرشی میں اس غزل کا مقطع سے ماقبل شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے

سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ
جتنا کہ نا امید تر، امیدوار تر

یہ غزل ۸ ،اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا دوسرا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶ میں درج ہے، جب کہ مقطع کے علاوہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸۰ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۵ ،اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیداد دشمن پر
کہ وجدِ برق چوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر

تکلف خارِ خارِ التماسِ بے قراری ہے
کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر

برنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بے تابی
ہزار آئینہ دل باندھا ہے بالِ یک تپیدن پر ۱

میں اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن کہ رکھتا ہے
شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر ۲

یہ کیا وحشت ہے؟ اے دیوانہ پیش از مرگ واویلا
رکھی بے جا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ۳

اسد بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا ہے
کہ مشقِ ناز کر، خونِ تمنا میری گردن پر ۴

۲☆❁

ردیف ز

حسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز
ہے کفِ مشاطہ میں آئینۂ گل ہنوز

سادگیِ یک خیال، شوخیِ صد رنگ نقش
حیرتِ آئینہ ہے جیبِ تامل ہنوز

سادہ و پرکار تر، غافل و ہشیار تر
مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز

ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں
سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز

شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر
شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز

دل کی صدائے شکست، سازِ طرب ہے اسد
شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بدخط شکستہ میں یہ تین شعر لکھے ہیں:

جنوں کی دست گیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی
گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر

فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے
متاعِ بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر

فنا کو سونپ گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا
فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر

۲۔ یہاں لفظ "تمنا" کے بجائے موٹے قلم سے شکستہ خط میں "دو عالم" لکھا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ------باندھے---------------

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ہم------------------------

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف --------دیوانے--------------

۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب -----------دو عالم-----------

☆۱۔ اس غزل کا شعر نمبر ۱، ۲، اور ۵ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸۱ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار (مع حاشیے کے اشعار کے) نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۶۲ میں درج ہیں۔ حاشیے کے یہ تینوں شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل میں بالترتیب شعر نمبر ۱، ۳، اور ۵ ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸۷ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱

بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز   وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہ کن ہنوز
یارب! یہ دردمند ہے کس کی نگاہ کا   ہے ربطِ مشک و داغ سوادِ ختن ہنوز
جوں جادہ سر بکوئے تمنائے بے دلی   زنجیرِ پا ہے رشتۂ حب الوطن ہنوز
ہے نازِ مفلساں زرِ از دست رفتہ پر   ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز
میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا   بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز
تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا اسد   سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز

☆۲

چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامل ہنوز   غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز
دل میں ہے سودائے زلف مستِ تغافل ہنوز   ہے مژۂ خواب ناک ریشۂ سنبل ہنوز
پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے   ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز
عشق کمیں گاہِ درد، وحشتِ دل دور گرد   دامِ تہِ سبزہ ہے حلقۂ کاکل ہنوز
لذتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل   جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تحمل ہنوز
آئینۂ امتحاں نذرِ تغافل اسد   شش جہت اسباب ہے وہمِ توکل ہنوز

☆۳

میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز   زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز
اے شعلہ! فرصتے کہ سویدائے دل سے ہوں   کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن ہنوز

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر ذیل کے تین شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھے ہیں۔ پہلے شعر کا مصرع اول متداول دیوان کے اسی مصرع سے ذرا مختلف ہے

فارغ مجھے نہ جان کہ جوں صبح و آفتاب
ہے داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز   ا
اے شعلہ فرصتے کہ سویدائے دل سے ہوں
کشتِ سپند صد جگر اندوختن ہنوز
میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی ہوں
خمیازہ کھینچے ہے بت بیداد فن ہنوز

ان اشعار میں شعر ۲، اس سے آگے تیسری غزل کے متن میں پھر موجود ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ یہاں اشارہ نویسی میں مجھ سے غلطی ہوئی یا حاشیے میں لکھے ہوئے اس شعر کی تکرار آگے آنے والی ایک غزل کے متن میں فی الواقع ہوئی ہے۔

۲۔ متن میں اس غزل کے اوپر "غلط لکھا ہے۔

ا۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   الف: ــــــــــــــــــــ باجیہ صحیح دہر

☆۱۔ اس غزل کا شعر نمبر ۳، اور حاشیے میں درج پہلا اور تیسرا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۷۶ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار (ماسوائے حاشیے کے شعر نمبر ۲ کے) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸۳ میں درج ہیں۔ حاشیے کا دوسرا شعر اس کے بعد آنے والی غزل "میں ہوں سراب ــــــ آموختن ہنوز" کا دوسرا شعر ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸۸ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸۲ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

فانوسِ شمع ہے کفنِ کشتگانِ شوق   در پردہ ہے معاملۂ سوختن ہنوز
مجنوں! فسونِ شعلہ خرامی فسانہ ہے   ہے شمعِ جادہ داغ تیفروختن ہنوز
گو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں اسد   بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز

۱☆❁

حریفِ مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز   دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز!
نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود   ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز
فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ   نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز
وصالِ جلوہ تماشا ہے، پھر دماغ کہاں   کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرواز ا
ہنوز اے اثرِ دیدِ۲ ننگِ رسوائی ☆۲ نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز
اسد سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے   کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز

۳☆❁

نہ گلِ نغمہ ہوں، نہ پردۂ ساز   میں ہوں اپنی شکست کی آواز

۱۔ س غزل کے حاشیے پر مندرجہ ذیل چار شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھے ہیں۔ مقطع میں یہ نکتہ قابلِ لحاظ ہے کہ یہاں تخلص اسد نہیں، غالب رکھا ہے اور متن میں اسد و لے مقطع پر "لالا" لکھ دیا ہے۔

ز بس کہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے
اڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز

ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزے ہے
کہ شیشہ نازک و صہبائے آبگینہ گداز ۲

ہر یک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست
گئی نہ خاک ہوئے پر، ہوائے جلوۂ ناز

نہ پوچھ وسعتِ میخانۂ جنوں غالب
جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز

۲۔ عرشی "دیدۂ" بجائے "دید"۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   الف: ------------------------ہے-----
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف۔   ------------------------لرزاں---
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ------------------صہبا سے-------

☆۱۔ اس غزل کا شعر نمبر ۳، ۵، ۶، اور حاشیے کے پہلے دو اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۸۵ میں درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار (مع حاشیے کے آخری دو اشعار کے) نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۶۸ میں درج ہیں۔

☆۲۔ مذکورہ مصرع بعینہٖ نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں درج ہے، لہٰذا اس مصرعے کا حاشیہ نسخۂ عرشی سے مطابقت نہیں رکھتا۔

☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹۷ ہے۔ نسخۂ عرشی میں اس غزل کے آخری شعر کے بعد ایک شعر مزید درج ہے جو اس غزل کا مقطع ہے۔ اضافی شعر درج ذیل ہے۔

اسد اللہ خاں تمام ہوا   اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز

یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

تو اور آرائشِ خمِ گیسوؔ / میں اور اندیشہ‌ہائے دور و دراز ۱
لافِ تمکیں فریبِ سادہ دلی / ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز
ہوں گرفتارِ اُلفتِ صیاد / ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز
وہ بھی دن ہو کہ اُس ستمگر سے / ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز
نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں / جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز
اے ترا غمزہ، یک قلم انگیز / اے ترا ظلم سربسر انداز
تُو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو / ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز
یا علی! یک نگاہ سوے اسد / میں غریب اور تو غریب نواز ۲

❁☆۱

گو بیابانِ تمنا و کجا جولانِ عجز / آبلے پا کے ہیں یاں رفتار کو دندانِ عجز
ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز / اے دل وائے جانِ ناز اے دین وائے ایمانِ عجز
بوسۂ پا انتخابِ بدگمانی ہائے حسن / یاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز
حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمہائے ناز / عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز
اضطرابِ نارسائی موجدِؔ شرمندگی / ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز ۳
وہ جہاں مسند نشینِ بارگاہِ ناز ہو / قامتِ خوباں ہو محرابِ نیازستانِ عجز
بسکہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسد / گردباد اس راہ کا ہے عقدۂ پیانِ عجز

❁☆۲

داغِ اطفال ہے دیوانہ بہ کہسار ہنوز / خلوتِ سنگ میں ہے نالہ طلبگار ہنوز

۱۔ قلمی دیوان میں مروجہ ”خمِ کاکل“ کے بجائے ”خمِ گیسو“ ہے۔
۲۔ قلمی نسخے میں اس مصرع کا بصورتِ متداولہ پایا جانا قرینِ قیاس معلوم نہیں ہوتا۔ خود نسخۂ شیرانی میں یہ مصرع یوں درج ہے
ریزشِ سجدہ ہائے اہلِ نیاز
۳۔ حاشیے پر مقطع کا مصرعِ اوّل (موٹے قلم سے، شکستہ خط میں) بصورتِ ذیل لکھا ہے۔
”نگہِ التفات سوے اسد“
۴۔ لفظ ”موجد“ کو کاٹ کر (موٹا قلم، شکستہ خط) ”مایۂ“ بنایا ہے۔ دونوں مصرعوں میں کچھ اور بھی اصلاح دینی چاہی ہے مگر پھر ان الفاظ کو کاٹ دیا ہے۔ گویا یہ شعر بہ تحریر لفظ ”موجد“ بحنسہ رہنے دیا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---------------------کاکل
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ---------------------دور و دراز
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: مجھ کو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------------مایۂ-----

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ”گنجینۂ معنی“ کی غزل نمبر ۸۹ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ اس غزل کا تیسرا اور چوتھا شعر نسخۂ عرشی ”نوائے سروش“ کی غزل نمبر ۷۰ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ”گنجینۂ معنی“ کی غزل نمبر ۸۶ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

خانہ ہے سیل سے خُوکردۂ دیدار ہنوز دور بیں درزدہ ہے رخنۂ دیوار ہنوز
وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز
یک قلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت نقشِ پا میں ہے تپِ گرمیِ رفتار ہنوز
آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز
کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! جادہ ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز
ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار اسد مژہ ہے شانہ کشِ طرۂ گفتار ہنوز

☆۱

نہ بندھا تھا بہ عدم نقشِ دلِ مور ہنوز تب سے ہے یاں دہنِ یار کا مذکور ہنوز
سبزہ ہے نوکِ زبانِ دہنِ گور ہنوز حسرتِ عرضِ تمنا میں ہوں رنجور ہنوز
صد تجلی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز
زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار جلوۂ باغ ہے درپردۂ ناسور ہنوز
یا پُر از آبلہ راہِ طلب سے میں ہوا ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز
گل کھلے، غنچے چٹکنے لگے اور صبح ہوئی سر خوشِ خواب ہے وہ نرگسِ مخمور ہنوز
اے اسد تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز

☆۲

ردیف س

حاصلِ دل بستگی ہے عمرِ کوتاہ اور بس وقفِ عرضِ عقدہ ہائے متصل تارِ نفس ۱
کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ برِ[۲] چاکِ قفس ۲

۱۔ اس صفحے کے حاشیے پر آٹھ شعر کی یہ غزل درج ہے (موٹا قلم، شکستہ خط):

☆۳

کب فقیروں کو رسائی بتِ میخوار کے پاس
تونبے بو دیجیے میخانے کی دیوار کے پاس
مژدہ اے ذوقِ اسیری کہ نظر آتا ہے
دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس
جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا
جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ----- کوتہ -----
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----- تہ -----

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی 'گنجینۂ معنی' کی غزل نمبر ۹۰ ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی 'گنجینۂ معنی' کی غزل نمبر ۹۱ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ حاشیے کی مذکورہ غزل نسخۂ عرشی 'نوائے سروش' کی غزل نمبر ۹۰ ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں　　ہے بصحرائے تحیر چشمِ قربانی جرس
تیز تر ہوتا ہے خشمِ تند خویاں عجز سے　　ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغ شعلہ خار و خس
سختیِ راہِ محبت منعِ دخلِ غیر ہے　　پیچ و تابِ جادہ ہے یاں جوہرِ تیغِ عسس
اے اسد خود ہم اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں　　ظاہرا صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس ۱

۱☆

دشتِ الفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس و بس　　پیچ و تابِ جادہ ہے خطِ کفِ افسوس و بس
نیم رنگی ہاے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے　　پیچکِ مہ صرفِ چاکِ پردۂ فانوس و بس
ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں　　کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس
کفر ہے غیر از گدازِ شوق رہبر خواستن　　راہِ صحراے حرم میں ہے جرسِ ناقوس و بس ۲
اے اسد گل تختۂ مشقِ شگفتن ہو گئے ☆۲ غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس

۳☆

کرتا ہے بہ یادِ بتِ رنگیں دلِ مایوس　　رنگِ ز نظر رفتہ حناے کفِ افسوس

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

منہ گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہے ہے
خوب وقت آئے تم اس عاشقِ بیمار کے پاس

میں بھی رک رک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے
دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس

دہنِ شیر میں جا بیٹھے، لیکن اے دل
نہ کھڑے ہو جیے خوبانِ دل آزار کے پاس

دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ نمو کرتا ہے
خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس

مر گیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی ہے ہے
بیٹھنا اس کا وہ آ کر تری دیوار کے پاس

۱۔ عرشی ''تا'' (بجاے ''بر'')۔
۲۔ ''گداز'' کو موٹے قلم سے شکستہ خط میں ''وفور'' بنایا ہے۔
۳۔ اس مصرع کا کچھ حصہ کاٹ دیا ہے اور اسے موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ صورت دی ہے
یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسد

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　اسد　　ــــــ ہم خود ــــــــــــــــــــ
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　ــــــ وفور ــــــــــــــــــــ ڈھونڈ؛
☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۹۲ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ نسخۂ عرشی میں مذکورہ مصرع یہاں حاشیے میں درج مصرع کے عین مطابق ہے۔
☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۹۳ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

تھا خواب میں کیا جلوہ نظر جوشِ زلیخا ہے بالشِ دل سوختگاں میں پر طاؤس ۱
حیرت سے رخِ دوست کی از بسکہ ہیں بیکار خور قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس ۲
دریافتنِ صحبتِ اغیار، غرض ہے اے نامہ رساں نامہ رساں چاہیے جاسوس
ہے مشق اسد دستگہِ وصل کی منظور ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس

☆۱

ردیف ش

ز جوشِ اعتدالِ فصل و تمکینِ بہار آتش بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار آتش ۳
نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے لگاوے خانۂ آئینہ میں رُوے نگار آتش
فروغِ حسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق نکالے ہے ز پائے شمع بر جا ماندہ خار آتش ۴
شرر ہے رنگ بعد اظہار تابِ جلوۂ تمکیں کرے ہے سنگ پر خورشید آبِ روے کار آتش
نہ پاوے بے گدازِ موم ربطِ پیکر آرائی نکالے کیا نہالِ شمع بے تخمِ شرار آتش ۵
خیالِ دود تھا سرجوشِ سودائے غلط فہمی اگر رکھتی نہ خاکستر نشینی کا غبار آتش
ہوائے پرفشانی برقِ خرمن ہائے خاطر ہے بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش
نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا بلا گردانِ بے پروا خرامی ہائے یار آتش
دھوئیں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا اسد حیدر پرستوں سے اگر ہووے دو چار آتش

☆۲

بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد آتش کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولاے مداد آتش

۱۔ ''نظر جوش'' کے نیچے شکستہ خط میں موٹے قلم سے ''پرستار'' لکھا ہے۔
۲۔ اس مصرع کا ابتدائی حصہ (''تمکین بہار آتش'' سے پہلے) موٹے قلم سے شکستہ خط میں بدل دیا ہے اور مصرع کی صورت یوں ہوگئی ہے
ہوئی ہے بسکہ صرف مشق تمکین بہار آتش
۳۔ حاشیے پر یہ مصرع اس طرح لکھا ہے (موٹا قلم شکستہ خط)
نہ نکلے شمع کے پا سے نکالے گر نہ خار آتش

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------------پرستار-----
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: -----ترے جلوے-----------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ہوئی ہے بسکہ صرف مشق-------------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: نہ نکلے شمع کے پا سے نکالے گر نہ-----------
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: گداز موم ہے افسون------------------
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: -----کب-----------------------

☆۱۔ اس غزل کا شعر نمبر ۲، اور ۳ نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۳۷ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۹۵ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۹۶ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

اگر مضمونِ خاکستر شدن دیباچہ پیرا ہو   نہ باندھے شعلۂ جوالہ غیر از گرد باد آتش ۱
کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوئی خوباں   ز وا بالیدن مضمونِ سطرِ شعلہ یاد آتش ۲
دیا داغِ جگر کو آہ نے رنگ اور شگفتن کا   نہ ہو بالیدہ غیر از جنبشِ دامانِ باد آتش ۳
اسد قدرت سے حیدر کی ہوی ہر گبر و ترسا کے   شرارِ سنگِ بت ہی در بنائے اعتقاد آتش ۴

۱☆

ردیف ع

جادہ رہ خور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع   چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع
شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیر در دہن   شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع
جوں پرِ طاؤس جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے   بسکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع
رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیشکش   جوہرِ آئینہ ہے یاں گردِ میدانِ نزاع
چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے   ورنہ نقصانِ تصور ہے خیالِ انتفاع ۵
آشنا غالب نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا   ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع

۲☆

رخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع   ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیِ شمع
زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگِ خاموشی   یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع
کرے ہے صرف بہ ایماے شعلہ قصہ تمام   بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع

۱۔ اس مصرع کو موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ اصلاح دی ہے:

اگر مضمون خاکستر کرے دیباچہ آرائی

۲۔ یہ مصرع بدخط شکستہ میں حاشیے پر یوں بدلا ہے

بہ تقریبِ نگارش ہاے سطرِ شعلہ یاد آتش

۳۔ قلمی دیوان میں یوں ہی ہے۔ واضح رہے کہ مفتی انوار الحق نے مصرع اول کا آخری لفظ "کو" بنا دیا ہے اور مصرع ثانی میں "در بنائے اعتقاد" کو "بر بنائے اعتقاد" لکھا ہے۔

۴۔ یہ مصرع حاشیے پر بصورت ذیل بدلا ہے (موٹے قلم سے شکستہ خط میں)۔

عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ---------------------آرائی
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   بتقریبِ نگارشہاے---------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ---------------------ساماں-------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ---------------------کو
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب: ---------------------بہر-------
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   عقل کے نقصان سے---------------------

☆۱۔ اس غزل کا پہلا شعر نسخۂ عرشی "نواے سروش" کی غزل نمبر ۳۰۷ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۷۹ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نواے سروش" کی غزل نمبر ۵۰۷ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

غم اس کو حسرتِ پرواز کا ہے اے شعلہ ... ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانی شمع ۱
ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے ... بہ جلوہ ریزی باد و بہ پرفشانی شمع
نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ ... شگفتگی ہے شہیدِ گلِ خزانی شمع
جلے ہے دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو ... اسد ہے دل پہ مرے داغِ بدگمانی شمع ۲

۱☆

ردیف غ

عشاقِ اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ ... دیتا ہے اور جوں گل و شبنم بہار داغ
جوں چشمِ باز ماندہ ہے ہر یک بسوے دل ... رکھتا ہے داغ تازہ کا یاں انتظار داغ
بے لالہ عارضاں مجھے گلگشتِ باغ میں ... دیتی ہے گرمیِ گل و بلبل ہزار داغ
جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مہر سے ... یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار داغ
ہوتے ہیں نیست جلوۂ خور سے ستارگاں ... دیکھ اُس کو دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ ۳
در عالمِ تصورِ روئے بتاں اسد ... دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار داغ ۴

۲☆

۲بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منع بارِ باغ ... ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ
کون آیا جو چمن بیتابِ استقبال ہے ... جنبشِ موجِ صبا ہے شوخیِ رفتارِ باغ
میں بہ ہمہ حیرتِ جنوں بیتابِ دورانِ خمار ... مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ
آتشِ رنگِ رخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ ... ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ ۵
کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے ... نے زبانِ غنچہ گویا نے زبانِ خارِ باغ
جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسد ... زیرِ مشقِ شعر ہے نقش از پئے احضارِ باغ

۱۔ حاشیے پر یہ مصرع یوں بدلا ہے (موٹا قلم، شکستہ):

وقفِ خیالِ جلوۂ حسنِ بتاں اسد

۲۔ س غزل کے مطلع کے دونوں مصرعوں کے درمیان لکھا ہے ''پسند خاطر عبدالعلی'' اور ساتھ نشان ' لگایا ہے۔ دوسرے، چوتھے اور پانچویں شعر کو اسی نشان ' سے ممتاز کیا ہے۔ غالباً یہ تین شعر عبدالعلی کو پسند آئے ہیں۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف شعلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب نہ کیوں ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔مجھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف وقفِ خیالِ جلوۂ حسن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔دل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۹۸ ہے۔ یہ غزل ۶ شعروں پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۹۹ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆١

ردیف ف

نامہ بھی لکھتے ہو تو بہ خطِ غبار حیف ۔۔۔ رکھتے ہو مجھ سے اتنی کدورت ہزار حیف
ہم رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش ۔۔۔ مجبوریاں تلک ہوئے اے اختیار حیف
تھی میرے ہی جلانے کو اے آہ شعلہ ریز ۔۔۔ گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار حیف
پیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی ۔۔۔ تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار حیف
ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں ۔۔۔ پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار حیف
بنتا اسد میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار ۔۔۔ آیا نہ میری خاک پہ وہ شہسوار حیف

❁☆٢

عیسیٰ مہرباں ہے شفا ریز یک طرف ۔۔۔ دردِ آفریں ہے طبعِ الم خیز یک طرف
سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہ کن ۔۔۔ خوابِ گرانِ خسروِ پرویز یک طرف
خرمن بباد داوۂ دعوے ہیں، ہو سو ہو ۔۔۔ ہم اک[٣] طرف ہیں برقِ شرر بیز یک طرف ١
ہر مو بدن پہ شہپرِ پرواز ہے مجھے ۔۔۔ بے تابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف
یک جانب اے اسد شبِ فرقت کا بیم ہے ۔۔۔ دامِ ہوس ہے زلفِ دلاویز یک طرف

١۔ چھ اشعار کی اس غزل سے متعلق دو باتیں قابلِ ذکر ہیں۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں تیسرا اور چوتھا شعر باہم بدل گئے ہیں، مگر قلمی دیوان میں ترتیب اشعار وہی ہے جو یہاں دی گئی ہے۔ اسی غزل کے حاشیے پر ذیل کے دو شعر موٹے قلم سے شکستہ خط میں بڑھائے گئے ہیں

گل چہرہ ہے کسی خفقانی مزاج کا
گھبرا رہی ہے بیم خزاں سے بہار حیف ٢
جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے
اے ناتمامیِ نفسِ شعلہ بار حیف

٢۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں ذیل کا شعر درج ہے۔

مطلبِ دل و جگر خلشِ غمزہ ہائے ناز
کاوشِ فروشِ مژۂ تیز یک طرف

خاص بات اس اندراج کے متعلق یہ ہے کہ یہ غالب کی تحریر سے نمایاں طور پر مشابہ ہے۔

٣۔ عرشی: "یک"۔

١۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔دعوی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

٢۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ۔۔۔۔کسو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆١۔ اس غزل کا دوسرا شعر اور اس غزل کے حاشیے کا دوسرا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ٦٠ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار (مع اس غزل کے حاشیے کے پہلے شعر کے) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ١٠٠ میں درج ہیں۔ "گنجینۂ معنی" کی غزل کا دوسرا شعر مذکورہ غزل میں چوتھے نمبر پر درج ہے۔ اس غزل کے حاشیے کا پہلا شعر "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل میں چوتھے نمبر پر درج ہے۔ یہ غزل ٨ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆٢۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ١٠١ ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج شعر "گنجینۂ معنی" کی غزل میں چوتھے نمبر پر درج ہے۔ یہ غزل ٦ اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

ردیف ک

زخم پر باندھے ہیں کب طفلانِ بے پروا نمک — کیا مزہ ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک ۱
گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک
یاد ہیں اے ہمنشیں وہ دن کہ وجدِ ذوق میں — زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک ۲
شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج — گردِ ساحل ہے بزخمِ موجۂ دریا نمک
مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک
داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ وا — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک
چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگیں ہیں اعضا نمک
اس عمل میں عیش کی لذت نہیں ملتی اسد — زور نسبت مے سے رکھتا ہے نصارا[۲] کا نمک

❁☆۲

آہ[۳] کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک — کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک
دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ — دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک ۳
عاشقی صبر طلب، اور تمنا بے تاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک
تاقیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے، لیکن — خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک
پرتوِ خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج ہے (موٹا قلم، شکستہ)

غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توقیرِ درد
زخمِ دل جوں خندۂ خوباں ہیں سرتا پا نمک ۴

۲۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ لفظ "اشارا" (بجائے "نصارا") چھپ گیا ہے۔ نسخۂ شیرانی اور نسخۂ عرشی دونوں میں "نصارا" ہے۔

۳۔ متداول دیوان میں اس غزل کی ردیف "ہونے تک" معروف عام ہے مگر قلمی دیوان میں مطلع سے لے کر مقطع تک آٹھوں اشعار میں ردیف بالالتزام "ہوتے تک" ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ــــــ چھڑکیں کہاں ــــــــــــــــ

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ــــــ غالب، تجھے ــــــــــــــــ

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ــــــــــــــــــــــ گام ــــ

۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ــــــ کھینچوں ــــــــــــــــ

ب ــــ مثلِ خندۂ قاتل ہے ــــــــــــ

☆۱۔ اس غزل کا آخری شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۰۲ میں درج ہے۔ جب کہ بقیہ اشعار (مع اس غزل کے حاشیے کے شعر کے) نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۷۷ میں درج ہیں۔ مذکورہ غزل کا تیسرا شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل کا مقطع ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل کے مقطع سے قبل درج ہے۔ مذکورہ غزل کا چوتھا، پانچواں شعر "نوائے سروش" کی غزل میں معکوس الترتیب درج ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا چوتھا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۰۳ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۷۸ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل　　گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک
غمِ ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج　　شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک

۱☆❁

آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک　　لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک
ظاہر کرے ہے جنبشِ مژگاں سے مدعا　　طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک
میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق　　از بسکہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک
دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار　　باغِ بخوں تپیدن و آبِ روانِ اشک
در حال انتظارِ قدومِ بتاں اسد　　ہے برسرِ مژہ، نگراں، دیدبانِ اشک ۱

۲☆❁

ردیف گ

گر تجھ کو ہے یقینِ اجازت، دعا نہ مانگ　　یعنی، بغیرِ یک دلِ بے مدعا نہ مانگ
آے آرزو شہیدِ وفا خوں بہا نہ مانگ　　جز بہرِ دست و بازوے قاتل دعا نہ مانگ
گستاخیِ وصال ہے مشاطۂ نیاز　　یعنی دعا بجز خمِ زلفِ دوتا نہ مانگ
برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جنبشِ نشاط　　کاشانہ بسکہ تنگ ہے، غافل ہوا نہ مانگ
عیسیٰ! طلسمِ حسن تغافل ہے زینہار　　جز پشتِ چشم نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ
میں دور گردِ عرضِ رسومِ نیاز ہوں　　دشمن سمجھ ولے نگہِ آشنا نہ مانگ
نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر　　آئینہ دیکھ جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ۲

۱۔ پانچ ابیات کی اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بدخط شکستہ میں یہ دو شعر لکھے ہیں:
روتے نے طاقت اتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار
مژگاں کو دوں لفار پئے امتحانِ اشک
سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب
چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک
۲۔ ''درحال'' کو کاٹ کر اس کے اوپر لفظ ''ہنگام'' لکھا ہے (موٹا قلم، بدخط)۔
۳۔ اس دوسرے مطلع کے سامنے حاشیے پر نشان ''بنا کر کسی شخص نے اپنا نام لکھا ہے: ''آغا علی''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　ہنگام--------------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب:　　--------------دعا----------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۰۳ ہے۔ اس غزل کے حاشیے کے دونوں اشعار ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل میں بالترتیب چوتھے اور چھٹے نمبر پر درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا پہلا اور مقطع سے ماقبل شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۹۷ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۰۵ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

[illegible]
[illegible]

ردیف ل

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سطوت سے تیرے جلوۂ حسنِ غیور کی
خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشت خیال — اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشم غزال

ہے نفس پروردۂ گلشن [illegible] — طوق قمری میں ہے سرو باغ ریحان سفال

ہم [illegible] زخم دل پہ رحم کر — آخر اس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبح وصال

بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں؟ — جلوۂ خورشید سے ہے گرم پہلوئے ہلال ۴

شکوہ درد و درد داغ، اے بے وفا معذور رکھ — خوں بہائے یک جہاں امید ہے تیرا خیال

عرض درد بے وفائی وحشت اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب زبان شکوہ لال

[illegible] — [illegible]

[illegible]

❁☆۱

بہرِ عرضِ حالِ شبنم، ہے رقم ایجادِ گل — ظاہرا ہے اس چمن میں لالِ مادر زاد، گل
گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل — غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد گل
گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو — شمع ساں ہو جائے قطِ خامۂ بہزاد، گل
دستِ رنگیں سے جو رُخ پروا کرے زلفِ رسا — شاخِ گل میں ہو نہاں جوں شانہ در شمشاد گل
سعیِ عاشق ہے فروغ افزاے آبِ روے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گل
ہے تصور صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار — لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد گل
گلشن آبادِ دلِ مجروح میں ہو جاے ہے — غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد گل
برقِ سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حسن — شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہرچہ بادا باد گل
خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسد — آرزوئیں کرتی ہیں از خاطرِ آزاد گل ۱

❁☆۲

گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ دل — ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ دل
بے دلوں سے ہے تپش جوں خواہشِ آب از سراب — ہے شررِ معلوم[۲] اگر رکھتا نہ ہووے سنگ دل ۲
رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کوتہی — عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل
ہوں ز پا افتادۂ اندازِ یادِ حسنِ سبز — کس قدر ہے نشہ فرساے خمارِ بنگ دل
شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست — کھینچتا ہے آج نالے خارجِ آہنگ دل ۳
اے اسد خامش ہے طوطیِ شکر گفتار طبع — ظاہرا رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ دل

❁☆۳

ردیف م

اثر کمندیِ فریاد نارسا معلوم — غبارِ نالہ کہیں گاہِ مدعا معلوم
بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم

۱۔ اس مصرع کی یوں اصلاح کی ہے (موٹا قلم، شکستہ، بدخط)

حسرتیں کرتی ہیں میری خاطرِ آزاد گل

۲۔ حاشیے پر اس لفظ کو "موہوم" لکھا ہے (موٹا قلم، شکستہ، بدخط)۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: حسرتیں۔۔۔۔میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔موہوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔خارج از آہنگ۔۔۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی کی غزل نمبر ۱۰۹ ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی کی غزل نمبر ۱۱۰ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی "نواے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۱ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۲ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر متاعِ خانۂ زنجیر جز صدا معلوم
بہار در گرو غنچہ شہر جولاں ہے طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم
طلسمِ خاک کمیں گاہِ یک جہاں سودا بہ مرگ تکیۂ آسائشِ فنا معلوم
تکلف آئنۂ دوجہاں مدارا ہے سُراغِ یک نگہ قہر آشنا معلوم
اسد فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم

۱☆❁

ازانجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم
رسیدن گلِ باغِ واماندگی ہے عبث محفلؔ آرائے رفتار ہیں ہم ۱
نفس ہو نہ معزولِ شعلہ دردون کہ ضبطِ تپش سے شرر کار ہیں ہم
تغافل کمیں گاہِ وحشت شناسی نگہبانِ دل ہائے اغیار ہیں ہم
تماشائے گلشن، تمنائے چیدن بہار آفرینا! گنہگار ہیں ہم
نہ ذوقِ گریباں ، نہ پروائے داماں نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم
اسدؔ! شکوہ کفرِ و دعا ناسپاسی ہجومِ تمنا سے لاچار ہیں ہم

۲☆❁

بسکہ ہیں بدستِ بشکنِ میخانہ ہم موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم
غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم
بسکہ ہر یک موے زلف افشاں سے ہے تار شعاع پنجۂ خورشیدؔ کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم ۲

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---محمل---------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---خرشید---------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۵ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے دوسرے شعر کے علاوہ تمام اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۳ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کا دوسرا شعر اور تین اضافی اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۸۲ میں درج ہیں۔ مذکورہ غزل کے مقطعے کے حاشیے میں درج شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل کا مقطع ہے۔ بقیہ تین اضافی اشعار درج ذیل ہیں۔

محفلیں برہم کرے ہے، گنجفہ بازِ خیال
ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بتخانہ ہم
باوجود یک جہاں ہنگامہ پیدائی نہیں
ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم
ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو
ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم

یہ غزل ۱۲ اشعار پر مشتمل ہے۔

نقش بندِ خاک ہے موج از فروغِ ماہتاب ⠀ سیل سے فرشِ کتاں کرتے ہیں تا ویرانہ ہم ۱
مشق از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال ⠀ آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم
فرطِ بیخوابی سے ہیں شبہائے ہجرِ یار میں ⠀ جوں زبانِ شمع داغِ گرمیٔ افسانہ ہم
جانتے ہیں جوششِ سودائے زلفِ یار میں ⠀ سنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم
بسکہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے ⠀ چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمعِ ماتم خانہ ہم ۲
[2] شامِ غم میں سوزِ عشقِ شمعِ رویاں سے اسد ⠀ جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم ۳

☆۱ ❀

جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام ⠀ پیمائشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام
کیا دے صدا کہ الفتِ گمگشتگاں سے آہ ⠀ ہے سرمہ گردِ رہ بہ گلوئے جرس تمام ۴
ڈرتا ہوں کوچہ گردیٔ بازارِ عشق سے ⠀ ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام
اے بالِ اضطراب کہاں تک فسردگی ⠀ یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام
گذرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند ⠀ مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام
کرتے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسد ⠀ اب کی بہار کا یونہی گزرا برس تمام

☆۲ ❀

رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم ⠀ شعلہ ہا نذرِ سمندر بلکہ آتش خانہ ہم
حسرتِ عرضِ تمنا یاں سے سمجھا چاہیے ⠀ دو جہاں حشرِ زبانِ خشک ہیں جوں شانہ ہم
کشتیٔ عالم بہ طوفانِ تغافل دے کہ ہیں ⠀ عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ ہم

۱۔ اس مصرع پر "لالا" لکھا ہے اور حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں اس کے بجائے مصرعِ ذیل تحریر کیا ہے۔
ہے فروغِ مہ سے ہر موج یک تصویرِ خاک

۲۔ اس مصرع کا آخری حصہ بعد میں "سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے" بنایا گیا ہے۔ حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ مقطع لکھا ہے
دائم الحبس اس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسد
جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ہے فروغِ ماہ سے، ہر موج، اک تصویرِ چاک
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ------------------ماتم خانہ---
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------------آتشِ رخسار سے
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب پرفشانِ سوختن ہیں، صورتِ پروانہ، ہم
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ لف ----------کلفت----------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۶ ہے۔ یہ غزل ۶، شعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا آخری شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۸۲ کا تیسرا شعر ہے۔ اس شعر کا تذکرہ مذکورہ غزل سے قبل ہم ردیف کے تحت آنے والی غزل کے حاشیے میں آیا ہے۔ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۳ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

وحشت بے ربطی پیچ و خم ہستی نہ پوچھ   ننگ بالیدن ہیں جوں موے سر دیوانہ ہم
باوجودِ یک جہاں ہنگامہ پر موہوم ہیں   ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم ۱

۱☆

ردیف ن

۱خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں   جوں گردِ راہ، جامۂ ہستی قبا کروں
گر بعد مرگ وحشتِ دل کا گلہ کروں   موجِ غبار سے پۂ یک دشت وا کروں

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر نو اشعار کی یہ غزل درج ہے (موٹا قلم شکستہ خط):

۲☆

وہ فراق اور وہ وصال کہاں
وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں
فرصتِ کاروبارِ شوق کسے
ذوقِ نظارۂ جمال کہاں
دل تو دل وہ دماغ بھی نہ رہا
شورِ سودائے خط و خال کہاں
تھی وہ خوباں ہی کے تصور سے
اب وہ رعنائی خیال کہاں ۲
ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق
واں جو جائیں گرہ میں مال کہاں ۳
فلک سفلہ بے محابا ہے
اس ستمگر کو انفعال کہاں
بوسے میں وہ مضائقہ نہ کرے
پر مجھے طاقتِ سوال کہاں
فکرِ دنیا میں سر کھپاتا ہے
میں کہاں اور یہ وبال کہاں
مضمحل ہو گئے قویٰ غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ قلمی دیوان کے کاتب نے ساتویں شعر میں لفظ "مضائقہ" کو "مضاعقہ" لکھا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ---------------------پیدائی نہیں
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   الف: ----ک شخص-----------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   ب: ----جاویں-----------------

☆۱۔ اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۸۴ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، شعر پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ حاشیے کی اس غزل کا شعر نمبر ۶، اور نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۳ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹۶ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" کی اس غزل میں شعر نمبر ۵ اضافی ہے، جو درج ذیل ہے۔

ایسا آساں نہیں لہو رونا   دل میں طاقت جگر میں حال کہاں؟

یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں
خوش اوفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سرمہ سا کروں
صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں
وہ بے دماغِ منتِ اقبال ہوں کہ میں وحشت بہ داغِ سایۂ بالِ ہما کروں
وہ التماسِ لذتِ بیداد ہوں کہ میں تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں
وہ رازِ نالہ ہوں کہ بشرحِ نگاہِ عجز افشاں غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں
لوں وامِ بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش اسدؔ لیکن یہ بیم ہے کہ کہاں سے ادا کروں!

۱☆❁

غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں بوسے کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں
پرسشِ طرزِ دلبری کیجیے کہ بن کہے اُس کے ہر اک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں ۲
رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں ۳
بزم میں اُس کے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں
میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں
جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکہ ہو رشکِ فارسی شعرِ اسدؔ کے ایک دو پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں ۴

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر اشعار ذیل درج ہیں (موٹا قلم، شکستہ خط)۔ لطف یہ ہے کہ دوسرے شعر کا مصرع اول یوں شروع کیا ہے "رات سے غیر کیا بنی۔۔۔" یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ چار شعر بہ ترتیب ذیل طبع ہوئے ہیں: ۲، ۳، ۴، ۱:

گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال
موج محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں
غیر سے رات کیا بنی، یہ جو کہا تو دیکھیے
سامنے آن بیٹھنا، اور یہ دیکھنا کہ یوں
مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح
دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہوا کہ یوں
کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی
آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وے
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب غالب، بے خوف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ۔۔۔۔ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: آوے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: گفتہ، غالب! یکبار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۸۵ ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج چاروں اشعار "نوائے سروش" میں شامل غزل میں بالترتیب شعر نمبر ۹، ۴، ۷، اور ۸ ہیں۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

آنسو کہوں کہ آہ سوارِ ہوا کہوں ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں
اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا رسا اختر کو داغ سایۂ بالِ ہما کہوں
مضمونِ وصل ہاتھ نہ آیا مگر اسے اب طائرِ پریدۂ رنگِ حنا کہوں
حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بسوے دل ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں
دزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں
طرز آفرینِ نکتہ سرائی طبع ہے آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں
غالب ہے رتبہ فہمِ تصور سے کچھ پرے ہے عجز بندگی جو علی کو خدا کہوں ۱

۲☆❁

ہم سے کھل جاؤ بوقتِ مے پرستی ایک دن ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذرِ مستی ایک دن
قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن
غرۂ رفعت بنائے عالمِ امکاں نہ ہو اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن ۲
نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن
دھول دھپّا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایک دن

۳☆❁

طاؤس نمط داغ کے گر رنگ نکالوں یک فردِ نسب نامۂ نیرنگ نکالوں
گو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر درج ہیں۔ موٹے قلم سے شکستہ مگر خوش خط لکھے ہوئے یہ شعر غالب کی تحریر معلوم ہوتے ہیں۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں ترتیب اشعار قلمی دیوان کے اندراج کے مطابق نہیں ہے۔ اشعار ذیل میں قلمی دیوان کے حاشیے کے اندراج کی ترتیب ملحوظ رہی ہے:

عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آ سکا
گر اک ادا ہو تو اسے اپنی قضا کہوں

ظالم مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ
ہے ہے خدا نہ کردہ تجھے بے وفا کہوں

میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش
تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---------کہ------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ---ورنہ------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل کا چوتھا شعر اور حاشیے میں درج تینوں اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۸۶ میں درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۸ میں درج ہیں۔ حاشیے کے آخری دو شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل میں معکوس الترتیب درج ہیں، جب کہ حاشیے کا پہلا شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل کا پہلا شعر ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۸۷ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۹ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہ نو سے — ناخن کو جگر کاوی میں بیرنگ نکالوں ۱
کیفیتِ دیگر ہے فشارِ دلِ خونیں — یک غنچہ سے صد خُم مئے گلرنگ نکالوں
پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک — محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں
گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں
فریاد اسد غفلتِ رسوائی دل سے — کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں

☆۱

سودائے عشق سے دمِ سرد کشیدہ ہوں — شامِ خیالِ زلف سے صبحِ دمیدہ ہوں
دورانِ سر سے گردشِ ساغر ہے متصل — خمخانۂ جنوں میں دماغِ رمیدہ ہوں
کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف — تسبیحِ اشک ہائے ز مژگاں چکیدہ ہوں
دیتا ہوں کشتگاں کو سخن سے سرِ تپش — مضرابِ تار ہائے گلوئے بریدہ ہوں
ہے جنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار — خوں نابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں
جوں بوئے گل ہوں گرچہ گرانبارِ مشتِ زر — لیکن اسد بہ وقتِ گرفتن جریدہ ہوں

☆۲

کیا ضعف میں امید کو دل تنگ نکالوں — میں خار ہوں آتش میں چھپوں رنگ نکالوں
نے کوچۂ رسوائی و زنجیر پریشاں — اے نالہ میں کس پردے میں آہنگ نکالوں ۲
یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کو — ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں
یک جلوۂ خورشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرۂ صد آئنہ بیرنگ نکالوں ۳

۱۔ شیرانی، عرشی "ے" ("سے" کے بجائے)۔
۲۔ عرشی "جوں ذرہ صد آئینہ بیرنگ نکالوں"۔
شیرانی "جوں ذرہ صد آئینہ بے رنگ نکالوں"۔ غالباً یہی درست صورت ہے۔ مالک رام کے نسخے میں "ذرۂ صد آئینہ" کی ترکیب محض کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------------------- ے
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: کس پردے میں فریاد ---------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------------------- ر
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---------------------------- رو

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۱ ہے۔ "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل میں ۲ شعر (شعر نمبر ۴، اور ۵) اضافی ہیں، جو درج ذیل ہیں

ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں
خارِ الم سے پشت بدنداں گزیدہ ہوں
ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج
میں عندلیبِ گلشنِ ناآفریدہ ہوں

یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۰ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

افسردۂ تمکیں ہے نفسِ گرمیِ احباب ـ پھر شیشے سے عطرِ شررِ سنگ نکالوں
ضعف آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے ـ تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں
ہے غیرتِ الفت کہ اسدؔ اُس کی ادا پر ـ گر دیدہ و دل صلح کریں جنگ نکالوں

۱☆

خوں در جگر نہفتہ بہ زردی رسیدہ ہوں ـ خود آشیانِ طائرِ رنگِ بریدہ ہوں
ہے دستِ رد بسیرِ جہاں بستنِ نظر ـ پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں
میں چشمِ وا کشادہ و گلشن نظر فریب ـ لیکن عبث کہ شبنمِ خورشید دیدہ ہوں ۱
تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول ـ اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں
پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو ـ مانند موجِ آب زبانِ بریدہ ہوں
میں بے ہنر کہ جوہرِ آئینہ تھا عبث ـ پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں
میرا نیاز و عجز ہے مفت بتاں اسدؔ ـ یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں

۲☆

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں ـ خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں
کسو کو زخود رستہ کم دیکھتے ہیں ـ کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں
خطِ لختِ دل یک قلم دیکھتے ہیں ـ مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر ہونے قلم سے شکستہ خط میں درج ہیں

سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا
یارب میں کس غریب کا بختِ رسیدہ ہوں

ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج
میں عندلیبِ گلشنِ نا آفریدہ ہوں

عرشی صاحب نے دوسرے شعر کو "سوئے عشق سے دامن کشیدہ ہوں" والی غزل کے حاشیے کا اندراج بتایا ہے جو درست نہیں۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ـ ب ـ ---------------------خرشید۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۲ ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج پہلا شعر گنجینۂ معنی میں شامل غزل میں چھٹے نمبر پر ہے۔ اس غزل کے حاشیے کا دوسرا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل نمبر ۱۳۱ کا پانچواں شعر ہے۔ اس شعر کا تذکرہ (مذکورہ غزل سے قبل) ہوں ردیف کے تحت درج غزل کے حاشیے میں آیا ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا دوسرا اور تیسرا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۱۹ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۸۸ میں درج ہیں۔ نسخۂ عرشی "یادگار" کی غزل نمبر ۱۵ میں مذکورہ غزل کے ردیف و قافیے کے تحت دو شعر رقم ہیں، جو درج ذیل ہیں:

سراب یقیں میں پریشاں نگاہاں
اسد کو گراز چشم کم دیکھتے ہیں
کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند، غافل
تہ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں

اس طرح یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

دل آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں
ترے سروِ قامت سے اک قدِ آدم قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں
تماشا کر اے محوِ آئینہ داری تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں
سراغِ تفِ نالہ لے داغِ دل سے کہ شب رو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب تماشاے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

❁☆۱

جوں مردمکِ چشم سے ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ۱
پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں
پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت ہیں داغ سے معمور شقایق کی کلاہیں ۲
کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا آئینے کی پایاب سے اتری ہیں سپاہیں ۳
دیر و حرم آئینۂ تکرارِ تمنا واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں
یہ مطلع اسد جوہرِ افسونِ سخن ہو گر عرضِ تپاکِ جگرِ سوختہ چاہیں ۴

مطلع

حیرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں
کھینچوں ہوں سویداے دلِ چشم سے آہیں

❁☆۲

بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں وگرنہ کیجیے جو ذرّہ عریاں ہم نمایاں ہیں
عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر برنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں

ا۔ (الف) اس غزل کے حاشیے پر (موٹا قلم، شکستہ خط) یہ شعر درج ہیں:

مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکا دے
وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں ۵

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ــــــــ میں ــــــــ
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ــــــــ ستایق ــــــــ
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ــــــــ کے ــــــــ
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ــــــــ نفس ــــــــ
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ــــــــ چمکا دے

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۷ ہے۔ "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل میں مذکورہ غزل کے آخری شعر کے دونوں مصرعوں کے درمیان لفظ "مطلع" درج ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۳ ہے۔ مذکورہ غزل کے حاشیے میں درج شعر "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل میں مقطع سے قبل درج ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے
مہ و خورشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں

نہ انشا معنیٔ مضموں نہ املا صورتِ موزوں
عنایت نامہائے اہلِ دنیا ہرزہ عنواں ہیں

طلسمِ آفرینش حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے
زمانے کی شبِ یلدا سے موئے سر پریشاں ہیں ۱

یہ کس خورشید[۲] کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی
کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پرافشاں ہیں ۲

اسد بزمِ تماشا میں تغافل پردہ داری ہے
اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ ہم تصویر عریاں ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

(ب) اسی غزل کے حاشیے پر سونے قلم سے شکستہ خط میں حسب ذیل غزل درج ہے۔ یہ غزل مفتی انوار الحق کے نسخے میں صفحہ ۱۱۳، پر متن میں طبع ہوئی ہے

☆ ۱

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں
ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں ۳

شوق اس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں
جادہ غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں

حسرتِ لذتِ آزار رہی جاتی ہے
جادۂ راہِ وفا جز دمِ شمشیر نہیں

رنجِ نومیدیٔ جاوید گوارا رہیو
خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں

سر کھجاتا ہے جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے
لذتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں

آئینہ دام کو پردے میں چھپاتا ہے عبث
کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں ۴

مثلِ گل زخم ہے میرا بھی سناں سے توام
تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیٔ تیر نہیں

جب کرم رخصتِ بے باکی و گستاخی دے
کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں

میر کے شعر کا احوال کہوں کیا غالب
جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں

ریختے کا وہ ظہوری ہے، بقولِ ناسخ
”آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں“ ۵

۱۔ عرشی: زمانے کے شبِ یلدا سے موئے سر پریشاں ہیں۔

۲۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں بجائے ”خورشید“ کے لفظ ”ناہید“ طبع ہوا ہے۔ عرشی صاحب بھی فرماتے ہیں کہ قلمی نسخے میں ”ناہید“ ہے۔ یہ درست نہیں۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---کے-----------------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: -----بے مہر-----------------

۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: -----------پانو-------------

۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: -------سبزے-----------------

۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: عاسب اپنا یہ عقیدہ-----------------

☆۱۔ حاشیے کی اس غزل کا شعر نمبر ۶، ۷، اور ۹ نسخۂ عرشی ”گنجینۂ معنی“ کی غزل نمبر ۱۲۰ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ”نوائے سروش“ کی غزل نمبر ۸۹ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

جاے کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں　　دیوانگاں کو واں ہوسِ خانماں نہیں ۱
کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول　　برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں
ہر رنگ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے　　اشکِ سحاب جز بوداعِ خزاں نہیں
جز عجز کیا کروں بہ تمناے بے خودی　　طاقت حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں
عبرت سے پوچھ دردِ پریشانیِ نگاہ　　یہ گردِ وہم جز بہ سرِ امتحاں نہیں
گل غنچگی میں غرقۂ دریاے رنگ ہے　　اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں
برقِ بجانِ حوصلہ آتش فگن اسد　　اے دل فسردہ طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں

۲☆❁

مرگِ شیریں ہو گئی تھی کوہکن کی فکر میں　　تھا حریرِ سنگ سے قطعِ کفن کی فکر میں
فرصتِ یک چشمِ حیرت شش جہت آغوش ہے　　ہوں سپند آسا وداعِ انجمن کی فکر میں
وہ غریبِ وحشت آبادِ تسلی ہوں جسے　　کوچہ دے ہے زخمِ دل صبحِ وطن کی فکر میں
سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ درد　　رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں ۲
فالِ ہستی خار خارِ وحشتِ اندیشہ ہے　　شوخیِ سوزن ہے ساماں پیرہن کی فکر میں
غفلتِ دیوانہ جز تمہیدِ آگاہی نہیں　　مغزِ سر خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں
مجھ میں اور مجنوں میں وحشت سازِ دعویٰ ہے اسد　　برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں ۳

۳☆❁

۲ ہے ترحم آفریں آرائشِ بیداد یاں　　اشکِ چشمِ دام ہے پروانۂ صیاد یاں ۴

۱۔ شیرانی عرشی ''دود'' (بجاے ''درد'')۔
۲۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ دو شعر تحریر کیے ہیں (موٹا قلم، شکستہ خط)
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　جس جا ---------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　------------------------ دود
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف　　--------------------- دعوا ---
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　-------------------- پرواتہ -----

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳۱ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳۳ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ اس غزل کے حاشیے میں درج دونوں اشعار نسخۂ عرشی ''نواے سروش'' کی غزل نمبر ۹۵ میں درج ہیں، جب کہ مذکورہ غزل کے تمام اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۲۲ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

ہے گدازِ موم اندازِ چکیدن ہاے خوں　　نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصّاد یاں
ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں　　ہے زرِ گل سے نظر میں جوہرِ فولاد یاں ۱
جوشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہائے کار وا　　کمتریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یاں
قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسد　　ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلاد یاں

۱☆❁

اے نوا سازِ تماشا سر بکف جلتا ہوں میں　　اک طرف جلتا ہے دل اور اک طرف جلتا ہوں میں
شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو　　مدعا گم کردہ ہر سو ہر طرف جلتا ہوں میں
ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش　　بے تکلف آپ پیدا کر کے تف جلتا ہوں میں
ہے تماشا گاہ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن　　جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں
شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالب کی طرح　　بے محل اے مجلس آرائے نجف جلتا ہوں میں

۲☆❁

فتادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں　　برنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں
برہنہ مستیِ صبحِ بہار رکھتے ہیں　　جنونِ حسرتِ یک جامہ وار رکھتے ہیں
طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک　　ہم ایک میکدہ دریا کے پار رکھتے ہیں
ہمیں حریرِ شرر بافِ سنگ خلعت ہے　　یہ ایک پیرہنِ زر نگار رکھتے ہیں
نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ　　گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

دل لگا کر لگ گیا ان کو بھی تنہا بیٹھنا
بارے اپنے دردِ دل کی ہم نے پائی داد یاں ۲

ہے مری وحشت عدوے اعتبارات جہاں
مہرِ گردوں ہے چراغِ رہگوارِ باد میاں ۳

۱۔ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے نیز نسخۂ عرشی میں یہاں "سے" کے بجائے "بھی" ہے، مگر قلمی نسخے میں یہ مصرع بصورت بالا ہی درج ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　----بھی------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　　ب　　---اپنی بیکسی------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　　الف　　ہیں زوال آمادہ، اجزا آفرینش کے تمام

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۵ ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۶ ہے۔ نسخۂ عرشی "یادآورد" میں مذکورہ غزل کے ردیف وقافیے کے تحت ایک شعر درج ہے۔ "یادآورد" کی غزل نمبر ۱۶ کا یہ شعر درج ذیل ہے:

برنگِ سایہ سروکارِ انتظار نہ پوچھ
سراغِ خلوتِ شب ہائے تار رکھتے ہیں

یہ غزل ۱۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

ہوا ہے گریۂ بے باک ضبط سے تسبیح — ہزار دل پہ ہم اک اختیار رکھتے ہیں
بساطِ ہیچ کسی میں برنگِ ریگِ رواں — ہزار دل بہ وداعِ قرار رکھتے ہیں
جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ — بسانِ دشت دلِ پُر غبار رکھتے ہیں

☆۱

تنِ[۱] بہ بند ہوس در نہ دادہ رکھتے ہیں — دلِ[۱] ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں
تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں — بہ عکسِ آئنہ یک فرد سادہ رکھتے ہیں
برنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم — کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں
بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زنار — سرے بہ پائے بتِ نا نہادہ رکھتے ہیں ۱
معاف بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز — دلے بہ دستِ نگارے نہ دادہ رکھتے ہیں
برنگِ سبزہ عزیزانِ بدزباں یک دست — ہزار تیغ بہ زہراب دادہ رکھتے ہیں
زمانہ سخت کم آزار ہے بجانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں

☆۲

بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں
رہا کس جرم سے میں بے قرارِ داغ ہم طرحی — سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں
چمن نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے — سحر گلہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں
کجا جوہر چہ عکسِ خط بتاں وقتِ خود آرائی — دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مور ملتے ہیں
تماشائے بہارِ آئینۂ پروازِ تسکیں ہے — کفِ گلبرگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں ۲
گراں جانی سبک سار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں
اسدؔ حیرت کشِ یک داغِ مشک اندودہ ہے یارب — لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور ملتے ہیں

۱۔ مفتی انوارالحق کے مطبوعہ نسخے میں (نیز نسخۂ عرشی میں) ان لفظوں کا املا اسی طرح ملتا ہے، مگر چوتھے اور پانچویں شعر کے مصرعِ ثانی میں "سرے بہ پائے بتے۔۔۔" اور "دلے بہ دست نگارے۔۔۔" آیا ہے۔ اس کے برعکس نسخۂ شیرانی میں چاروں مصرعے بصورتِ اوّل لکھے گئے ہیں۔ (سر بپائے بتے، وغیرہ)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تسلی۔۔۔

☆۱۔ اس غزل کا آخری شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹۴ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۸ میں درج ہیں۔ نسخۂ عرشی "بار آورد" میں مذکورہ غزل کے ردیف و قافیے کے تحت غزل نمبر ۱۷ درج ہے۔ یہ غزل واحد شعر پر مشتمل ہے، جو درج ذیل ہے۔

ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائی حیرت
زبان بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۷، ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱

سرشک آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں
رہے یاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں

ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشا ہا
گلِ اقبال خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں ۱

ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے
کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں

تیرے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد
پرِ پروازِ زلفِ باز ہے ہدہد کے شانے میں ۲

کجا معزولیِ آئینہ کو ترکِ خود آرائی
نمد در آب ہے اے سادہ پُرکار اس بہانے میں

بحکمِ عجزِ ابروئے مہ تو حیرت ایما ہے
کہ یاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں

دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالب
نہ کر بے باک اس کافر کو الفت آزمانے میں

☆۲

فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں
ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر لکھا ہے (موٹا قلم شکستہ)

قیامت ہے کہ سن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا
تعجب سے وہ بولا، یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں

۲۔ شیرانی: ''پرِ پروازِ زلفِ ناز۔۔۔''

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---------------------پرواز-----

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------------ناز-----

☆۱۔ اس غزل کا مقطع اور حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۹۰ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳۳ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے پہلے تینوں اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳۴ میں درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۹۱ میں درج ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں شعر نمبر ۲، ۵، اور مقطع مذکورہ غزل سے متعلق ہے جب کہ بقیہ اشعار اضافی ہیں جو درج ذیل ہیں

نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں
ہوا ہے تارِ اشکِ یاس، رشتہ، چشمِ سوزن میں

ودیعت خانۂ بیداد کاوش ہائے مژگاں ہوں
نگینِ نامِ شاہد ہے مرے، ہر قطرہ خوں، تن میں

بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی؟
شبِ مہ ہو، جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں

ہوئے اس مہر وش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں

نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے
جو گل ہوں، تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں

ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو
سیہ ہو کر سویدا ہو گیا، ہر قطرۂ خوں، تن میں

یہ غزل ۱۲ اشعار پر مشتمل ہے۔

تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! سویدا داغِ مرہم مردمک ہے چشمِ سوزن میں ۱
دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں
ہوئی تقریبِ منعِ شوقِ دیدن خانہ ویرانی کفِ سیلاب باقی ہے برنگِ پنبہ روزن میں ۲
نکوہش مانعِ دیوانگی ہائے جنوں آئی لگایا خندۂ ناصح نے بخیہ جیب و دامن میں ۳
اسد زندانیِ تاثیرِ الفت ہائے خوباں ہوں خمِ دستِ نوازش ہو گیا ہے طوق گردن میں

❁☆۱

پاؤں میں جب وہ حنا باندھتے ہیں میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں ۴
آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے؟ ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتے ہیں ۵
حسنِ افسردہ دلی ہا رنگیں شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں
تیرے بیمار پہ ہیں فریادی وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں
قید میں بھی ہے اسیری آزاد چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں
شیخ جی کعبے کا جانا معلوم آپ مسجد میں گدھا باندھتے ہیں
کس کا دل زلف سے بھاگا کہ اسد دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں

❁☆۲

ہوئی ہیں آب شرمِ کوششِ بے جا سے تدبیریں عرق ریزِ تپش ہیں موج کی مانند زنجیریں ۶
خیالِ سادگی ہائے تصور نقشِ حیرت ہے پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں
زبس ہر شمع یاں آئینۂ حیرت پرستی ہے کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقشِ گلگیریں
سپند آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی غبار آلودہ میں جوں دودِ شمعِ کشتہ تقریریں

۱۔ شیرانی و عرشی "سوادِ داغِ مرہم۔۔۔"

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: سواد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ۔۔۔ہے مانعِ ذوقِ تماشا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پنبہ۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ۔۔۔۔۔بیر بطی شور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ہوا ہے، خندۂ احباب،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: پانو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ۔۔۔۔یک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ اس غزل کے تمام اشعار (ماسوائے شعر نمبر ۲ کے) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۵ میں درج ہیں جب کہ شعر نمبر ۲ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹۲ کا دوسرا شعر ہے۔ اس کے علاوہ مزید سات اشعار اضافی ہیں جو "نسخۂ حمیدیہ" میں اسی ردیف قافیے کے تحت آنے والی اگلی غزل میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۸ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

درشتی تامل پنبۂ گوشِ حریفاں ہے ۔ وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں ۱
بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت ۔ بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں
اسد طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے ۔ سمجھتا ہوں تپش کو الفتِ قاتل کی تاثیریں

۱☆❀

تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں ۔ ہم بھی مضموں کی ہوا باندھتے ہیں
تیری فرصت کے مقابل اے عمر! ۔ برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں
قیدِ ہستی سے رہائی معلوم ۔ اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں
نشۂ رنگ سے ہے واشدِ گل ۔ مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں
غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ ۔ لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں
اہلِ تدبیر کی واماندگیاں ۔ آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں
سادہ پُرکار ہیں خوباں کہ اسد ۔ ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں ۲

۲☆❀

بے دماغی حیلہ جوئے ترکِ تنہائی نہیں ۔ ورنہ کیا موجِ نفس زنجیرِ رسوائی نہیں
وحشیِ خو کردۂ نظارہ ہے حیرت جسے ۔ حلقۂ زنجیر جز چشمِ تماشائی نہیں
قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ ۔ جز حیا پرکارِ سعیِ بے سروپائی نہیں
چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار ۔ فرصتِ نشو و نما سازِ شکیبائی نہیں
کس کو دوں یارب حسابِ سوزناکی ہائے دل ۔ آمد و رفتِ نفس جز شعلہ پیمائی نہیں
مت رکھ اے انجام غافل سازِ ہستی پر غرور ۔ مور کے پر ہیں سر و برگِ خودآرائی نہیں ۳
سایۂ افتادگی بالین و بستر ہوں اسد ۔ جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں

۱۔ اس شعر کے حاشیے پر ایک اصلاح (شکستہ، بدخط) درج ہے جو افسوس ہے کہ مجھ سے ٹھیک طرح پڑھی نہیں گئی۔ شاید "مور کے پر" کے بجائے "چیونٹی کے پر" بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اب اپنے لکھے ہوئے اشارے کی بنا پر میرے لیے کوئی قطعی رائے قائم کرنا دشوار ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ہجوم سادہ لوحی ------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ------------------------ غالب
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب چیونٹی کے پر ------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹۲ ہے۔ نسخۂ عرشی "یادگارِ نالہ" میں (مذکورہ غزل کے ردیف و قافیے کے تحت) ایک شعر غزل نمبر ۳۲ میں شامل ہے۔ جو درج ذیل ہے

جو معشوق زلفِ دوتا باندھتے ہیں
مرے سر سے کالی بلا باندھتے ہیں

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۹ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱

ظاہرا سرپنجۂ افتادگاں گیرا نہیں
ورنہ کیا دامان کے حسرت پہ نقشِ پا نہیں ۱

آنکھیں پتھرائی ہیں، تا محسوس ہے تارِ نگاہ
ہے زمیں از بسکہ سنگیں جادہ بھی پیدا نہیں

ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع و تا ہنوز
زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں ۲

ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر
اشک بعدِ ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں

ہو سکے کب کلفتِ دل مانعِ طوفانِ اشک
گردِ ساحل سنگِ راہِ جوششِ دریا نہیں ۳

ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل
آگہی غافل کہ یک امروز بے فردا نہیں ۴

☆۲

ضبط سے مطلب بجز وارستگی دیگر نہیں
دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں

ہوتے ہیں بے قدر در کنجِ وطن صاحب دلاں[۴]
عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں ۵

باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سرور
لخت لختِ شیشۂ بشکستہ جز نشتر نہیں

واں سیاہی مردمک ہے اور یاں داغِ شراب
مہ حریفِ نازشِ ہم چشمیِ ساغر نہیں

ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خم گردیدنی
عاجزی سے ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں

دل کو اظہارِ سخن اندازِ فتح الباب ہے
یاں صریرِ خامہ غیر از اصطکاکِ در نہیں

کب تلک پھیرے اسد لب ہائے تفتہ پر زباں
طاقتِ لب تشنگی اے ساقیِ کوثر نہیں ۶

۱۔ اس غزل کا مقطع جو مفتی انوار الحق کے نسخے کے متن میں طبع ہوا ہے، قلمی دیوان کے حاشیے پر سونے قلم سے شکستہ خط میں درج ہے

بسمل اس تیغ دو دستی کا نہیں بچتا اسد
عافیت بیزار شغل کمتین اچھا نہیں

۲۔ شیرانی: "ورنہ کیا حسرت کشِ دامن یہ نقشِ پا نہیں"۔

۳۔ یہاں قلمی دیوان کے متن میں "طلسم" کے بجائے کچھ اور لفظ ہے۔ یوں "ہائے ۔۔۔ دہر میں" خ۔ یہ لفظ بعد میں اس بری طرح کاٹ دیا ہے کہ پڑھا نہیں جاتا مگر شروع کا "ہائے" بدستور قائم رہا ہے۔

۴۔ یہ مصرع متن میں پہلے یوں تھا

"ہوتے ہیں بے قدر در کنج وطن صاحب دلاں"

(مفتی انوار الحق کا نوٹ)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب --------حسرت کشِ دامن یہ--------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------------قطع، اور پھر---

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------------سیلاں---

۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ----دھر-------------------

نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----------ایک-----------

۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ہے وطن سے باہر اہل دل کی قدر و منزلت

۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب تاب عرضِ تشنگی------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۴۰ ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج شعر "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل کا مقطع ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۴۱ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

دیکھیے مت چشمِ کم سے سوئے ضبط افسردگاں　　جوں صدف پُر دُر ہیں دنداں در جگر افشردگاں
گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے از بسکہ چرخ　　قرصِ کافوری ہے بہرِ جانِ سرما خوردگاں ۱
رنجشِ دل یک جہاں ویراں کرے گی اے فلک　　دشت ساماں ہے غبارِ خاطرِ افسردگاں ۲
ہاتھ پر ہو ہاتھ تو درسِ تاسف ہی سہی　　شوق مفتِ زندگی ہے اے بہ غفلت مُردگاں
خار سے گل سینہ افگار جفا ہے اے اسد!　　برگ ریزی ہے پر افشانی ناوک خوردگاں

❁☆۲

صاف ہے از بسکہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن　　جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن
ہے نزاکت بسکہ فصلِ گل میں معمارِ چمن　　قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن
تیری آرائش کا استقبال کرتی ہے بہار　　جوہرِ آئینہ ہے یاں نقشِ احضارِ چمن
بسکہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست　　ہے کلاہِ نازِ گل بر طاقِ دیوارِ چمن
الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی　　سرو ہے با وصفِ آزادی گرفتارِ چمن
وقت ہے گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے　　یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن
وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسد　　چشمِ دریا ریز ہے میزابِ سرکارِ چمن ۳

❁☆۳

ردیف و

اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو　　ہلالِ ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو
بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم　　ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج ہے (موٹا قلم، شکستہ خط):

برشالِ گریۂ عشاق دیکھا چاہیے
کھل گئی مانندِ گل سو جا سے دیوارِ چمن ۴

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　---------مہر، از بہر---------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب:　　---------------آزردگاں
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب:　　--------ہا--------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف:　　-----عاشق-----------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۳۲ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا پانچواں اور حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۹۳ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۶ میں شامل ہیں۔
یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۴۷ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو
عجب نہیں پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم بروے آب جو ہر موج نقشِ مسطر ہو
امیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو
صدف کی ہے ترے نقشِ قدم میں کیفیت سرشکِ چشمِ اسد کیوں نہ اس میں گوہر ہو

۱☆

بے دردِ سر بہ سجدۂ الفت فرو نہ ہو جوں شمع غوطہ داغ میں کھا گر وضو نہ ہو
دل دے کفِ تغافلِ ابروے یار میں آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو
زلفِ خیالِ نازک و اظہار بے قرار یارب بیانِ شانہ کشِ گفتگو نہ ہو
تمثالِ نازِ جلوۂ نیرنگِ اعتبار ہستی عدم ہے آئنہ گر روبرو نہ ہو
مژگاں خلیدۂ رگِ ابرِ بہار ہے نشتر بہ مغزِ پنبۂ مینا فرو نہ ہو
عرضِ نشاطِ دید ہے مژگانِ انتظار یارب کہ خارِ پیرہنِ آرزو نہ ہو
واں پر فشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسد صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو

۲☆

حُسد پیمانہ سے دلِ عالم آب تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ا
بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زنّارِ مینا ہو

ا۔(ا) اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں لکھی ہے

۳☆

وارستہ اس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو
کیجے ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہ ہو
چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا
ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو
ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ
ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو
پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر درد کی دوا
یوں ہو تو چارۂ غمِ الفت ہی کیوں نہ ہو

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ا۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ـــــ دل اگر افسردہ ہے، گرم ------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۸ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مطلع، شعر نمبر ۶ اور ۸ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۱۷ میں درج ہیں جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۸ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ حاشیے میں درج مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۱۸ ہے۔ یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

حریفِ وحشتِ نازِ نسیمِ عشق جب آؤں — کہ مثلِ غنچہ سازِ یکِ گلستاں دل مہیا ہو
بجائے دانہ خرمن یک بیابان بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو
کرے کیا سازِ بینش وہ تماشارنج آگاہی — جسے موئے دماغِ بے خودی خوابِ زلیخا ہو ۱
بہ قدرِ حسرتِ دل چاہیے عیشِ[۲] معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو ۲
دلِ چوں شمع بہرِ دعوتِ نظارہ لا، یعنی — نگہ لبریزِ اشک و سینہ معمورِ تمنا ہو ۳
اگر وہ سرو جاں بخشِ خرامِ اہتزاز آوے — کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو ۴
نہ دیکھیں روئے یک دل سرد غیر از شمعِ کافوری — خدایا اس قدر بزمِ اسد گرمِ تماشا ہو

❁☆۱

مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو
سبب وارستگاں کو تنگیِ ہمت ہے خداوندا — اثر سرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گم ہو
نہیں جز دردِ تسکینِ تکوہش ہائے بے درداں — کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو
ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — جبیں میں درِ لباسِ سجدہ اے دستِ دعا گم ہو ۵

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

ٹالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ
اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو
ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو
ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے انفعال
حاصل نہ کیجے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو
وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں
اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو
مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی
عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو
اس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسد
اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

(ب) عرشی صاحب لکھتے ہیں کہ قلمی نسخے میں اس غزل کے مطلع کے مصرعِ اول میں "حسد پانہ سے" کے بجائے "حسد پانہ ہے---" لکھا ہے۔

۱۔ متن میں "تماشارنج" کاٹ کر "شہید درد" بنایا ہے۔

۲۔ "عیش" کو کاٹ کر "ذوق" لکھا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---------------------شہید درد---
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ---------------------ذوق-----
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف وہ دل، جوں-----------------جس سے
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف -----------قد، گرمِ------ناز آجاوے
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب فرد ہوتا ہے سرِ سجدے میں----------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۴۹ ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں لیکن
مباد اے پیچ تابِ طبع نقشِ مدعا گم ہو

بلا گردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر
عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو

اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی
کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو

کریں خوباں جو سیرِ حسن اسد یک پردہ نازک تر
دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو

☆۱

خشکی مے نے تلف کی مے کدے کی آرزو
کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو

بہرِ جاں پروردنِ یعقوب بالِ خاک سے
دام لیتے ہیں بہ پرواز پیراہن کی بو ۱

گردِ ساحل ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا
گر نہ باندھے قلزمِ الفت میں سر جائے کدو

گرمیِ شوقِ طلب ہے عین ناپاکِ وصال
غافلاں آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو

رہنِ خاموشی میں ہے آرائشِ بزمِ وصال
ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں گفتگو

ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق
یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو

خوئے شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں
ہے اسد نقصاں میں مفت اور صاحبِ سرمایہ تو

☆۲

رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو
تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو

پروازِ نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا
طاؤس نے اک آئینہ خانہ رکھا گرو

عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے
موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو

ہر ذرۂ خاک عرضِ تمنائے رفتگاں
آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو

ہے تاک میں سلم ہوسِ صد قدح شراب
تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو

برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں
جوں نخلِ شمع ریشے میں نشو و نما گرو

طاقت بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں
جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو

ہے وحشتِ جنونِ بہار اس قدر کہ ہے
بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو

بے تابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار
یاں نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو

ہوں سختِ جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسد
تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------------- چاک ---

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۰ ہے۔ یہ غزل ۷، شعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۱ ہے۔ یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱

ردیف ہ

رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ　　اے آبلہ! محمل پئے صحرائے عدم باندھ ۱
بے کاریِ تسلیم بہر رنگ چمن ہے　　گر خاک ہو گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ
اے جادہ! بہ سر رشتۂ یک ریشہ دویدن　　شیرازۂ صد آبلہ جوں سبحہ بہم باندھ ۲
حیرت حدِ اقلیمِ تمنائے پری ہے　　آئینہ بہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ ۳
پامردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی　　طاقت اگر اعجاز کرے تہمتِ خم باندھ
دیباچۂ وحشت ہے اسد شکوۂ خوباں　　خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ

☆۲

خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ　　ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده
میکدے میں ز دلِ افسردگیِ بادہ کشاں　　موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے بر جا ماندہ ۴
خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں　　ہے سخن گرد ز دامانِ ضمیر افشاندہ
کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہم دیگر سے　　ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ
حیف ہے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالب　　یعنی ہیں ماندہ ز آں سو و ازیں سو راندہ ۵

☆۳

بسکہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ　　خطِ پیمانۂ مے ہے نفسِ دزدیدہ
بہ غرورِ طرحِ قامت و رعنائیِ سرو　　طوق ہے گردنِ قمری میں رگِ بالیدہ

ا۔ حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ مصرع یوں بدلا ہے:

"دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردہ کیا"

ظاہر ہے کہ اس اصلاح سے حسبِ ذیل تبدیلی مقصود ہے۔

"دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں"

جہاں املا کی اس قسم کی غلطیاں ملتی ہیں، وہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا موٹے قلم کی اس شکستہ تحریر کو غالب کے ہاتھ سے منسوب کرنا ممکن ہے؟

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　---آبلے-------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف:　　---جادے-------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب:　　آئینے پہ-------------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　الف:　　دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　-----ازاں-------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۰۰ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۶ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۷ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

نادیدہ خورِ شبنم ظرِ غفلت چشمِ   جہاں گلستانِ بہ نے جہاں اہلِ وا ہے کی
رنجیدہ دلِ پرستارِ ہے ناامیدی   ہے استغنا پیدائی آئینۂ یاس
واسطے فکرِ مضامینِ متیں کے غالب   چاہیے خاطرِ جمع و دلِ آرامیدہ

۱☆❁

جز دل سراغ درد بدل خفتگاں نہ پوچھ   آئینہ عرض کر خط و خالِ بیاں نہ پوچھ
پرواز یک تپ غمِ تسخیرِ نالہ ہے   گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ
ہندوستان سایۂ گل پائے تخت تھا   سامانِ بادشاہی وصلِ بتاں نہ پوچھ ۱
تو مشقِ ناز کر دلِ پروانہ ہے بہار   بے تابیِ تجلیِ آتش بجاں نہ پوچھ
غفلت متاعِ کفۂ میزانِ عدل ہیں[۳]   یارب! حسابِ سختیِ خوابِ گراں نہ پوچھ ۲
ہر داغِ تازہ یک دلِ داغ انتظار ہے   عرضِ فضائے سینۂ دردِ امتحاں نہ پوچھ
کہتا تھا کل وہ نامہ رساں سے بہ سوزِ دل   دردِ جدائیِ اسد اللہ خاں نہ پوچھ ۳

۲☆❁

جوشِ دل ہے نشہ ہائے فطرتِ بیدل نہ پوچھ   قطرہ ہی میخانہ ہے دریائے بے ساحل نہ پوچھ ۴
پہن گشتن ہائے دل بزمِ نشاطِ گردباد   لذتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ
آبلہ پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا   اے دماغِ نا رسا خمخانۂ منزل نہ پوچھ

ا۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر درج ہے (موٹا قلم، شکستہ خط):

ہے سبزہ زار ہر در و دیوار غم کدہ
جس کی بہار یہ ہو پھر اس کی خزاں نہ پوچھ

۲۔ یہ غزل کا دوسرا شعر ہے۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ کسی غلطی سے تیسرا شعر بن گیا ہے۔

۳۔ "ہیں" کو موٹے قلم سے کاٹ کر (متن میں) "ہوں" بنایا ہے۔

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب: جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ-----------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ---------------------------ہوں
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: -----------محرم راز اپنے سے کہ آہ
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ----مجھ سے حسن--------------------
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   قطرے سے میخانہ---------------------

☆۱۔ اس غزل کے حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۲۹ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۴ میں درج ہیں۔ مذکورہ غزل کا دوسرا اور تیسرا شعر نسخۂ عرشی میں معکوس الترتیب درج ہے۔ مزید یہ کہ "نوائے سروش" میں شامل غزل میں ایک شعر اضافی ہے جو درج ذیل ہے

ناچار بیکسی کی بھی حسرت اٹھایئے
دشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ

یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۸ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سودائے جنوں　　شمع سے جز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ ۱

یک مژہ برہم زدن حشرِ دو عالم فتنہ ہے　　یاں سراغِ عافیت جز دیدۂ بسمل نہ پوچھ

بزم ھے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے　　عیش کر غافل حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ

تا تخلص جامۂ شکرفی ارزانی اسد　　شاعری جز سازِ درویشی نہیں حاصل نہ پوچھ

۱☆

شکوہ و شکر کو ثمر بیم و امید کا سمجھ　　خانۂ آگہی خراب، دل نہ سمجھ بلا سمجھ

ریگِ روان و مرتپش[۱] درسِ تسلّیِ شعاع　　آئنہ طور[۲] اے خیال جلوے کو خوں بہا سمجھ ۲

وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اس قدر نہیں　　رشتۂ عمرِ خضر کو نالۂ نا رسا سمجھ

شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے　　جادۂ سیرِ دو جہاں یک مژہ خوابِ پا سمجھ

گاہ بہ خلد امیدوار، گہ بہ جحیم بیم ناک　　گرچہ خدا کی یاد ہے کلفتِ ماسوا سمجھ

اے بہ سرابِ حسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں　　شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ

شوخیِ حسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہمدگر　　خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ

نغمۂ بیدلی اسد سازِ فسانگی نہیں　　بسملِ دردِ خفتہ ہو گریۂ ماجرا سمجھ ۳

۲☆

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئنہ　　طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ

حیرت ہجوم لذتِ غلطانیِ تپش　　سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ

غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں　　یاں پشت چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ

حیرت نگاہ برق تماشا بہار شوخ　　در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ

یاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر　　جوہر طلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئنہ

ہم زانوئے تامّل و ہم جلوہ گاہِ گل　　آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ

دل کارگاہِ فکر و اسد بے نوائے دل　　یاں سنگِ آستانۂ بیدل ہے آئنہ

۱۔ نسخۂ شیرانی وعرشی "ہرتپش" (بجائے "مرتپش")۔

۲۔ عرشی وشیرانی "توز" (بجائے "طور")۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　--------------------سامان---

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　------ہرتپش-----------------

نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　---توز-----------------------

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　---بیدلاں--------------------

نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　------ھوں، گریے کو---------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۹ ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مطلع نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۲۸ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۵۲ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

کلفتِ ربطِ این و آں غفلتِ مدّعا سمجھ   شوق کرے جو سرگراں محملِ خوابِ پا سمجھ
جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر   عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدّعا سمجھ
حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے   گر کفِ دست بام ہے آئنے کو ہوا سمجھ
ہے خطِ عجزِ ما و تُو، اوّلِ درسِ آرزو   کہتے ہیں اہل گفتگو کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ[۱] ۱
شیشہ شکست اعتبار، رنگ بہ گردش استوار   گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ
نغمہ ہے محوِ ساز رہ نشہ ہے بے نیازِ رہ   رندِ تمام ناز رہ خالق کو پارسا سمجھ
چربیِ پہلوئے خیال رزقِ دو عالم احتمال   کل ہے جو وعدۂ وصال آج بھی اے خدا سمجھ
نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو   اے دل و جانِ خلق تو ہم کو بھی آشنا سمجھ
لغزشِ پا کو ہے بلد، نغمۂ یاعلی مدد   ٹوٹے گر آئنہ اسد سچّے کو خوں بہا سمجھ ۲

۲☆❁

ردیف ی

دل ہی نہیں کہ منّتِ درباں اُٹھائیے   کس کو وفا کا سلسلہ جنباں اُٹھائیے
تا چند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے   اب چار سوئے عشق سے دوکاں اُٹھائیے
صد جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اُٹھائیے   طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے
ہستی فریب نامۂ موجِ سراب ہے   یک عمر نازِ شوخیِ عنواں اُٹھائیے
ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق   یعنی ہنوز منّتِ طفلاں اُٹھائیے
ضبطِ جنوں سے ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز   یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھائیے
طرزِ خراشِ نالہ سرشکِ نمک اثر   لطفِ کرم بدولتِ مہماں اُٹھائیے ۳
دیوار بارِ منّتِ مزدور سے ہے خم   اے خانماں خراب نہ احساں اُٹھائیے
یا میرے زخمِ رشک کو رسوا نہ کیجیے   یا پردۂ تبسمِ پنہاں اُٹھائیے
انگورِ سعیِ بے سر و پائی سے سبز ہے   غالب بدوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھائیے

۱۔ اس مصرع کے پہلے تین لفظوں کے نیچے متن میں موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ اصلاح درج ہے: ''ہے بے سیاق۔''

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ہے بے سیاق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ۔۔۔۔۔۔۔۔۔بجھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف   نذر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۶۰ ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ اس غزل کے چار شعر، شعر نمبر ۳، ۵، ۸، اور ۹ نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۰ میں درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۶۱ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

[۱] ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے　　تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے
ہے دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا　　یک بار لگا دو خُمِ مے میرے لبوں سے
کیا پوچھے ہے بر خود غلطیہائے عزیزاں　　خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے
رندانِ درِ میکدہ گستاخ ہیں زاہد　　زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے
گو تم کو رضا جوئیِ اغیار ہے لیکن　　جاتی ہے ملاقات کب ایسے سببوں سے

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بدخط شکستہ میں حسب ذیل سات ابیات نقل ہوئے ہیں:

۲☆

مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے
وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے
صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے
عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے
دے داد اے فلک دلِ حسرت پرست کی
ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے
سیکھے ہیں مہ رخوں کے لیے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے
نشو و نما ہے اصل سے غالب فروع کو
خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے

اس کے بعد اگلے صفحے کے حاشیے پر اسی خط میں ذیل کے تین شعر درج ہیں:

ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے
سر پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بیخودی
رو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے
یعنی بحسبِ گردشِ پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مستِ مئے ذات چاہیے

تیس برس پہلے کے جو اشارات مجھے اس وقت میسر ہیں، اُن میں یہ آخر الذکر تین شعر ترتیب بالا سے درج ہیں لیکن اول الذکر سات شعروں کے متعلق افسوس ہے کہ میں نے یہ احتیاط ملحوظ نہیں رکھی۔ صرف شعر ۲ کے متعلق یقین ہے کہ وہ اپنے صحیح مقام پر درج ہوا ہے۔ چنانچہ اس دوسرے شعر نیز مطلع اور مقطع سے قطع نظر باقی چار شعروں کی ترتیب اُس وقت تک مشتبہ رہے گی جب تک ہندوستان کے احباب میں سے کوئی صاحب قلمی نسخے سے رجوع فرما کے اس مسئلے کو حل نہیں کر دیں گے۔

☆۱۔ اس غزل کا شعر نمبر ۳، ۵، اور مقطع نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۶۲ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۳۱ میں درج ہیں۔
یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ حاشیے میں درج اس غزل کا دوسرا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷۱ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۰ میں درج ہیں۔
یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے
مت پوچھ اسد غصۂ[۱] کم فرصتیِ زیست دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے

۱☆❁

غمِ دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی فلک کا دیکھنا تقریب تیرے یاد آنے کی
کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا یارب قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی
لگدکوبِ حوادث سے نہ سر بر ہو سکی آخر مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اُٹھانے کی ۱
لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی
اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی
ہماری سادگی تھی، التفاتِ ناز پر مرنا ترا آنا نہ تھا ظالم، مگر تمہید جانے کی
کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں غالب بدی کی اُس نے جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی

۲☆❁

بساطِ[۲] عجز میں تھا ایک دل یک قطرہ خوں وہ بھی سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی
رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے تکلف بر طرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی
مئے عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی
مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں وہ بھی

۱۔ قلمی نسخے میں یوں ہی ہے، اگر چہ مفتی انوار الحق کے نسخے میں کسی کارکن کی سہل انگاری کی وجہ سے ''غصہ'' کے بجائے ''وعدہ'' چھپ گیا ہے۔ نسخۂ عرشی میں بھی ''وعدہ'' درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عرشی صاحب نے یہاں مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے پر انحصار کیا ہے۔ ☆۳

۲۔ چھاپیات کی اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر موٹے قلم سے بدخط شکستہ میں درج ہیں

خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے
مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی
نہ کرتا کاش نالہ، مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم
کہ ہو گا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی
نظر راحت پہ میری کر نہ وعدہ شب کے آنے کا
کہ میری خواب بندی کے لیے ہوگا فسوں وہ بھی

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ــــــــــــــ کا تحمل نہیں کر سکتی

☆۱۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۲ میں مقطع سے قبل درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار اسی ترتیب سے درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا چوتھا اور حاشیے کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۶۳ میں درج ہے، جب کہ حاشیے کے پہلے دو شعر اور اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۳ میں درج ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں مذکورہ غزل کا تیسرا شعر مقطع سے قبل درج ہے، جب کہ حاشیے کے پہلے دو شعر ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کے شعر نمبر ۳، اور ۴ ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ حمید احمد خاں نے مذکورہ حاشیے میں جس تبدیلی کا ذکر کیا ہے، وہ ''نسخۂ عرشی'' میں موجود نہیں بلکہ وہاں ''نسخۂ حمیدیہ'' کی طرح لفظ ''غصہ'' درج ہے (بجائے لفظ ''وعدہ'' کے)۔

نہ اتنا بُرِشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ مرے دریائے بیتابی میں ہے یک موجِ خوں وہ بھی ۱
اسد ہے دل میں دردِ اشتیاق و شکوۂ ہجراں خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی ۲

۱☆

پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی
کی ہیں کس پانی سے یاں یعقوب نے آنکھیں سفید ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رودِ نیل کی
عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہ جبریل کی
مدعا درپردہ یعنی جو کہوں باطل سمجھ وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی
خیر خواہِ دید ہوں از بہرِ دفعِ چشمِ زخم کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی
نالہ کھینچا ہے سراپا داغِ جرأت ہوں اسد کیا سزا ہے میرے جرمِ آرزو تاویل کی

۲☆

کیا ہے ترکِ دنیا کاہلی سے ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے
خراجِ دِہ‌ِ ویراں یک کفِ خاک بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے
پرافشاں ہو گئے شعلے ہزاروں رہے ہم داغ، اپنی کاہلی سے
خدا یعنی پدر سے مہرباں تر پھرے ہم دربدر ناقابلی سے
اسد قربانِ لطفِ جورِ بیدل خبر لیتے ہیں، لیکن بیدلی سے

۳☆

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی
کرتے ہو شکوہ کس کا، تم اور بے وفائی سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی

ا۔ قلمی نسخے کے متن میں "یکموج" لکھا ہے۔ (متداول نسخوں میں "اک موج" معروفِ عام ہے)۔

ا۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ــــــــــــاک ــــــــــــ

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: مرے دل میں ہے، غالب، شوقِ وصل ــــــــ

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۱۶ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۱۷ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا مطلع اور ایک اضافی شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۳۳ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۶۳ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل میں اضافی شعر درج ذیل ہے:

اُس شمع کی طرح سے جس کو کوئی بجھا دے
میں بھی جلے ہوؤں میں، ہوں داغِ ناتمامی

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

صد رنگ گل کترنا، درپردہ قتل کرنا تیغ ادا نہیں ہے پابند بے نیامی
طرفِ سخن نہیں ہے مجھ سے خدا نکردہ ہے نامہ بر کو اُس سے دعوائے ہم کلامی
طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد اے غم ہنوز آتش، اے دل ہنوز خامی
ہرچند عمر گزری آزردگی میں لیکن ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی
ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی

❁☆۱

نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی پَرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی
شکستِ قیمتِ دل آں سوئے عذرِ شناسائی طلسم ناامیدی ہے خجالت گاہِ پیدائی
تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی
پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی دو عالم دیدۂ بسمل چراغاں جلوہ یکتائی
شرار سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے ہنوز اے تیشۂ فرہاد عرضِ آتشیں پائی
غرورِ دستِ رد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر سلیمانی ہے تکبِ بے دماغانِ خود آرائی
جنوں افسردہ و جاں ناتواں اے جلوہ شوخی کر گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی
نگاہِ عبرت افسوں، گاہ برق و گاہ مشعل ہے ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی
خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی
جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا شرر کیفیتِ مے، سنگ عرضِ ناز مینائی ۱
خراباتِ جنوں میں ہے اسد وقتِ قدح نوشی بعشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ یکتائی

❁☆۲

کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے
ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ....مو.....

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۱۸ ہے۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۶۵ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۵ میں درج ہیں۔ مذکورہ غزل کا چوتھا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کا مقطع ہے۔ مذکورہ غزل کا شعر نمبر ۵، اور ۶ ''نوائے سروش'' میں معکوس الترتیب درج ہیں۔ اس کے علاوہ ''نوائے سروش'' میں شعر نمبر ۳ اور ۷، اضافی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

ـ حال آں کہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ
غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے
ـ ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا
کس سے کہوں کہ داغ جگر کا نشان ہے

یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے
ہے بارے اعتمادِ وفاداری اس قدر — ہم بھی اسی میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے ۱
بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں — فرماں روائے کشورِ ہندوستان ہے
کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا — بس چپ رہو، ہمارے بھی منہ میں زبان ہے
دہلی کے رہنے والو اسد کو ستاؤ مت — بے چارہ چند روز کا یاں میہمان ہے

☆۱

درد سے میرے ہے تجھ کو بیقراری ہائے ہائے — کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہائے ہائے
تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تُو نے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری ہائے ہائے
کیوں مری غمخوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال — دشمنی اپنی تھی میری دوستداری ہائے ہائے
عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا — عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری ہائے ہائے
شرمِ رسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں — ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے ہائے
گلفشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہو گیا — خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری ہائے ہائے
زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی — یعنی تجھ سے تھی اسے ناسازگاری ہائے ہائے
ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری ہائے ہائے
خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی — اُٹھ گئی دنیا سے راہ و رسمِ یاری ہائے ہائے
کس طرح کاٹے کوئی شب ہائے تارِ برشکال — ہے نظر خو کردۂ اختر شماری ہائے ہائے
گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال — ایک دل تِس پر یہ نا امیدواری ہائے ہائے
گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتے اسد — میری دہلی ہی میں ہونی تھی یہ خواری ہائے ہائے ۲

☆۲

سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے
لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر — اب تک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب غالب ہم اس-------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف -----------------------لیتا---

☆۱۔ اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۲۶ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۳۶ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" کی غزل میں مذکورہ غزل کے شعر نمبر ۵، ۷، ۸، اور ۹ بالترتیب شعر نمبر ۷، ۵، ۹، اور ۸ ہیں۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل میں درج مقطع مذکورہ غزل کے مقطع سے مختلف ہے، جو درج ذیل ہے

عشق نے پکڑا نہ تھا، غالب، ابھی وحشت کا رنگ
رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے

یہ غزل ۱۳ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے مقطع سے قبل آنے والا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۶۷ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۳۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

کیجے بیاں سرورِ تپِ غم کہاں تلک　　ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے ۱
پی جس قدر ملے شبِ مہتاب میں شراب　　اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے
ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا　　ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے
کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو　　اتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے
ہر اک مکاں کو ہے مکیں سے شرف اسد　　مجنوں جو مر گیا تو جنگل اُداس ہے

۱☆

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے　　خوش ہوں کہ میری بات سمجھنا محال ہے ۲
کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ　　دل فردِ جمع و خرچ زباں ہائے لال ہے
کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا　　رحمت کہ عذر خواہ لبِ بے سوال ہے
ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی　　اے ذوقِ، منفعل، یہ تجھے کیا خیال ہے ۳
عالم بساطِ دعوتِ دیوانگی نہیں　　دریا زمیں کو عرقِ انفعال ہے ۴
مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان　　نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے
پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسد　　دل وقفِ درد کر کہ فقیروں کا مال ہے ۵

۲☆

نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے　　کہ خارِ خشک کو بھی دعویٔ چمن نسبی ہے
ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ　　لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے
خوشا وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو　　جنون و یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے ۶
تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو　　حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے

ل۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ دوسرا مقطع لکھا ہے (موٹا قلم، بدخط شکستہ)

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف　------تپ--------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　ب　----------------سمجھنی-----
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　ب:　---شوق-----------------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف:　دہشت پہ میری، عرصۂ آفاق، تنگ تھا
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　ب:　------رکھ-----------------
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب:　جنون یاس-----------------

☆۱۔ اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۶۸ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار (مع اس غزل کے حاشیے کے شعر کے) نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۸ میں درج ہیں۔ مذکورہ غزل کے مقطعے سے قبل درج دو شعر ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں معکوس الترتیب درج ہیں۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا چوتھا شعر اور مقطع نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۹ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۶۹ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

کہ برگ برگ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے ۔۔۔ چمن میں کس کے یہ برہم ہوئی ہے بزم تماشا
علی ولی اسد اللہ جانشین نبی ہے ۔۔۔ امام ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی
نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے ۱ ۔۔۔ اسد یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر

☆۱

ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرون چاہ ہے ۲ ۔۔۔ بسکہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے
فلسِ ماہی آئنہ پروازِ داغِ ماہ ہے ۔۔۔ عکسِ گلہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں
یاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ جانکاہ ہے ۔۔۔ واں سے ہے تکلیفِ عرضِ بیدماغیہائے دل
سرو کے قامت پہ گل یک دامنِ کوتاہ ہے ۔۔۔ حسن و رعنائی میں وہم صد سر و گردن ہے فرق
پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے ۳ ۔۔۔ رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسد

☆۲

یک قلم شاخِ گل نرگس عصائے کور ہے ۔۔۔ بسکہ چشم از انتظار خوش خطاں بے نور ہے
حیرت آغوشِ خوباں ساغرِ بلور ہے ۔۔۔ ہوں تصور ہائے ہمدوشی سے بدمستِ شراب

۱۔(الف) اس مقطع کے بجائے حاشیے پر (سہو قلم، بدخط شکستہ) یہ دوسرا مقطع درج ہے اور متن میں درج شدہ مقطع کے دونوں مصرعوں پر "۔۔۔" لکھا ہے

بزمِ خوباں بسکہ جوشِ جلوہ سے پُر نور ہے
جیب مسجد گریباں ہر برگِ گل طور ہے

(ب) اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر درج ہیں (سہو قلم، بدخط شکستہ)

ہے ز بس آلودگی نشہ بیکاری مجھے
ہے خطِ جامِ لبِ ساقی انگور ہے ۴
آگ سے پانی میں بجھتے وقت اٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالے سے مجبور ہے
واں ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی اور اسد
یاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے ۵

شعر نمبر ۱، اور شعر نمبر ۳ کے پہلے مصرع بظاہر ساقط الوزن ہیں۔ اس قسم کی کوتاہیوں کے باعث سہو قلم کے بدخط محرر کی کور ذوقی ثابت ہوتی ہے اور یہ گمان گزرتا ہے کہ یہ غالب کی نہیں، کسی اور شخص کی تحریر ہے۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں پہلے شعر کے مصرع اول کو یوں اصلاح دی گئی ہے

ہے ز بس آلودگی ہی نشہ پیمائی مجھے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف دنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب پیچ تاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیکاری۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف واں سے ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۱۹ ہے۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی میں درج نہیں ہے بلکہ اس شعر کی جگہ خالی ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل (مع حاشیے کا پہلا اور تیسرا شعر) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۰ ہے۔ اس غزل کے حاشیے کا دوسرا شعر "نسخۂ عرشی" میں موجود نہیں ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

کیجے بیاں سرورِ تپِ غم کہاں تلک — ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے ۱
پی جس قدر ملے شبِ مہتاب میں شراب — اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے
ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا — ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے
کیا غم ہے اُس کو جس کا علی سا امام ہو — اتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے
ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد — مجنوں جو مر گیا تو جنگل اُداس ہے

☆۱

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنا محال ہے ۲
کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ — دل فردِ جمع و خرچِ زباں ہائے لال ہے
کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا — رحمت کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے
ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی — اے ذوقِ، منفعل، یہ تجھے کیا خیال ہے ۳
عالم بساطِ دعوتِ دیوانگی نہیں — دریا زمین کو عرقِ انفعال ہے ۴
مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان — نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے
پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسد — دل وقفِ درد کر کہ فقیروں کا مال ہے ۵

☆۲

نظر بہ نقصِ گدایاں کمالِ بے ادبی ہے — کہ خارِ خشک کو بھی دعویٔ چمن نسبی ہے
ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے
خوشا وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو — جنون و یاس و الم رزقِ مدّعا طلبی ہے ۶
تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو — حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے

ا۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ دو مصرعے لکھا ہے (مرتا قلم، بدخط شکستہ)

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

ا۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---------تب---------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ---------سمجھنی-----
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ---شوق---------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: وحشت پہ میری، عرصۂ آفاق، تنگ تھا
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: ---------رکھ---------
٦۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب جنون یاس---------

☆۱۔ اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱٦۸ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار (مع اس غزل کے حاشیے کے شعر کے) نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۸ میں درج ہیں۔ مذکورہ غزل کے مقطعے سے قبل درج دو شعر ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں معکوس ترتیب درج ہیں۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا چوتھا شعر اور مقطع نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۳۹ میں درج ہے جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱٦۹ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

چمن میں کس کے یہ برہم ہوئی ہے بزم تماشا — کہ برگ برگ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے
امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علی ولی اسد اللہ جانشین نبی ہے
اسد یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر — نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے ۱

۱☆

بسکہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا ذلو اندرونِ چاہ ہے ۲
عکسِ گلہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی آئینہ پردازِ داغِ ماہ ہے
واں سے ہے تکلیفِ عرضِ بیدماغیہائے دل — یاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ جانکاہ ہے
حسن و رعنائی میں وہم صد سر و گردن ہے فرق — سرو کے قامت پہ گل یک دامن کوتاہ ہے
رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسد — پیچ و تاب دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے ۳

۲☆

بسکہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یک قلم شاخِ گلِ نرگس عصائے کور ہے
ہوں تصور ہائے ہمدوشی سے بدمستِ شراب — حیرت آغوشِ خوباں ساغرِ بلور ہے

۱۔(الف) اس مطلع کے بجائے حاشیے پر (موٹا قلم، بدخط شکستہ) یہ دوسرا مطلع درج ہے۔ ورنہ متن میں درج شدہ مطلع کے دونوں مصرعوں پر کسی خط میں "لا۔لا" لکھا ہے

بزم خوباں بسکہ جوشِ جلوہ سے پرنور ہے
پنبۂ مینا یہاں ہر برگِ گل حور ہے

(ب) اس غزل کے حاشیے پر یہ تین شعر درج ہیں (موٹا قلم، بدخط شکستہ)

ہے ز پا افتادگی نشہ پیمائی مجھے
ہے سخن تشنۂ لب ہائے انگور ہے ۴
آگ سے پانی میں بجھتے وقت اٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالے سے مجبور ہے
واں ہے تکلیفِ عرض بے دماغی اور اسد
یاں صریرِ خامہ مجھ کو جنبشِ رنجور ہے ۵

شعر نمبر ۱ اور شعر نمبر ۳ کے پہلے مصرع بداہتہً ساقط الوزن ہیں۔ اس قسم کی کوتاہیوں کے باعث موٹے قلم کے بدخط محرر کی کور ذوقی ثابت ہوتی ہے اور یہ گمان گزرتا ہے کہ یہ غالب کی نہیں، کسی اور شخص کی تحریر ہے۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں پہلے شعر کے مصرع اول کو یوں اصلاح دی گئی ہے

ہے ز پا افتادگی ہی نشہ پیمائی مجھے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: دلا ------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ------دلو------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: پیچ تاب------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------بیماری---
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: واں سے ہے------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۱۹ ہے۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی میں درج نہیں ہے بلکہ اس شعر کی جگہ خالی ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل (مع حاشیے کا پہلا اور تیسرا شعر) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۰ ہے۔ اس غزل کے حاشیے کا دوسرا شعر "نسخۂ عرشی" میں موجود نہیں ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

ہے عجب مُردوں کو غفلت ہائے اہلِ دہر سے سبزہ جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے
حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم غم آفریں نوحہ گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے
کیا کروں غمہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار دزد گر ہو خانگی تو پاسباں مجبورؔ ہے [1]
ہو جہاں اورنگ آرا جانشینِ مصطفیٰ [2] واں اسدؔ تختِ سلیماں نقشِ پائے مور ہے [2]

☆۱ ❁

[3] رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے
ظاہر ہے طرزِ قید سے صیّاد کی غرض جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے
مینائے مے ہے سروِ نشاطِ بہار سے [4] بالِ تدرو جلوۂ موجِ شراب ہے
بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار یعنی یہ ہر ورق ورقِ انتخاب ہے

۱۔ (بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

اور تیسرے شعر کے مصرع اول کو بطریق ذیل

ہے وہاں تکلیفِ عرض بے دماغی اور اسد

صورت اول میں مفتی صاحب کی اصلاح قبول کی جاسکتی ہے، لیکن دوسری صورت میں ''بے تکلیف'' کے دونوں لفظ مدغم کاتب نے اس طرح ساتھ ساتھ لکھے ہیں کہ ان کے درمیان ''وہاں'' کا دخل بہ تکلف ہی ممکن ہے۔ ''نسخۂ شیرانی'' میں پہلے شعر کا مصرع اول یوں لکھا ہے:

ہے ز پا افتادگی نشہ بیماری مجھے

اور تیسرے شعر کا مصرع اول اس طرح

''واں سے ہے تکلیفِ عرض بے دماغی اور اسد''۔

۱۔ عرشی ''معذور'' (بجائے ''مجبور'')۔

۲۔ اس مقطع کے دونوں مصرعوں میں حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں ''جس جگہ ہو مسند آرا'' اور ''اُس جگہ'' بنایا گیا ہے۔ مفتی انوار الحق نے اس اصلاح کو اپنے مطبوعہ نسخے کے متن میں جگہ دی ہے۔

۳۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے یہ دو شعر (بدخط شکستہ) لکھے ہیں

زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا
نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے
جادادِ بادہ نوشی رنداں ہے شش جہت
غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے

دوسرے شعر کے پہلے مصرع کا املا بدخط شکستہ لکھنے والے نے یوں کیا ہے:

جائداد بادہ نوشی زنداں ہے ششجہت

''جائد،ذ'' سے قطع نظر ''رنداں'' کا ''زند'' حاشیے میں بہت نمایاں ہے۔ اندریں حالات موٹے قلم کے شکستہ اندراجات کو غالب کی تحریر ماننا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

۴۔ ۱۹۲۸ء کے لیے ہوئے اشارات مجھے یہ نہیں بتاتے کہ قلمی نسخے میں اس مصرع کی کیا صورت ہے۔ مطبوعہ نسخے میں جو صورت ملتی ہے اُس نے مصرع کو بداہتہً مہمل بنادیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ------------------------معذور---

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: جس جگہ ہو مسند آرا------------------

نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب اُس جگہ--------------------------

☆۱۔ اس غزل کا دوسرا اور چوتھا شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۷۰ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار (مع حاشیے کے اشعار کے) نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۴۰ میں درج ہیں۔ حاشیے کے شعر ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں بالترتیب شعر نمبر ۳، اور ۴ ہیں۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

نظارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حسن کا — جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے
میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں — مانا کہ تیرے رخ سے نگہ کامیاب ہے
گزرا اسد مسرتِ پیغامِ یار سے — قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے

❁☆۱

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے — صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے
ہے پیچتابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی — خجلت گدازیِ نفسِ نارسا مجھے
واں رنگہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز — یاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے
کرتا ہے بسکہ باغ میں تو بے حجابیاں — آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے
پرواز ہا نیازِ تماشائے حسنِ دوست — بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے
از خود گزشتگی میں خموشی پہ حرف ہے — موجِ غبارِ سرمہ ہوئی ہے صدا مجھے
کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے
تا چند پستِ فطرتیِ طبعِ آرزو — یارب ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے
یاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے — زنار واگسستہ ہے موجِ صبا مجھے
یکبار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق بادۂ مرد آزما مجھے
میں نے جنوں سے کی جو اسد التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے

❁☆۲

اے خیالِ وصل نادر ہے مے آشامی تری — پختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری
رچ گیا جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم سیہ فامی تری ۱

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

میری رائے میں یہ مصرع دراصل یوں ہے:

مینائے مے ہے سرو نشاطِ بہار سے

عرشی صاحب نے صورتِ ذیل کو ترجیح دی ہے:

مینائے مے ہے، سرو، نشاطِ بہار سے

نیز نسخۂ شیرانی میں بھی یہی صورت ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------صفائے--------------

☆۱۔ اس غزل کا مطلع، شعر نمبر ۲، ۱۰ اور ۷، نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۴۹ میں درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۷۱ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" میں شاملِ غزل میں شعر نمبر ۱۲ اور ۱۳ اضافی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

ڈھونڈے ہے اس مغنی آتش نفس کو جی
جس کی صدا ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے
مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال
تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے

یہ غزل ۱۳/۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۱ ہے۔ یہ غزل ۲/۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

برگریزی ہائے گل ہے وضعِ زر افشاندنی
باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری

بسکہ ہے عبرت ادیبِ یادگی ہائے ہوس
میرے کام آئی دلِ مایوس ناکامی تری

ہم نشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک
لیکن اس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری

سربزانوئے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی
اے اسد بے جا نہیں ہے غفلت آرامی تری

❁ ☆۱

ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مئے صدا ہے
اعمیٰ کو سرمۂ چشم آوازِ آشنا ہے

موئے دماغِ وحشت سررشتۂ فنا ہے
شیرازۂ دو عالم یک آہِ نارسا ہے

دیوانگی ہے تجھ کو درسِ خرام دینا
موجِ بہار یکسر زنجیرِ نقشِ پا ہے

پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع
آسائشِ وفاہا بیتابیِ جفا ہے

اے اضطرابِ سرکش یک سجدہ وار تمکیں
میں بھی ہوں شمعِ کشتہ گر داغ خوں بہا ہے

نے حسرتِ تسلی، نے ذوقِ بے قراری
یک درد و صد دوا ہے یک دست و صد دعا ہے [۱]

دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی
تا کوچہ دادنِ موجِ خمیازہ آشنا ہے

وحشت نہ کھینچ قاتل حیرت نفس ہے بسمل
جب نالہ خوں ہو، غافل! تاثیر کیا بلا ہے

بت خانے میں اسد بھی بندہ تھا گاہ گاہے
حضرت چلے حرم کو اب آپ کا خدا ہے

❁ ☆۲

ضبط[۱] سے جوں مردمک اسپند اقامت گیر ہے
مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے

آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل
یاں پرِ پروازِ رنگِ رفتہ بالِ تیر ہے

ہے جہاں فکرِ کشیدن ہائے نقشِ روئے یار
ماہتاب ہالہ پیدا گردۂ تصویر ہے

وقتِ حسن افروزیِ زینت طرازاں جائے گل
از نہالِ شمع پیدا غنچۂ گلگیر ہے [۲]

گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری
لختِ لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے [۳]

۱۔ اس غزل کے شروع میں حاشیے پر "فوجدار محمد خاں بہادر" کی ۱۲۳۸ھ کی مہر لگی ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ------------------------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ہر------------میں اک---------

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---------------نگیں-------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۲ ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۳ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

ریزشِ خوں ہے[1] سراسر جرعہ نوشی ہائے یار   یاں گلوئے شیشۂ مے قبضۂ شمشیر ہے [1]
جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسد   وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے

☆[1]

گر یاسِ سر نہ کھینچے تنگی عجب فضا ہے   وسعت گہِ تمنا یک بام[2] و صد ہوا ہے
برہمزنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے   مینا شکستگاں کو کہسار خوں بہا ہے
فکرِ سخن یک انشا زندانیِ خموشی   دودِ چراغ گویا زنجیرِ بے صدا ہے
موزونیِ دو عالم قربانِ سازِ یک درد   مصراعِ نالۂ نے سکتہ ہزار جا ہے [2]
درسِ خرام تا کے خمیازۂ روانی   اس موجِ مے کو غافل پیمانہ نقشِ پا ہے
گردش میں لا تجلی، صد ساغرِ تسلی   چشمِ تحیر آغوشِ مخمورِ ہر ادا ہے
یک برگِ بے نوائی صد دعوتِ نیستاں   طوفانِ نالۂ دل تا موجِ بوریا ہے
اے غنچۂ تمنا یعنی کفِ نگاریں   دل دے تو ہم بتا دیں مٹھی میں تیری کیا ہے
ہر نالۂ اسد ہے مضمونِ داد خواہی   یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے

☆[2]

ذوقِ بے پروا خرابِ وحشتِ تسخیر ہے   آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے [3]
ذرہ دے مجنوں کے کس کس داغ کو عرضِ سواد   ہر بیاباں یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے [4]
میکشِ مضموں کو حسنِ ربط خط کیا چاہیے   لغزشِ رفتارِ خامہ مستیِ تحریر ہے
خانمانِ جبریانِ غفلتِ معنی خراب   جب ہوئے ہم بے گنہ رحمت کی کیا تقصیر ہے [5]
چاہیے گر جنت جز آدم وارث آدم نہیں   شوخیِ ایمانِ زاہد سستیِ تدبیر ہے
شب دراز و آتشِ دل تیز یعنی مثلِ شمع   مہ ز سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے
آب ہو جاتے ہیں تنگِ ہمتِ باطل سے مرد   اشک پیدا کر اسد گر آہ بے تاثیر ہے

۱۔ "سر بسر" پر "لا" لکھ کر "ہے" سے پہلے لفظ "وفا" کا اضافہ کیا ہے۔ اس طرح مصرع کی صورت بعد از ترمیم یوں ہو گئی ہے
ریزشِ خونِ وفا ہے جرعہ نوشی ہائے یار
۲۔ مطبوعہ نسخے میں کاتب نے شاید غلطی سے "تام" درج کیا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف   ---خونِ وفا ہے-----------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ----------------------ہزار----
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف   ---خودداری،-----------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف   ----------------------پرداز عرض
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف   ---------------------غافل از-----
☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۲ ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۵ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

۱ یہ سر نوشت میں میری ہے اشک افشانی	کہ موج آب ہے ہر ایک چین پیشانی
جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار	رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پر افشانی
لبِ نگار میں آئینہ دیکھ آبِ حیات	بہ گرمیِ سکندر ہے محوِ حیرانی
نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر	کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی ۲
کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں	کہ سرو ہو نہ سکے اُس کا مصرعِ ثانی
اسد نے کثرتِ دل ہائے خلق سے جانا	کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی

۲☆

۳ بے خود ز بسکہ خاطرِ بے تاب ہو گئی	مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہو گئی
موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مسی	میرے لیے تو تیغ سیہ تاب ہو گئی
رخسارِ یار کی جو ہوئی جلوہ گستری	زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہو گئی!
بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی	اے جانِ بر لب آمدہ بیتاب ہو گئی
غالب ز بسکہ سوکھ گئے چشم میں سرشک	آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہو گئی

۱۔ اس غزل کے اوپر لفظ "غلط" لکھا ہے۔ (موٹا قلم، شکستہ، بدخط)۔

۲۔ "قلمی نسخے میں اس مصرع کا کوئی لفظ بہ سہوِ کاتب رہ گیا ہے کیونکہ متن میں یہ مصرع یوں درج ہے۔

"کہ عید خلق پہ حیراں ہے قربانی"

جو کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتا۔ میں نے جسارت کر کے ایک لفظ "چشم" بڑھا دیا ہے۔ اربابِ نظر اس جرأت کو معاف فرما کر خود تصحیح فرمالیں۔" (مفتی انوار الحق کا نوٹ)۔

۳۔ اس غزل کے حاشیے پر دس ابیات کی یہ غزل تحریر ہے (موٹا قلم، شکستہ، بدخط)

۳☆

عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت ہی سہی
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی
میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی
اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی
ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے
غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی
اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو
آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---------------- کمل ----------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۶ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۷ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ حاشیے کی یہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۲ ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے　　بالِ سمندر آئنۂ ناز ہے مجھے
طاؤسِ خاک حسنِ نظر باز ہے مجھے　　ہر ذرّہ چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے
آغوشِ گل ہے آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک　　عرضِ بہار جوہرِ پرواز ہے مجھے
ہے بوئے گل غریب تسلّی گہِ وطن　　ہر جزوِ آشیاں پرِ پرواز ہے مجھے
ہے جلوۂ خیال سویدائے مردمک　　جوں داغِ شعلہ سرِ خطِ آغاز ہے مجھے
وحشت بہار نقشہ و گل ساغرِ شراب　　چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے
فکرِ سخن بہانۂ پردازِ خامشی　　دودِ چراغ سرمۂ آواز ہے مجھے
ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدل بہ کف اسد　　یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے

۲☆

کہوں کیا گرمجوشی میکشی میں شعلہ رویاں کی　　کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی
[۱] ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی　　سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی
دریغ آہِ سحر گہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے　　کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی
مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی　　ولیکن کیا کروں آوے جو رسوائی گریباں کی
ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں　　کہ جوہر آئنے کا ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

گر ہر چند کہ ہے براقِ خرام
دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی
ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں
نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی
کچھ تو دے اے فلکِ نا انصاف
آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی
یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

۱۔ اس شعر کے مقابل حاشیے پر یہ شعر لکھا ہے (موٹا قلم، بدخط شکستہ):

سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر
مری قسمت میں یوں تصویر ہے شبہائے ہجراں کی

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۸ ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۳ میں درج ہے، جب کہ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۷۱ ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

خدایا کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی
ہوا شرمِ تہیدستی سے وہ بھی سر نگوں آخر — بس اے زخمِ جگر اب دیکھ لی شورش نمک داں کی
بیادِ گرمیِ صحبت برنگِ شعلہ دہکے ہے — چھپاؤں کیونکہ غالب سوزشیں داغِ نمایاں کی

۱☆❁

جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو، گوؔ[۱] شادمانی کی — نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذت زندگانی کی
کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی — ہوئی زنجیر موجِ آب کو فرصت روانی کی
نہ کھینچ اے سعیِ دستِ نارسا زلفِ تمنا کو — پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی
کہاں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی
تکلف بر طرف فرہاد اور اتنی سبک دستی — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی
پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی
اسد کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی

۲☆❁

[۲]نکوہش ہے سزا فریادیِ بیدادِ دلبر کی — مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبحِ محشر کی
رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں ریشگی بخشے — اگر بو دے بجائے دانہ دہقاں نوکِ نشتر کی
بجز دیوانگی ہوتا نہ انجامِ خود آرائی — اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی

۱۔ قلمی نسخے میں یہ لفظ "گو" ہی ہے، اگرچہ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں متداول صورت "گر" اختیار کی گئی ہے۔
۲۔ چوابیات کی اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل تین شعر لکھے ہیں (موٹا قلم، بدخط، شکستہ):

مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس شاید
یہ جانا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی ۲
کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض کیا قدرت
کہ طاقت اُڑ گئی اُڑنے سے پہلے میرے شہپر کی
کہاں تک روؤں اس کے خیمے کے پیچھے قیامت ہے
مری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ------------------------گر-----
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---جایا------------------------

☆۱۔ اس غزل کے پہلے دو شعر اور مقطع سے قبل درج شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۴۲ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷۳ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے شعر نمبر ۱، ۲، ۳، در حاشیے کے آخری دو شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۴۳ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار (مع حاشیے کا پہلا شعر) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷۴ میں درج ہیں۔ "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل میں حاشیے کا پہلا شعر، شعر نمبر ۲ ہے۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل میں حاشیے کے آخری دو شعر، چوتھے اور پانچویں نمبر پر درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا   ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی
غرورِ لطفِ ساقی نشۂ بے باکیِ مستاں   نمِ دامانِ عصیاں ہے طراوت موجِ کوثر کی
اسدؔ جز آب بخشیدن ز دریا خضر کو کیا تھا   ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی

۱☆❁

نگاہِ یار نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی   دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ۱
روانی موجِ مے کی گر خطِ جام آشنا ہووے   لکھے کیفیت اس سطرِ تبسم کی عبارت کی
شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی   عصائے سبز دے نرگس کو دی خدمت نظارت کی
نہیں ریزشِ عرق کی اب اسے ذوبانِ اعضا ہے   تپِ خجلت نے کیا نبضِ رگِ گل میں حرارت کی ۲
ز بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے   اسدؔ کھائے ہوئے سرمے نے آنکھوں میں بصارت کی

۲☆❁

آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے   طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے
دیتے ہیں جنت حیاتِ دہر کے بدلے   نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے
گریہ نکالے ہے تیری بزم سے مجھ کو   ہائے کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے
ہم سے عبث ہے گمانِ رنجشِ خاطر   خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے
دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی   غیرِ گل آئینۂ بہار نہیں ہے
قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے   وائے اگر عہد اُستوار نہیں ہے
تو نے قسم میکشی کی کھائی ہے غالبؔ   تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے

۳☆❁

خدایا! دل کہاں تک دن بصد رنج و تعب کاٹے   خمِ گیسو ہو شمشیرِ سیہ تاب اور شب کاٹے
کریں گر قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق خود آرایاں   صدف دندانِ گوہر سے بہ حسرت اپنے لب کاٹے

۱۔ متن میں ''کیا'' کے نیچے ''یہ'' لکھا ہے (موٹا قلم، بدخط شکستہ)۔ یہاں کسی لغزشِ قلم سے میرے اشارات ''یہ'' کو حاشیے کا اندراج بتاتے ہیں حالانکہ ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ''یہ'' کا لفظ ''کیا'' کے ''بالکل نیچے'' ہے۔

۲۔ اس چھوٹی سی غزل کے حاشیے پر ایک پانچواں شعر درج ہے (موٹا قلم، بدخط شکستہ):

یقیں ہے آدمی کو دست گاہِ فقر حاصل ہو
دمِ تیغِ توکل سے اگر پائے سبب کاٹے

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------تاز------------------------

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----------یہ-------------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۲۹ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳۵ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ مذکورہ غزل اور اس غزل کے حاشیے میں درج شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳۰ میں درج ہے۔ ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل میں حاشیے کا شعر مقطع سے قبل درج ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

دریغا وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے   بہ قدرِ یک نفس جادہ بعد رنج و تعب کاٹے
اسد مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت   کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے

☆١

ہوا جب حسن کم خط بر عذارِ سادہ آتا ہے   کہ بعد از صافیِ مے ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے
نہیں ہے مزرعِ الفت میں حاصل غیرِ پامالی   نظر دانہ سرشکِ بر زمیں افتادہ آتا ہے
محیطِ دہر میں بالیدن از ہستی گزشتن ہے   کہ یاں ہر اک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے ١
دیارِ عشق میں جاتا ہے جو سوداگری ساماں   متاعِ زندگانی با بہ غارت دادہ آتا ہے
اسد وارستگاں با وصفِ ساماں بے تعلق ہیں   صنوبر گلستاں میں با دلِ آزادہ آتا ہے

☆٢

بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پرداز زانو ہے   کہ مشک نافہ تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے
ترحم میں ستم کوشاں کے ہے سامانِ خونریزی   سرشکِ چشمِ یار آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے ٢
کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی   پرِ افشاندہ در کنجِ قفس تعویذِ بازو ہے
ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے   کہ ظاہر پنجۂ خورشید دستِ زیرِ پہلو ہے
اسد تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے   فغانِ دل بہ پہلو نالۂ بیمارِ بدخو ہے

☆٣

خبر نگہ کو نگہ چشم کو عدو جانے   وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے
نفس بہ نالہ رقیب و نگہ بہ اشک عدو   زیادہ اُس سے گرفتار ہوں کہ تو جانے

١۔ اس غزل کے حاشیے پر یہ ساتواں شعر لکھا ہوا ملتا ہے (موٹا قلم، بہ خطِ شکستہ):

نہ ہووے کیونکہ اُسے فرض قتلِ اہلِ وفا
لہو میں ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے ٣

مفتی انوار الحق نے اس شعر کو متن میں جگہ دی ہے مگر اس کا اظہار نہیں کیا کہ یہ شعر حاشیے سے متن میں منتقل ہوا۔

١۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ------یک--------------------
٢۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف --------کوشوں----------------
٣۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف --------کیونکے----------------

☆١۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۱ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆٢۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۲ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆٣۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۳ ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

تپش سے شرم بقدرِ چکیدنِ عرقے مباد حوصلہ معذورِ جستجو جانے ۱
جنوں فسردۂ تمکیں ہے کاش عہدِ وفا گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے
زباں سے عرضِ تمنائے خامشی معلوم مگر وہ خانہ بر انداز گفتگو جانے
مسیحِ کشتۂ اُلفت ببر علی خاں ہے کہ جو اسد تپشِ نبضِ آرزو جانے

❁☆۱

دیکھ تری خوئے گرم دل بہ تپش رام ہے طائرِ سیماب کو شعلہ رگِ دام ہے
شوخیِ چشمِ حبیب فتنۂ ایّام ہے قسمتِ بختِ رقیب گردشِ صد جام ہے
جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے
گو نفس و چہ غبار؟ جرأتِ عجز آشکار در تپش آبادِ شوق سرمہ صدا نام ہے
غفلت افسردگی تہمتِ تمکیں نہ ہو اے ہمہ خوابِ گراں حوصلہ بدنام ہے
بزمِ وداعِ نظر یاس طرب نامہ بر فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے
گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں بے سر و ساماں اسد فتنہ سرانجام ہے

❁☆۲

ہجومِ غم سے یاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے
ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی تکلف بر طرف، آئینۂ تمیز حائل ہے ۲
بہ سیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا غریقِ بحر جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے
بہا ہے یاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر کہ چشمِ تر میں ہر اک پارۂ دل پائے در گل ہے ۳
نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے
وہ گُل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالب چٹکنا غنچۂ گل[۳] کا صدائے خندۂ دل ہے

۱۔ اس مصرع پر نشان "—" بنا ہے اور پھر حاشیے پر یہی نشان بنا کر موٹے قلم سے شکستہ خط میں مصرع ذیل تحریر کیا ہے
"بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال"

۲۔ چھاپیات کی اس غزل کے حاشیے پر یہ شعر لکھا ہے (مولانا قلم، بد خط شکستہ)۔
رفوئے زخم سے مطلب ہے لذت زخمِ سوزن کی
سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے

۳۔ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں "غنچہ دل" ہے، جو بداہتہً سہوِ کاتب ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: بہ کسوتِ عرقِ شرم قطرہ زن ہے خیال
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------تمیز---------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------یک---------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۴۴ ہے۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مطلع، حاشیے میں درج شعر اور مقطع نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۴۲ میں بالترتیب شامل ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷۵ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱

ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے   مردمک ہے طوطیِ آئینۂ زانو مجھے
یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ صحرائے خیال   چاہیے بہرِ تپش یک دست صد پہلو مجھے ۱
خاکِ فرصت بر سرِ ذوقِ فنا اے انتظار   ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے
اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے   جستجوئے فرصتِ ربطِ سرِ زانو مجھے
چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ یار سے   مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے ۲
کثرتِ جور و ستم سے ہو گیا ہوں بے دماغ   خوب رویوں نے بنایا ہے اسدؔ بدخو مجھے ۳

☆۲

تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے   آئنہ رخصتِ اندازِ روانی مانگے
رنگ نے گُل سے دمِ عرضِ پریشانیِ بزم   برگِ گُل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے ۴
زلف تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے مگر   شانہ ساں مُو بہ زباں خامۂ مانی مانگے
آمدِ خط سے نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد   چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے
ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں   خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے

۱۔ قلمی نسخے میں اس غزل اور اس سے اگلی غزل (تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے) کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں چھ ابیات کی وہ غزل درج ہے جس کا مطلع ہے

باعثِ واماندگی ہے عمرِ فرصت جو مجھے
کر دیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے

لیکن چونکہ یہی غزل آگے چل کر متن میں موجود ہے، اس لیے باقی شعر یہاں حاشیے میں نہیں دیے جا رہے ہیں۔

۲۔ یہ شعر قلمی نسخے کے متن میں یوں بدلا گیا ہے

یادِ مژگاں میں بہ نشتر زارِ سودائے خیال
چاہیے وقفِ تپش یک دست صد پہلو مجھے

(یہ حاشیہ مفتی انوار الحق کے نسخے کے نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۷۴ پر بھی ہے)۔

۳۔ اس مصرع میں "ہے اسد" کے لفظ کاٹ کر "غالب" لکھا گیا ہے اور مصرع کی صورت یوں ہو گئی ہے:

"خوبرویوں نے بنایا غالب بدخو مجھے"

ملاحظہ ہو مفتی انوار الحق کے نسخے میں صفحہ ۱۷۴ کے حاشیے کا نوٹ۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف   ---------------------سودائے---
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ...وقفِ----------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف   ---------------------تار---
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ---------------------عاقبت---
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ----سے----نے-----------------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷۷ ہے۔ اس غزل کے اشعار نسخۂ عرشی میں مختلف الترتیب درج ہیں۔ شعر نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، اور ۶ نسخۂ عرشی میں بالترتیب شعر نمبر ۳، ۲، ۵، ۶، اور ۴ ہیں۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے تین شعر، شعر نمبر ۹، ۷، اور ۱۰ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۴۷ میں بالترتیب درج ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷۶ میں درج ہیں۔ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

چشمِ پرواز و نفس خفتہ مگر ضعفِ امید　　شہپرِ کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے
تو وہ بد خو کہ تحیر کو تماشا جانے　　دل وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے ۱
وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گل　　نمک زخمِ جگر بال فشانی مانگے
نقشِ نازِ بتِ طناز بہ آغوشِ رقیب　　پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے
وہ تپِ عشقِ تمنا ہے کہ جوں رشتۂ شمع　　شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے ۲
گر ملے حضرتِ بیدل کا خطِ لوحِ مزار　　اسد آئینۂ پروازِ معانی مانگے

☆۱

باعثِ واماندگی ہے عمرِ فرصت جو مجھے　　کر دیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے
پا بہ دامن ہو رہا ہوں بسکہ میں صحرا نورد　　خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے
فرصتِ آرام غش، ہستی ہے بحرانِ عدم　　ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے
دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت　　ہے نگاہِ آشنا تیرا سرِ ہر مو مجھے
ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت کچھ نہ پوچھ　　ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے
سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسد　　قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے

☆۲

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی　　امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی
خارِ خارِ المِ حسرتِ دیدار تو ہے　　شوق گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی
مے پرستاں خُمِ مے منہ سے لگائے ہی بنے　　ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی نہ سہی
نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا　　گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلی نہ سہی
ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق　　نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی

۱۔ اس سے پہلے (ایک صفحہ چھوڑ کر) یہی غزل موٹے قلم سے شکستہ خط میں حاشیے پر درج ملتی ہے۔ اسی شکستہ خط میں اب یہاں متن میں اس غزل پر "غلط۔ مکرر نوشتہ شد" لکھا ہے۔ اس سلسلے میں مفتی انوار الحق کے اس نوٹ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جو انھوں نے اس سے ماقبل کی زمین کی غزل (ہم زباں آیا نظر فکرِ سخن میں تو مجھے) کے حاشیے پر دیا ہے "قلمی دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غزل پہلے کہی گئی تھی، پھر اس کے کچھ عرصے بعد اس طرح کی دوسری غزل کہی گئی جو آگے آتی ہے۔ چنانچہ اس نسخے پر نظرِ ثانی کرتے وقت اس غزل کے حاشیے پر اسے غالبؔ غالب نے خود بڑھا دیا۔ مگر چند صفحے بعد دیکھا تو وہ غزل پہلے ہی لکھی ہوئی موجود تھی۔ اس لیے وہاں حاشیے پر یہ لکھ دیا کہ "غلط، مکرر نوشتہ شد۔" مفتی صاحب کا یہ بیان کہ چند صفحے بعد دیکھا تو وہ غزل پہلے ہی موجود تھی محلِ نظر ہے۔ قلمی نسخے میں دونوں غزلوں کے درمیان صرف ایک غزل کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح میرے قلم بند کیے ہوئے اشارات بتاتے ہیں کہ اس دوسری غزل پر متن میں (نہ کہ حاشیے پر) "غلط، مکرر نوشتہ شد" لکھا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　　ب: غم ---------------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　　الف: ---ہے---------------بصورتِ شمع

☆۱۔ اس غزل کا مطلع، مقطع اور تیسرا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۶۸ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۳۸، میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۳۹ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

نہ ستائش کی تمنا، نہ صلے کی پروا — نہ ہوئے گر مرے اشعار میں معنی نہ سہی ۱
عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو — نہ ہوئی غالب اگر عمرِ طبیعی نہ سہی

۱☆

دلِ بیمار از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے — کہ مژگاں ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے
سرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گردبادِ دشت میں جامِ سفالی ہے
عروجِ نشہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں — بجائے خود وگرنہ سرو بھی مینائے خالی ہے
ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گلگوں سے — نشانِ خالِ رخ داغِ شرابِ پرتگالی ہے
بہ پائے خامۂ مو طے رہِ وصفِ کمر کیجے — کہ تارِ جادۂ سر منزلِ نازک خیالی ہے
اسد اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش — لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے

۲☆

نشۂ مے بے چمن دودِ چراغِ کشتہ ہے — جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے
رحم کر ظالم کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے — نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے
داغِ ہمدیگر ہیں اہلِ باغ گر گل ہو شہید — لالہ چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ۲
شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا — صبح یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے
نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے — لالہ داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے
ہو جہاں تیرا دماغِ نازِ مستِ بے خودی — خوابِ نازِ گل رخاں دودِ چراغِ کشتہ ہے
ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسد — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے

۱۔ مصرع کی یہ صورت مفتی انوار الحق کے نسخے کے اندراج کے مطابق نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے مصرع اسی طرح لکھا ہے جس طرح دیوان کے اکثر متداول نسخوں میں ملتا ہے۔ تاہم مفتی صاحب نے اپنے مطبوعہ نسخے کے صفحہ ۲۶ پر جو نوٹ لکھا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قلمی نسخے کے متن میں یہ مصرع اسی صورت میں درج ہے جو میں نے اوپر اختیار کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مفتی صاحب کا بیان ہے کہ قلمی نسخے کے حاشیے پر یہ اصلاح موجود ہے:

"گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی"

میرے اپنے اشارات میں اس قسم کی کوئی یادداشت نہیں ملتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں نے مطبوعہ نسخے کے مذکورۂ بالا نوٹ کی تصریحات پر اکتفا کیا۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: گر نہیں ہیں ----------------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---- سر تا قدم ----------------------------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۷۹ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا دوسرا شعر (مع ایک اضافی شعر) نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۱ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۱ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل کا اضافی شعر درج ذیل ہے۔

دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں
ورنہ یاں بے رونقی، سودِ چراغِ کشتہ ہے

یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

تغافل دوست ہوں میرا دماغِ عجز عالی ہے / اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے
بتانِ شوخ کا دل سخت ہو گا کس قدر یارب / مری فریاد کو کہسار سازِ عجز نالی ہے ۱
نشانِ بے قرارِ شوق جز مژگاں نہیں باقی / کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے
جنوں کر اے چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی / نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے
یہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے / زمیں کیفیتِ یک جامِ لبریز سفالی ہے[۱] ۲
رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے / بھرے ہیں جس قدر جام و سبو میخانہ خالی ہے
اسد مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا / کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے

۲☆

کاوشِ دزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے / ناخنِ انگشتِ خوباں لعلِ واژوں ہے مجھے
ریشۂ شہرت دوانیدن ہے رفتن زیرِ خاک / خنجرِ جلاد برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے
ساقیا دے ایک ہی ساغر میں سب کو مے کہ آج / آرزوے بوسۂ لب ہائے میگوں ہے مجھے
ہو گئے باہم دگر جوشِ پریشانی سے جمع / گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے
دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب / بدر کی مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے ۳
تنگی ہے بر نفس پیچیدنِ فکر اے اسد / در شکستن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے

۳☆

گلشن کو تری صحبت از بسکہ خوش آئی ہے / ہر غنچے کا گل ہونا آغوش کشائی ہے
واں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر / یاں نالے کو اور الٹا دعوائے رسائی ہے
آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش / عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے

۱۔ یہ مصرع موٹے قلم سے شکستہ خط میں یوں بدلا ہے:

"زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریز سفالی ہے"

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---نالی------------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---جوشِ طرب سے----------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---کے------------------------

☆۱۔ اس غزل کا مطلع اور چھٹا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۰ میں درج ہے۔ جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۰ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۵ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا پہلا، دوسرا اور چوتھا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۲ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۲ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

از بسکہ سکھاتا ہے غمِ ضبط کے اندازے — داغوں کا نظر آنا خود چشم نمائی ہے [۱]
ہنگامِ تصوّر ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے [۲]
وہ دیکھ کے حسن اپنا مغرور ہوا غالب — صد جلوۂ آئینہ یک صبحِ جدائی ہے

☆۱

دلا! [۱] عیش ہے تمنائے خاطر افروزی — کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی
طلسمِ آئنہ زانوئے فکر ہے غافل — ہنوز حسن کو ہے سعیِ جلوہ اندوزی
ہوئی ہے سوزشِ دل بسکہ داغ بے اثری — اُگی ہے دودِ جگر سے شبِ سیہ روزی
بہ پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار — کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذتِ جگر سوزی
تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پرفشانی بھی — رہا میں ضعف سے شرمندۂ نوآموزی
اسد ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زر دوزی

☆۲

مجھ [۲] آرامیدگی سامانِ بے تابی کرے — چشم میں توڑے نمک داں تا شکرخوابی کرے
آرزوئے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا — کیا کروں گر سایۂ دیوار سیلابی کرے
نغمہ ہا وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس — ناخنِ تیغِ بتاں شاید کہ مضرابی کرے
صبحدم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر — رنگِ رخسارِ گلِ خورشید مہتابی کرے
زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مردگی — اے خوشا گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے
بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالب تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے

☆۳

یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے
سیماب پشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم — حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے

ا۔ متن میں اس غزل کے اوپر موٹے قلم سے بدخط شکستہ میں "غلط" لکھا ہے۔
۲۔ اس غزل پر بھی بعینہٖ اسی طرح "غلط" لکھا ہے جس طرح غزل ماسبق پر۔

ا۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: جو داغ نظر آیا، اک-------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ------------کاسۂ-------------
☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۶ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۲۷ ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ اس غزل کا دوسرا اور چھٹا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۳، میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۳، میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

بعد از وداعِ یار بخوں در طپیدہ ہیں — نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ۱
ظاہر ہے ہم سے کلفتِ بختِ سیاہ روز — گویا کہ تختہ مشق ہیں خطِ غبار کے
حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل — مانند شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے
آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے
ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسد — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے

☆۱

بہ نقصِ ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے — کہ بہرِ مدعائے دل زبانِ لال زنداں ہے
خموشی خانہ زادِ چشمِ بے پروانگاہاں ہے — غبارِ سرمہ یاں گردِ سوادِ سنبلستاں ہے ۲
صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے
بہ بوئے زلفِ مشکیں یہ دماغِ آشفتۂ رم ہیں — کہ شاخِ آہواں دودِ چراغِ آسا پریشاں ہے
تکلف بر طرف ہے جانستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے ۳
اسد یہ فرطِ غم نے کی تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے ۴

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے بدخط شکستہ میں یہ پانچ شعر لکھے ہیں:

غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا
کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے
ز بس جوشِ رمِ آہو پہ ہے محملِ تمنا کا
جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلی نمایاں ہے
ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی
کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے
رہا ہے قدرِ دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر
گل و نرگس بہم آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے
اسد بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ
اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------------------تپیدہ----
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----------------------نرگستاں---
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب -------------ناز--------------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ہوئی یہ کثرتِ غم سے -------------

☆۱۔ اس غزل کے پہلے چار شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۴ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار (مع حاشیے کا تیسرا شعر) نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۲ میں درج ہیں۔ اس غزل کا آخری شعر مذکورہ غزل کے حاشیے کے تیسرے شعر کے مطابق ہے۔ حاشیے کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۵ میں بالترتیب شعر نمبر ۳، ۴، ۵ اور ۶ ہیں۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

❀☆۱

عاشق نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے — فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے
ہے وصل ہجر عالمِ تمکین و ضبط میں — معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے
پیدا کریں دماغِ تماشائے سرو و گل — حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے
دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق — اے بے تمیز گنج کو ویرانہ چاہیے
اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو ہاں — شوقِ فضول و جرأتِ رندانہ چاہیے
ساقی بہارِ موسمِ گل ہے سرور بخش — پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے
جادہ[1] ہے طرزِ گفتگوئے یار، اے اسد — یاں جز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے ۱

❀☆۲

جہاں زندانِ موجستانِ دلہائے پریشاں ہے — طلسمِ شش جہت یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے ۲
نہیں ہے مُردنِ صاحبدلاں جز کسبِ جمعیت — سویدا میں نفس مانندِ خط در نقطہ پنہاں ہے ۳
غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا — کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے
ز بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محملِ تمنا کا — جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے
نقابِ یار ہے غفلت نگاہی اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا پردۂ تصویرِ عریاں ہے
اسد بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے

❀☆۳

صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں آغازِ کار آیئنۂ انجام ہے
بسکہ ہیں صیاد راہِ عشق میں صرفِ کمیں — جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے ۴

۱۔ عرشی ''جادو (بجائے جادہ'')۔ مطبوعہ نسخے میں ''جادہ'' بداہتہً سہوِ کاتب ہے۔
۲۔ اس غزل کے اوپر موٹے قلم سے شکستہ خط میں ''مکرر نوشتہ شد'' لکھا ہے۔ وجہ شاید یہ ہے کہ ابیات ۳، ۴، ۶، ایک صفحہ پہلے (قلمی نسخے کے) حاشیے پر درج ہو چکے ہیں۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: جادہ ــــــ یار کی روشِ گفتگو ــــــ
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف تمام اجزائے عالم صید دامِ چشمِ گریاں ہے
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ــــــ صاحبدلاں ــــــ
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ــــــ نقطے میں ــــــ
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ــــــ ہے ــــــ مجو ــــــ

☆۱۔ اس غزل کا دوسرا، اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۵۵ میں درج ہے، جب کہ بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۸۷ میں درج ہیں۔
یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۸۵ ہے۔ اس غزل کا تیسرا، چوتھا اور آخری شعر ماقبل غزل ''بہ نقص ظاہری رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے'' کے حاشیے میں بھی درج ہے۔
یہ غزل ۳، شعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳۸ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

بسکہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق — ہر بہت خورشید طلعت آفتابِ بام ہے ۱
مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک — کہکشاں موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے
کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے — پختگی ہائے تصور یاں خیالِ خام ہے
ہو جہاں وہ ساقیِ خورشید رُو مجلس فروز — واں اسد تارِ شعاعِ مہر خطِ جام ہے

❁☆۱

ہجومِ نالہ حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے — خموشی ریشۂ صد نیستاں سے خس بہ دنداں ہے
کجا ہے، گو عرق، سعیِ عروجِ نشہ رنگیں تر — خطِ رخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے
رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے
تکلف سازِ رسوائی ہے غافل شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے
تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل — ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے
تکلف برطرف ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے
اسد جمعیتِ دل در کنارِ بے خودی خوشتر — دو عالم آگہی سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے

❁☆۲

اے خوشا وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے
گر تپِ آسودۂ مژگاں تصرف وا کرے — رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے
گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رد سطرِ تبسم یک قلم انشا کرے
جو عزادارِ شہیدانِ نفس دزدیدہ ہو — نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے ۲
صفحۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور — عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے ۳

۱۔ اس غزل کے اوپر بھی موٹے قلم سے شکستہ خط میں ''مکرر نوشتہ شد'' لکھا ہے، حالانکہ اس کا صرف ایک شعر (۳) اسی زمین کی ایک سابق غزل کے حاشیے پر درج شدہ اشعار میں آیا ہے۔ (ملاحظہ حاشیہ ہو صفحہ ۲۲۴)

۲۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں حسب ذیل شعر لکھا ہے:

توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا
آسماں سے بادۂ گلفام گو برسا کرے ۴

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ — ب: ---خرشید---------------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ — الف: ------------------------دریدہ---
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ — الف: حلقۂ--------------------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ — الف: ----------------گر--------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۸۶ ہے۔ اس غزل کا مطلع ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل میں درج نہیں ہے۔ اس غزل کا تیسرا شعر مذکورہ غزل کے ردیف و قافیے کے تحت سابقہ غزل کے حاشیے میں گزر چکا ہے۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳۹ ہے۔ اس غزل کے حاشیے کا شعر ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل میں مقطع سے قبل درج ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

یک درِ بر روئے رحمت بستہ دورِ شش جہت   نا امیدی ہے خیالِ خانہ ویراں کیا کرے
ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسد   ہوں سراپا یک قلم تسلیم جو مولا کرے ۱

۱☆❁

چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے   صبح کی مانند زخمِ دل گریبانی کرے ۲
مے کدہ گر چشمِ مستِ یار سے پاوے شکست   موئے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے
خطِّ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد   یک قلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے
ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ   کرمکِ شب تاب آسا مہ پرافشانی کرے
وقت اُس افتادہ کا خوش جو قناعت سے اسد   نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے

۲☆❁

چشمِ خوباں مے فروشِ نشہ زارِ ناز ہے[1]   سرمہ گویا موجِ دودِ شعلۂ آواز ہے ۳
ہے صریرِ خامہ ریزشہائے استقبالِ ناز   نامہ خود پیغام کو بال پرِ پرواز[2] ہے ۴

۱۔ متن میں پہلے اس مصرع کے حصۂ آخر کے اوپر "خامشی میں بھی نوا پرداز ہے" لکھا ہے اور پھر کاٹ دیا ہے۔
۲۔ عرشی "بال و پر۔ پرواز"۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب   ـــــــــ خم ـــــــــــــــــــــ
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   ب   ـــــــــ کے ـــــــــــــــــــــ
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   الف: ـــــــــ خامشی میں بھی نوا پرداز ـــــ
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   ب: ـــــ تو کھوے کہ ـــــــــــــــــ
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب: ـــــــــ بال و پر ـــــــــــــــ

☆۱۔ اس غزل کے پہلے تین شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۶ کے شعر نمبر ۱، ۴، اور ۵ ہیں۔ اس غزل کے آخری دو شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۸ میں درج ہیں۔
"نوائے سروش" میں شامل غزل کا دوسرا اور تیسرا شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہیں۔

جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال
دیدۂ دل کو زیارتگاہِ حیرانی کرے
ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب، کب تلک
آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے

یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے مطلع کے علاوہ تمام اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۸۹ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کا مطلع اور دو اضافی شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۵۷ میں درج ہیں۔ اضافی اشعار درج ذیل ہیں:

پیکرِ عشاق سازِ طالعِ ناساز ہے
نالہ، گویا، گردشِ سیارہ کی آواز ہے
دستگاہِ دیدۂ خونبارِ مجنوں دیکھنا
یک بیاباں جلوۂ گل، فرشِ پا انداز ہے

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

سرنوشت اضطراب انجامیِ الفت نہ پوچھ — نالِ خامہ خار در پیراہن آغاز ہے ۱
نالۂ دل نغمہ ریزاں ہے بہ مضرابِ خیال — رشتۂ پا یاں نواسامانِ بندِ ساز ہے ۲
شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غمّاز ہے
شوخیِ اظہار کو جز وحشتِ مجنوں اسد — بسکہ لیلائے سخن محمل نشینِ راز ہے ۳

۱☆❁

خوابِ جمعیت مخمل ہے پریشاں مجھ سے — رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے
غمِ عشاق نہ ہو سادگی آموزِ بتاں — آرزو خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے ۴
کنجِ تاریک و کمیں گیریِ اختر شمری — عینکِ چشم بنا روزنِ زنداں مجھ سے
اے تسلی ہوسِ وعدہ فریب افسوں ہے — ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے
بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا — چشمِ نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے
آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما تجھ سے — چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں مجھ سے
اے اسد! دسترسِ وصلِ تمنا معلوم — کاش ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے

۲☆❁

بہار تعزیت آبادِ عشق ماتم ہے — کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرم ہے
بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر — وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشمِ پرنم ہے
چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق — کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے
اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ — تمام دفترِ ربطِ مزاج برہم ہے ۵
اسد بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف! — کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دو عالم ہے

۳☆❁

ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے — میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ------خارِ خاطر--------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: نغمہ ہے کانوں میں اُس کے، نالۂ مرغِ اسیر
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------------غیر از---------نہیں
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب لیلیِ معنی، سد، ----------------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: کس قدر-------------------------
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: -----------------------درہم---

☆۱۔ اس غزل کا دوسرا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۵۸ کا چوتھا شعر ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۹۰ میں درج ہیں۔
یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۳۰ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۵۸ ہے۔ اس غزل کا پانچواں شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں شعر نمبر ۸ ہے۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوشتر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے
وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں — دُود کی طرح رہا سایہ گریزاں مجھ سے ۱
اثرِ آبلہ کرتا ہے بیاباں روشن — جادہ جوں رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے ۲
بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت مت پوچھ — سایہ خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے ۳
بے خودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو — پُر ہے سائے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے
شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے — جوں گلِ شمع ہو نظارہ پریشاں مجھ سے ۴
گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں تجھ سے — آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں مجھ سے
نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسد — ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے

۱☆

عذارِ یار نظربندِ چشمِ گریاں ہے — عجب کہ پرتوِ خور شمعِ شبستاں ہے
زباں بہ کامِ خموشاں ز فرطِ تلخیِ ضبط — بہ رنگِ پستہ بہ زہراب دادہ پیکاں ہے ۵
قبائے جلوہ فزائے لباسِ عریانی — بہ طرزِ گل رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے ۶
لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار — نشانِ بُرشِ شمشیرِ زخمِ دنداں ہے ۷
کشودِ غنچۂ دل ہا عجب نہ رکھ غافل — صبا خرامیِ خوباں بہارساماں ہے ۸

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب: صورتِ دود ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے، جادۂ صحرائے جنوں
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب صورت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے مے
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ۔۔۔خرشید ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ہونگ، مثلِ گلِ شمع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ہجومِ ضبطِ فغاں سے مری زبانِ خموش
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔ بست ۔۔۔۔۔۔۔۔
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔ فزا ہے، ۔۔۔۔۔۔۔۔
۷۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب کہ بخیے جلوۂ آثار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۸۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔ خاطر ۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۴۱ ہے۔ "گنجینۂ معنی" میں شامل غزل میں مقطع سے قبل دو شعر اضافی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

طلسمِ منعِ یک علق سے رہائی دی
جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے
جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدعی میرا
ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے

یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

فغاں کہ بہر شفائے حصولِ ناشدنی — دماغ نازکشِ منتِ طبیباں ہے
اسدؔ! جہاں کہ علی بر سر نوازش ہو — کشادِ عقدۂ دشوار کار آساں ہے ۱

☆۱

بسکہ حیرت سے ز پا افتادۂ زنہار ہے — ناخنِ انگشت تبخالِ لبِ بیمار ہے
زلف سے شب درمیاں دادن نہیں ممکن دریغ — ورنہ صد محشر بہ رہنِ صافیِ رخسار ہے
در خیال آبادِ سودائے سرِ مژگانِ دوست — صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے
بسکہ ویرانی سے کفر و دیں ہوئے زیر و زبر — گردِ صحرائے حرم تا کوچۂ زنار ہے
اے سرِ شوریدہ نازِ عشق و پاسِ آبرو — یک طرف سودا و یک سو منتِ دستار ہے ۲
وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے مگر — فتنہ تاراجِ تمنا کے لیے درکار ہے
ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا — ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے
خانمانہا پائمالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ — سایۂ دیوار سیلابِ در و دیوار ہے

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر ذیل کے تین شعر موٹے قلم سے بدخط شکستہ میں لکھے ہوئے ہیں

جی چلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں
ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتشبار ہے
ہے وہی بدمستیِ ہر ذرہ کا خود عذر خواہ
جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے
مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی
زندگی سے بھی مرا جی ان دنوں بیزار ہے ۳

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف۔ ۔۔۔۔۔کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سن لیتا
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: کہ قتلِ عاشقِ دلدادہ تجھ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ۔۔۔۔۔ذوق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: جوشِ سودا کب حریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ اس غزل کے تمام اشعار (ماسوائے ماقبل مقطع کے) نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۹۱، میں درج ہیں۔ مقطع سے قبل شعر اور حاشیے کے تینوں اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۵۹ میں بالترتیب شعر نمبر ۱، ۲، ۳، اور ۵ ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں تیسرا اور چھٹا اضافی شعر درج ذیل ہے

آگ سے پانی میں بجھتے وقت اٹھتی ہے صدا
ہر کوئی، درماندگی میں، نالے سے ناچار ہے
آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے، کہ تا
تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے

یہ غزل ۱۳ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۱❁

تغافل مشربی سے ناتمامی بسکہ پیدا ہے | نگاہِ ناز چشمِ یار میں زنارِ مینا ہے
تصرف وحشیوں میں ہے تصور ہائے مجنوں کا | سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روئے لیلیٰ ہے ۱
محبت طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی جانے | دویدن ریشہ ساں مفتِ رگِ خوابِ زلیخا ہے
کیا یکسر گدازِ دل بہ نازِ جوششِ حسرت | سویدا نسخۂ تہہ بندیِ داغِ تمنا ہے ۲
ہجومِ ریزشِ خوں کے سبب رنگ اُڑ نہیں سکتا | حنائے پنجۂ صیاد مرغِ رشتہ بر پا ہے
اسد گر نامِ والائے علی تعویذِ بازو ہے | غریقِ بحرِ خوں تمثال در آئینہ رہتا ہے ۳

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر سات اشعار کی حسب ذیل غزل لکھی ہے (موٹا قلم، مدخط شکستہ)۔ عجیب بات ہے کہ حاشیے کی غزل کے تیسرے شعر کے تقریباً سامنے متن کی مندرجہ غزل کا دوسرا شعر آتا ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ یک ہی شعر حاشیے اور متن میں دوبارہ آمنے سامنے لکھا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ عجیب یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حاشیے کے ان اندراجات کے عین بالمقابل وہ صفحہ ہے جس کے متن میں اگلی سے اگلی غزل (اثر سوز محبت کا ۔۔۔۔۔۔الخ) درج ہے:

اثر سوز محبت کا قیامت بے محابا ہے
کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے
بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی
کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامانِ صحرا ہے
تصرف وحشیوں میں ہے تصور ہائے مجنوں کا
سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روئے لیلیٰ ہے
خزاں کیا، فصلِ گل کہتے ہیں کس کو، کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں، قفس ہے، اور ماتم بال و پر کا ہے
تصور بہرِ تسکینِ طپیدن ہائے طفلِ دل
بہ باغِ رنگہائے رفتہ گلچین تماشا ہے
مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں
چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنا ہے
ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں
ستمگر! ناخدا ترس! آشنا کش! ماجرا کیا ہے؟

۲۔ اس مقطع کے مصرع ول کا آخری لفظ متن میں ''ہے'' [نہ کہ ''ہو'' حسب نسخۂ مفتی انوار الحق] درج ہوا ہے۔ اسے متن ہی میں بدل کر خوش خط ''ہو'' بنا دیا ہے۔ اس سے زیادہ دل چسپ بات یہ ہے کہ بعد میں اس مقطع پر ''لا۔لا۔لا'' لکھ دیا ہے اور اس کے بجائے اس غزل کے حاشیے پر لکھی ہوئی غزل کے مقطع کو یہاں منتقل کرنا چاہا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیلا۔۔۔۔۔۔۔

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیاز۔۔۔۔۔۔۔

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہو

☆۱۔ اس غزل کے تمام اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۹۲ میں شامل ہیں۔ جب کہ حاشیے میں درج غزل کے اشعار (سوائے شعر نمبر ۳ کے) متن کی اگلی سے اگلی غزل (اثر سوز محبت کا ۔۔۔۔الخ) میں شامل ہیں۔ ترتیب اشعار مختلف ہے۔ حاشیے کی مذکورہ غزل کے شعر نمبر ۱، ۲، ۵، ۶، ۷، اور ۷ متن میں شامل غزل میں بالترتیب شعر نمبر ۱، ۶، ۲، ۵، ۶، ۳، اور ۷ ہیں۔ حاشیے کا تیسرا شعر مذکورہ غزل کے متن کا دوسرا شعر ہے۔ جب کہ حاشیے کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں شامل غزل نمبر ۱۸۰ کا دوسرا شعر ہے۔ چوں کہ حاشیے کی مذکورہ غزل کا اندراج آگے متن میں ہوا ہے۔ اس لیے اس کا تقابل آگے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

شفق بہ دعویٔ عاشق گواہِ رنگیں ہے   کہ ماہ وزدِ حنائے کفِ نگاریں ہے
کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگ فروغ   خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے
عیاں ہے پائے حنائی سے پرتوِ خورشید   رکاب روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے ۱
جبینِ صبحِ امیدِ فسانہ گویاں پر   درازیٔ رگِ خوابِ بتاں خطِ چیں ہے
ہوا نشانِ سوادِ دیارِ حسن عیاں   کہ خط غبارِ زمیں خیزِ زلفِ مشکیں ہے
بجا ہے گر نہ سنے نالہ ہائے بلبلِ زار   کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے

۲☆

اثرِ سوزِ محبت کا قیامت بے محابا ہے   کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے
نہاں ہے گوہرِ مقصود جیبِ خودشناسی میں   کہ یاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے

۱۔ ملتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں یہ غزل چھٹے شعر پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر نسخۂ عرشی ظاہر کرتا ہے کہ قلمی دیوان میں حسب ذیل مشہور مقطع موجود ہے

اسد ہے نزع میں چل بے وفا برائے خدا
مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے

۲۔ اس غزل کے حاشیے پر حسب ذیل سات اشعار درج ہیں۔ ان میں سے پانچ شعر یعنی پہلا، تیسرا، چوتھا، پانچواں اور ساتواں، چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچ کر کاٹ دیے گئے ہیں، مگر ان کے پڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ ان شعروں کے املا کی بعض خصوصیتیں قابلِ ذکر ہیں، دوسرے شعر کے پہلے مصرع میں ''مری'' کو ''میری'' نیز ''فضا'' کو ''فزا''۔ اور دوسرے مصرع میں ''اسی'' کو بوضاحت ''اوسی'' لکھا ہے۔ چوتھے شعر میں ''تماشا دیدۂ بینا'' کے بعد لفظ ''ہے'' غائب ہے۔ پانچویں شعر کے مصرع ثانی میں قافیہ ''وا'' لکھا ہے مگر متن کی اگلی سے اگلی غزل کا پانچواں شعر دیکھیے تو یہ قافیہ ''پا'' درج ہوا ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔ ان تصریحات کے بعد سات ابیات کی اس غزل کی نقل مطابقِ اصل پیش کی جاتی ہے

۳☆

بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بے جا ہے
کہ جامِ بادہ کف بر لب بہ تکلیف تقاضا ہے
میری ہستی فزائے حیرت آبادِ تمنا ہے
جسے کہتے ہیں نالہ وہ اوسی عالم کا عنقا ہے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---------------------------------خور

☆۱۔ اس غزل کے چار شعر، شعر نمبر ۱، ۳، ۴، اور ۵ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳۲ میں درج ہیں، جب کہ بقیہ اشعار (مع حاشیے میں درج مقطع کے) نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' میں شامل غزل نمبر ۱۶۲ میں درج ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں دوسرا شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے:

کبھی تو اس سرِ شوریدہ کی بھی داد ملے
کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۹۳ ہے۔ غزلِ مذکورہ کے ردیف و قافیے کی حامل گزشتہ غزل کے حاشیے میں شامل شعر نمبر ۳ (خزاں کیا فصلِ گل ----- الخ) کا اندراج چوں کہ اسی غزل کے بقیہ اشعار کے ساتھ ہوا ہے۔ اس لیے اس غزل کے اشعار کی کل تعداد ۷ ہو جاتی ہے۔

☆۳۔ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی کی غزل نمبر ۱۹۴ میں اس غزل کے پانچ شعر، شعر نمبر ۱، ۳، ۴، ۵، اور ۷ درج ہیں۔ حاشیے کی اس غزل کے یہی پانچ شعر (مذکورہ غزل کے ردیف و قافیے کے تحت) ایک غزل کے بعد درج ہیں۔ اس لیے ان اشعار کا تقابل آئندہ غزل میں کیا جا رہا ہے۔ اس غزل کے بقیہ دو شعر (شعر نمبر ۱ اور ۳) نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۸۱ میں درج ہیں۔

عزیزاں گرچہ بہلاتے ہیں ذکرِ وصل سے تسکین　　مجھے افسونِ خواب افسانۂ خوابِ زلیخا ہے ۱
تصورِ بہرِ تسکینِ طپیدن ہائے طفلِ دل　　بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچیں تماشا ہے ۲
بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی　　کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامانِ صحرا ہے
مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں　　چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنا ہے
ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں　　ستمگر! ناخدا ترس! آشنا کش! ماجرا کیا ہے

☆۱

جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے　　قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سو نگہ آلودہ ہے ۳
دامگاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں　　پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے
اے ہوس عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ　　جوں پرِ طاؤس چندیں داغِ مشک اندودہ ہے ۴
ہے ریا کا رتبہ بالاتر تصور کردنی　　تیرگی سے داغ کی مہ سیم مس اندودہ ہے
کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش　　عافیت سرمایۂ بال و پر نکشودہ ہے
ہے سوادِ خطِ پریشاں موئی اہلِ عزا　　خامہ میرا شمعِ قبرِ کشتگاں کا دودہ ہے
جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے　　مرگ سے وحشت نہ کر راہِ عدم پیمودہ ہے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ)

نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ دردِ نومیدی
کفِ افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنا ہے
نشاطِ دیدۂ بینا کو خواب و چہ بیداری
بہم آوردہ مژگاں روئے بر روئے تماشا ہے
نسودے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے
بجولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں وا ہے
وفائے دلبراں ہے اتفاقی ورنہ اے ہمدم
اثر فریادِ دلہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے
اسد یاسِ تمنا سے نہ رکھ امیدِ آزادی
گداز ہر تمنا آبیارِ ہر تمنا ہے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۰۔ اس شعر کے مصرعِ اول پر اصلاح ذیل موٹے قلم سے خوش خط شکستہ میں درج ہے:
عزیزو ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　عزیزو ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　کہ یاں--------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　--------------تپیدن---------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　------------------نگاہ-----
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　---------یکسر--------------

☆۱۔ مذکورہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۲ ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

پنبۂ مینائی ہی رکھ لو تم اپنے کان میں — ے پرستاں ناصح بے صرفہ گو بیہودہ ہے ۱
کثرتِ انشائے مضمونِ تحیّر سے اسد — ہر سرِ انگشت نوکِ خامۂ فرسودہ ہے

۱☆

بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بے جا ہے — کہ جامِ بادہ کفِ برلب بہ تکلیفِ تقاضا ہے ۲
نشاطِ دیدۂ بینا ہے گو خواب و چہ بیداری — بہم آوردہ مژگاں بوسۂ روئے تماشا ہے ۳
نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ دردِ نومیدی — کفِ افسوس سودن عہدِ تجدیدِ تمنا ہے
نگہ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی، چہ ویرانی — کہ مژگاں جس طرف وا ہو، کفِ دامانِ صحرا ہے
نسودے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے — بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں پا ہے
بہ سختی ہائے قیدِ زندگی معلوم آزادی — شرر در بندِ دامِ رشتۂ رگہائے خارا ہے ۴
اسد یاسِ تمنا سے نہ رکھ امیدِ آزادی — گدازِ آرزوہا آبیارِ آرزوہا ہے ۵

۲☆

بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے
فصلِ گل میں دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں — دولتِ نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے

۱۔ متن کی گزشتہ سے پیوستہ غزل کے حاشیے پر جو سات شعر درج ہیں، اُن میں سے پانچ اشعار (نمبر۱، نمبر۳، نمبر۴، نمبر۵، نمبر۷) اس غزل کے پانچ اشعار سے ملا کر پڑھنے چاہئیں۔
۱) اس غزل کا مطلع بجنسہٖ مذکورہ بالا شعر نمبر۱ ہے۔
۲) غزل کا دوسرا شعر مذکورۂ بالا پانچ اشعار میں نمبر۲ ہے، جہاں ''بوسۂ روئے تماشا'' کے بجائے ''روئے برروئے تماشا'' درج ہوا ہے۔
۳) تیسرا شعر مذکورۂ بالا شعر نمبر۳ سے اس حد تک مختلف ہے کہ یہاں اگرچہ ''کفِ افسوس سودن'' لکھا ہے مگر وہاں حاشیے پر ''کفِ افسوس ملنا'' درج ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ حاشیے کا یہ اندراج بعد کی اصلاح کی نقل ہے۔
۴) پانچواں شعر بجنسہٖ مذکورہ بالا شعر نمبر۵ ہے، بجز اس فرق کے کہ یہاں متن میں قافیہ ''پا'' ہے اور وہاں حاشیے میں قافیہ ''وا'' ہے، جو ممکن ہے سہوِ کاتب ہو۔
۵) مقطع کا مصرعِ اول دونوں جگہ مشترک ہے مگر حاشیے کا اندراج ''گدازِ ہر تمنا۔۔۔'' الخ۔ بعد کی اصلاح کی نقل معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ۔۔۔ مینائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بتقریب ۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روئے بر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔ بھی صید ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔ تمنا سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ صد تمنا ۔۔۔۔

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر۱۹۲ ہے۔ اس غزل کا تیسرا شعر ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر۱۸۱ کا پانچواں شعر ہے۔
اس غزل کا پہلا اور تیسرا شعر ماقبل حاشیے میں آنے والی مذکورہ ردیف کی غزل کا دوسرا اور چھٹا شعر ہے۔ اس طرح یہ غزل (بقیہ دو اشعار مع مذکورہ غزل کے اشعار کے ساتھ) ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر۲۳۳ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

شورشِ باطن سے یاں تک مجھ کو غفلت ہے کہ آہ　　شیونِ دل یک سرودِ خانۂ ہمسایہ ہے
کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ الفت کہوں　　زخم مثلِ گل سراپا کے مرے پیرایہ ہے ۱
اے اسد آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری　　خامہ میرا تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے

❁☆۱

چشمِ گریاں بسملِ شوقِ بہارِ دید ہے　　اشک ریزی عرضِ بال افشانیِ امید ہے
دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع　　گوہرِ شب تابِ اشکِ دیدۂ خورشید ہے ۲
رتبۂ تسلیمِ خلق مشرباں عالی سمجھ　　چشمِ قربانی گلِ شاخِ ہلالِ عید ہے
کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش　　اے خوشا رندی کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے ۳
کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسد　　یاعلی وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے

❁☆۲

فرصت آئینۂ صد رنگِ خود آرائی ہے　　روز و شب یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے
وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل　　بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے
شمع آسا چہ سرِ دعوی و کو پائے ثبات　　گلِ صد شعلہ بہ یک جیبِ شکیبائی ہے
نالہ خونیں ورق و دل گلِ مضمونِ شفق　　چمن آرائے نفس وحشتِ تنہائی ہے
بوئے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب　　وصل بر رنگِ تپش کسوتِ رسوائی ہے ۴
شرمِ طوفانِ خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار　　گلِ مہتاب بہ کفِ چشمِ تماشائی ہے ۵
باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسد　　نفسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے

۱۔ عرشی ''رندے''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　--------------کا--------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　---خرشید----------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　---------------ندے------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　----------------جنوں--------حر---
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　　ب　　-----------------------ماھتابی

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳۵ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳۶ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

عیادت بسکہ تجھ سے گرمیِ بازارِ بستر ہے — فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے
بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف بارِ بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے ۱
معمائے تکلف سربہ مہرِ چشم پوشیدن — گدازِ شمعِ محفل پیچشِ طومارِ بستر ہے
مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُر خارِ بستر ہے
سرشکِ سر بہ صحرا دادہ نورالعینِ داماں ہا — دلِ بے دست و پا افتادہ برخوردارِ بستر ہے ۲
بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ وحشتِ شب ہا — شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے ۳
اسد جوشِ بہارِ دیدۂ بیدار کے صدقے — ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے ۴

۲☆

[۱]خطر ہے رشتۂ الفت رگِ گردن نہ ہو جائے — غرورِ دوستی آفت ہے تُو دشمن نہ ہو جائے
بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار سوزن ہے — تبسم برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہو جائے
جراحت دوزیِ عاشق ہے جائے رحم ڈرتا ہوں — کہ رشتہ تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جائے ۵
غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خودبینی — سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جائے
سمجھ اس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالب — اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جائے

۱۔ مطبوعہ نسخہ ان پانچوں اشعار کی ردیف میں "جائے" درج کرتا ہے۔ مگر نسخۂ عرشی میں "جاوے" ہے جو درست معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----- پیچ تاب ---------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---------------------------- ہے
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ---------------------------- شامِ تنہائی
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ؍بھی آتی ہے بُو مالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ----------------------------تر سال ----

☆۱۔ اس غزل کے آخری تین شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶۰ کے بالترتیب شعر نمبر ۲، ۴، اور ۵ ہیں۔ اس غزل کے بقیہ اشعار (ماسوائے مطلع کے) نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۹۵ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل میں شعر نمبر ۱، ۳، اور ۶ اضافی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

تپش سے میری وقفِ کشمکش، ہر تارِ بستر ہے
میرا سر رنجِ بالیں ہے، میرا تن بارِ بستر ہے
خوشا! اقبالِ رنجوری، عیادت کو تم آئے ہو
فروغِ شمعِ بالیں، طالعِ بیدارِ بستر ہے
کہوں کیا، دل کی حالت ہے ہجرِ یار میں غالب؟
کہ بیتابی سے، ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے

یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مطلع اور مقطع نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶۱ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۹۶ میں درج ہیں۔ نسخۂ عرشی میں اس غزل کی ردیف "ہو جاوے" ہے۔ مزید یہ کہ حمید احمد خاں نے بھی حاشیے میں ردیف کی صراحت کر دی ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

نوائے خفتۂ الفت اگر بے تاب ہو جاوے　　پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہو جاوے
اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو　　بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہو جاوے
ز بس طوفانِ آب و گل ہے غافل کیا تعجب ہے　　کہ ہر یک گردبادِ گلستاں گرداب ہو جاوے
اثر میں یاں تک اے دستِ دعا اعجاز پیدا کر　　کہ سجدہ قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہو جاوے ۱
بہ رنگِ گل اگر شیرازہ بندِ بے خودی رہیے　　ہزار آشفتگی مجموعۂ یک خواب ہو جاوے
اسد باوصفِ عجزِ بے تکلف خاک گردیدن　　غضب ہے گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے ۲

❁☆۲

تاچند نازِ مسجد و بت خانہ کھینچیے　　جوں شمع دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے
بہزاد نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر　　گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے شانہ کھینچیے
راحت کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے　　پائے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے
زلفِ پری بہ سلسلۂ آرزو رسا　　یک عمر دامنِ دلِ دیوانہ کھینچیے
یعنی دماغ غفلتِ ساقی رسیدہ تر　　خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے
پرواز آشیانۂ عنقائے ناز ہے　　بالِ پری بہ وحشتِ بے جا نہ کھینچیے
عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر　　دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے
ہے ذوقِ گریہ عزمِ سفر کیجیے اسد　　رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے

❁☆۳

وہ مژہ بر آہ روبانیدن۱ از دل تیز ہے　　یہ زمیں مثلِ نیستاں سخت ناوک خیز ہے ۳

۱۔ عرشی: ''روبانیدن''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　---------------------دخلِ تصرف---

۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　------مشق-----------------------

۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف:　دل سراپا وقفِ سودائے نگاہ --------------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۲۷ ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۲۸ ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کے پہلے چار شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۹۷ کے پہلے چار شعر ہیں، جب کہ اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۶۳ کا مقطع ہے۔ ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل کا آخری شعر اور ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کے پہلے دو شعر اضافی ہیں، جو بالترتیب درج ذیل ہیں۔

ہے، بہار تیز رَو، گلگونِ نکہت پر سوار
یک شکستِ رنگِ گل، صد جنبشِ مہمیز ہے
کیوں نہو، چشمِ بتاں، محوِ تغافل، کیوں نہو؟
یعنی، اس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے
مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی
وائے! ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

ہو سکے کیا خاک دست و بازوئے فرہاد سے ۔۔۔ بیستوں خوابِ گرانِ خسروِ پرویز ہے
ان ستم کیشوں کے کھائے ہیں زبس تیرِ نگاہ ۔۔۔ پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے
خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں ۔۔۔ سبزۂ صحرائے اُلفت نشترِ خوں ریز ہے
جلوۂ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسد ۔۔۔ جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے ۱

۱☆

دامانِ دل بہ وہمِ تماشا نہ کھینچیے ۔۔۔ اے مدّعی خجالتِ بے جا نہ کھینچیے
گل سر بہ سر اشارۂ جیبِ دریدہ ہے ۔۔۔ نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے
حیرت حجابِ جلوہ و وحشت غبارِ راہ ۔۔۔ پائے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے ۲
واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب ۔۔۔ دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے
گر صفحے کو نہ دیجیے پردازِ سادگی ۔۔۔ جز خطِ عجز نقشِ تمنا نہ کھینچیے

خود نامہ بن کے جائیے اُس آشنا کے پاس ۔۔۔ کیا فائدہ کہ منتِ بیگانہ کھینچیے ۳
دیدارِ دوستانِ لباسی ہے ناگوار ۔۔۔ صورت بہ کارخانۂ دیبا نہ کھینچیے
ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسد ۔۔۔ دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے

۲☆

زلفِ سیہ افعیِ نظرِ بد قلمی ہے ۔۔۔ ہر چند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے
ہے مشقِ وفا جانتے ہیں لغزشِ پا تک ۔۔۔ اے شمع تجھے دعوئ ثابت قدمی ہے
ہے عرضِ شکستِ آئنۂ جرأتِ عاشق ۔۔۔ جز آہ کہ سر لشکرِ وحشت علَمی ہے
واماندۂ ذوقِ طرب وصل نہیں ہوں ۔۔۔ اے حسرتِ بسیار تمنا کی کمی ہے
وہ پردہ نشیں اور اسد آئینۂ اظہار ۔۔۔ شہرتِ چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: عارض۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چشم
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: کرتے ہوئے تصورِ یار آئے ہے حیا
☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۳۹ ہے۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۵۰ ہے۔ یہ غزل ۵ اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆❁

تر جبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے
شبنم آسا گو مجالِ سبحہ گردانی مجھے ہے شعاعِ مہر زنّارِ سلیمانی مجھے
بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش جنبشِ نالِ قلم جوشِ پریشانی مجھے ۱
ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے
شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے
وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس ناخنِ بُریدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے
ہوں ہیولائے دو عالم صورتِ تقریر اسد فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے

۲☆❁

یاد ہے شادی میں عقدِ نالۂ یارب مجھے سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے ۲

۱۔ اس غزل کے حاشیے پر موٹے قلم سے شکستہ خط میں یہ دو شعر درج ہیں۔

کیوں نہ ہو بے التفاتی اس کی خاطر جمع ہے
جانتا ہے محوِ پرسش ہائے پنہانی مجھے
میرے غم خانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی
لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی مجھے

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ---------------------------پرافشانی---

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: -------------------بھی ہنگامۂ "یارب"---

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۹۸ ہے۔ اس غزل کے حاشیے میں درج دو شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۹۸ کے شعر نمبر ۳، اور ۴ ہیں۔ "نوائے سروش" کی اس غزل میں سات اشعار اضافی ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے
کر گئی وابستۂ تن، میری عُریانی، مجھے
بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں
مرحبا! مَیں، کیا مبارک ہے گرانجانی مجھے
بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا کاشکے!
اس قدر ذوقِ نوائے مُرغِ بُستانی مجھے
وائے! واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا
لے گیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے
وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے؟
تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے
ہاں، نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری، واہ، واہ!
پھر ہوا ہے تازہ، سودائے غزل خوانی مجھے
دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی
میرزا یوسف ہے، غالب، یوسفِ ثانی مجھے

یہ غزل ۱۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے پہلے تین اور آخری دو شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶۴ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۱۹۹، میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے
یارب اس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے رشک آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے
صبح ناپیدا ہے کلفت خانۂ ادبار میں توڑنا ہوتا ہے رنگِ یک نفس ہر شب مجھے
شوخیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے
درد نا پیدا و بے جا تہمتِ وارستگی پردہ دارِ یادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے
طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت کیا کروں آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے
دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہو گئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے

☆۱

بسکہ سودائے خیالِ زلف وحشت ناک ہے تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے
یاں فلاخن بازِ کس کا نالۂ بے باک ہے جادہ تا کہسار موئے چینیِ افلاک ہے
ہے دو عالم نازِ یک صیدِ شہِ دُلدل سوار یاں خطِ پرکار ہستی حلقۂ فتراک ہے ۱
خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے
عیش گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر دورِ ساغر یک گلستاں بر گریزِ تاک ہے
عرضِ وحشت پر ہے نازِ ناتوانی ہائے دل شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے
ہے کمندِ موجِ گل آشفتہ فتراکی اسد رنگ یاں بُو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے ۲

☆۲

ز بسکہ مشقِ تماشا جنوں علامت ہے کشاد و بستِ مژہ سیلیِ ندامت ہے
بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ نگاہِ خفتہ سرِ رشتۂ سلامت ہے ۳
وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے
نہ جانوں کیونکہ مٹے داغِ طعنِ بد عہدی تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے
اسد! بہارِ تماشائے گلستانِ حیات وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے

☆۳

مژہ پہلوئے چشم اے جلوۂ ادراک باقی ہے ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: -------- صید انداز --------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ---------------- فتراک بے تابی ---
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ---عجز---------------------------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۵۱ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مقطع نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۰۰ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۲۵ میں درج ہیں۔ اس غزل کا چوتھا شعر ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کا دوسرا شعر ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۵۲ ہے۔ حمید احمد خاں نے حاشیے میں جو صراحت کی ہے، وہ نسخۂ عرشی کے مطابق نہیں ہے۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری   عدم میں بہر فرقِ سرو مشتِ خاک باقی ہے
گداز سعیِ بینش شست و شو سے نقشِ خود کامی   سراپا شبنم آئیں یک نگاہِ پاک باقی ہے
ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا لیکن   ہنوز آفت نسب یک عقدہ یعنی چاک باقی ہے ۱
چمن زارِ تمنا ہو گئی صرفِ خزاں لیکن   بہارِ نیم رنگِ آو حسرت ناک باقی ہے
نہ حیرت چشمِ ساقی کی نہ صحبت دورِ ساغر کی   مری محفل میں غالب گردشِ افلاک باقی ہے

۱☆

شکلِ طاؤس گرفتار بتایا ہے مجھے   ہوں وہ گلدام کہ سبزے میں چھپایا ہے مجھے
پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے   ایک دل تھا کہ بہ صد چشم دکھایا ہے مجھے ۲
عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز   آئنہ بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے
سنبلستانِ جنوں ہوں ستمِ نسبتِ زلف   مُوکشاں خانۂ زنجیر میں لایا ہے مجھے
گردباد آئنۂ محشرِ خاکِ مجنوں   یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے
حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر   تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے
لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار   ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے
دردِ اظہارِ تپش کسوتِ گل معلوم   ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں میں سلایا ہے مجھے ۳
بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد   ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے
جامِ ہر ذرہ ہے سرشارِ تمنا مجھ سے   کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے
جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب اسد   شوخیِ نغمۂ بیدل نے جگایا ہے مجھے

۲☆

شوخیِ مضرابِ جولاں آبیارِ نغمہ ہے   برگ ریزِ ناخنِ مطرب بہارِ نغمہ ہے
کس سے اے غفلت تجھے تعبیرِ آگاہی ملے   گوشہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے
سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے   سیل یاں کوکِ صدائے آبشارِ نغمہ ہے
سنبلی خواں ہے بہ ذوقِ تارِ گیسوئے دراز   نالۂ زنجیرِ مجنوں رشتہ دارِ نغمہ ہے

ا۔ عرشی: "ہمیا"۔

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب: ----------------خندہ----------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب ----------------رنگ---------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب ---------------------سے-------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۵۳ ہے۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا شعر نمبر ۶ ، ورے نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶۹ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۰۱ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبورِ گل — کسوتِ ایجادِ بلبل خارِ خارِ نغمہ ہے
نشہ ہا شاداب رنگ و سازہا مستِ طرب — شیشۂ مے سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ ہے
ہم نشیں مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ یار — واں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ۱
غفلتِ استعداد ذوق و مدعا غافل اسد — پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے

☆۱

خود فروشیہائے ہستی بسکہ جائے خندہ ہے — تا شکستِ قیمتِ دلہا صدائے خندہ ہے ۲
شوخیِ اظہار دندانہا برائے خندہ ہے — دعویٔ جمعیتِ احباب جائے خندہ ہے ۳
ہیں عدم میں غنچہ ہا عبرت کشِ انجامِ گل — یک جہاں زانو تامل در قفائے خندہ ہے ۴
عیشِ بے تابی حرام کلفتِ افسردگی — عرضِ دنداں در دلِ افشردن بنائے خندہ ہے ۵
نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بہ قدرِ یک فضائے خندہ ہے ۶
جائے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسد — صبح و شبنم فرصتِ نشو و نمائے خندہ ہے

☆۲

حسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے — آئنہ زانوئے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے
عجز دیدنہا بہ ناز و ناز رفتنہا بہ چشم — جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے
اختلافِ رنگ و بو طرحِ بہارِ بے خودی — صلحِ کل گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے
تا کجا اے آگہی رنگِ تماشا باختن — چشمِ وا گردیدہ آغوشِ وداعِ جلوہ ہے
حسنِ خوباں بسکہ بے قدرِ تماشا ہے اسد — آئنہ یک دستِ ردِ امتناعِ جلوہ ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف --------------------------- دست
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ہم ------------ اس میں ------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف عرضِ نازِ شوخیِ دنداں ---------------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ہے ---------------- گو عبرت -----
۵۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ورنہ ---------------------------
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف --------------------------

☆۱۔ اس غزل کا مطلع اور آخری دو شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶۷ میں درج ہیں۔
"نوائے سروش" میں شامل غزل میں آخری شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے:

شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یاں
دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے

یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا پہلا اور چوتھا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶۸ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۰۳ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی — مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی
سربر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی
عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سربسر — کب تک خیالِ طرۂ لیلا کرے کوئی
افسردگی نہیں طرب انشائے التفات — ہوں درد میرے دل میں مگر جا کرے کوئی ۱
رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے — آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی
تمثالِ جلوہ عرض کر اے حسن! کب تلک — آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی
چاکِ جگر سے جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کرے کوئی
بے کاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل — جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی
حسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسد — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی

❁☆۲

جنوں رسوائیِ وارستگی زنجیر بہتر ہے — بقدرِ مصلحت دل بستگی تدبیر بہتر ہے ۲
خوشا خود بینی و تدبیر و غفلت نقدِ اندیشہ — بہ وہمِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے ۳
دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بے دردی نہ ہو یارب — نفس آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے
خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی — نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے
درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے
تمنائے اسد قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے ۴

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ہے۔۔۔بن کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بستگی۔۔۔۔۔۔۔۔
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تدبیر غفلت۔۔۔۔
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف تمنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۶۹ ہے۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل کے شعر نمبر ۶، ۷، اور ۱۰ نسخۂ حمیدیہ میں کرے کوئی ردیف کے تحت ایک غزل کے بعد درج ہیں۔ اس غزل کا چھٹا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۰۲ میں درج ہے۔ اس غزل کا دوسر شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل کا شعر نمبر ۹ ہے۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل کا شعر نمبر ۸، اضافی ہے، جو درج ذیل ہے

ہر سنگ و خشت، ہے صدف گوہر شکست
نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی

یہ غزل ۱۰، شعر پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۵۴ ہے۔ "گنجینۂ معنی" کی غزل کا تیسر شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے

کمالِ حُسن اگر موقوفِ انداز تغافل ہو
تکلف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے

یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

ہستی کو لفظِ معنیٔ عنقا کرے کوئی ‏ وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی
تاچند باغبانیٔ صحرا کرے کوئی ‏ ہے نختِ دل سے جوں مژہ ہر خار شاخِ گل ۱
آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ دیکھا کرے کوئی ‏ جو کچھ ہے محوِ شوخیٔ ابروئے یار ہے
یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی ‏ ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد نالہ خیز ۲
تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی ‏ ناکامیٔ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز
صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی ‏ عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ
دکھلا کے اس کو آئنہ توڑا کرے کوئی ‏ وہ شوخ اپنے حسن پہ مغرور ہے اسد

۲☆

ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی ‏ دریوزۂ ساماں ہا اے بے سر و سامانی
عجزِ عرقِ شرمے اے آئنہ حیرانی ‏ تمثال تماشا ہا اقبال تمنا ہا
پروازِ فنا مشکل میں عجزِ تن آسانی ‏ دعوائے جنوں باطل تسلیم عبث حاصل
دامِ گلۂ الفت زنجیرِ پشیمانی ‏ بیگانگی خوہا موجِ رمِ آہوہا
خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پر افشانی ‏ پرواز تپش رنگی گلزار ہمہ تنگی
معذورِ سبکساری مجبورِ گراں جانی ‏ سنگ آمد و سخت آمد دردِ سرِ خودداری
صد نالہ اسد بلبل در بندِ زبان دانی ‏ گلزارِ تمنا ہوں گلچینِ تماشا ہوں

۳☆

چاہوں گر سیرِ چمن آنکھ دکھاتا ہے مجھے ‏ باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: لختِ جگر سے ہے رگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یاس۔۔۔

☆۱۔ اس غزل کا مطلع، مقطع، تیسرا اور چھٹا شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۰۵ میں بالترتیب شعر نمبر ۱، ۲، ۳، اور ۵ ہیں۔ اس غزل کے بقیہ اشعار ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۶۹ میں بالترتیب شعر نمبر ۶، ۱۰، اور ۷ ہیں۔ ''گنجینۂ معنی'' میں شامل غزل کا چوتھا شعر اضافی ہے۔ جو درج ذیل ہے

خواہاں نہیں ہے خطِ رقمِ اضطرار کا
تدبیر پیچ تابِ نفس کیا کرے کوئی

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۱۵۵ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا مطلع اور آخری چار اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۰۶ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۷۰ میں بالترتیب شعر نمبر ۴، ۲، اور ۳ ہیں۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل کا مطلع اور آخری شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے

باغ، پا کر خفقانی، یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے
زندگی میں تو وہ محفل سے اٹھا دیتے تھے
دیکھوں، اب مر گئے پر کون اٹھاتا ہے مجھے

یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے
جوہرِ تیغ بہ سر چشمۂ دیگر معلوم — ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے
مدّعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے — آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے
شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب — آئنہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے
حیرتِ آئنہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے
میں ہوں اور حیرتِ جاوید مگر ذوقِ خیال — بہ فسونِ نگہِ ناز ستاتا ہے مجھے
حیرتِ فکرِ سخن ساز سلامت ہے اسد — دل پسِ زانوئے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے

❁☆۱

کوہ کے ہوں بارِ خاطر گر صدا ہو جایئے — بے تکلّف اے شرارِ جستہ کیا ہو جایئے
یاد رکھیے ناز ہائے التفاتِ اوّلیں — آشیانِ طائرِ رنگِ رسا ہو جایئے ۱
بیضہ آسا تنگِ بال و پر ہے یہ کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہو جایئے
لطفِ عشقِ ہر یک اندازِ دگر دکھلائے گا — بے تکلّف یک نگاہِ آشنا ہو جایئے
داد از دستِ جفائے صدمۂ ضرب المثل — گر ہمہ اُفتادگی جوں نقشِ پا ہو جایئے
وسعتِ مشربِ نیازِ کلفتِ وحشت اسد — یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما ہو جایئے

❁☆۲

داغِ پشتِ دستِ عجز شعلہ خس بہ دنداں ہے — اے ہوس مبارک ہو کارِ عشق آساں ہے
کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے
حیرتِ تپیدن ہا خوں بہائے دیدن ہا — رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے
عشق کے تغافل سے ہرزہ گردیِ عالم — روئے شش جہت آفاق پشتِ چشمِ زنداں ہے ۲
گل بہ کوہ از لالہ بزم سازِ بے تابی — مثلِ دودِ مجمر ہا داغ بال افشاں ہے ۳
اے کرم نہ ہو غافل ورنہ ہے اسد بیدل — از گہر صدف خالی پشتِ چشمِ نیساں ہے ۴

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----------------حنا------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ----------------گرد سے---
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم
نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----------------کے-------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ہے---------گویا--------------

☆۱۔ اس غزل کا مطلع اور تیسرا شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۱ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۰۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کے تین اشعار شعر نمبر ۳، ۲، اور مقطع نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۰۸ میں بالترتیب شعر نمبر ۱، ۲، اور ۳ ہیں۔ اس غزل کا دوسرا اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۳ کا پہلا اور دوسرا شعر ہے۔ مذکورہ غزل کا مطلع نسخۂ عرشی میں درج نہیں ہے۔ "نوائے سروش" میں شامل اضافی شعر درج ذیل ہے

ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے؟
داغِ پشتِ دستِ عجز، شعلہ، خس بدنداں ہے

یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔

❁☆۱

گریہ سرشارِ شوقِ بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر چشمکِ طوفاں زدہ ہے ۱
گریہ بے لذتِ کاوش نہ کرے جرأتِ شوق — قطرۂ اشک دلے بر صفِ مژگاں زدہ ہے
بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل — مژہ فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے
فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی — یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے
درسِ نیرنگ ہے کس موجِ نگہ کا یارب — غنچۂ صد آئنہ زانوئے گلستاں زدہ ہے
سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہار اسد — دشت و ریگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے

❁☆۲

خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے — شام سائے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے
دو جہاں گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز — نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے
خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں صفتِ آئنہ در پنہاں ہے
فکرِ پروازِ جنوں ہے سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضۂ مژگاں تہِ پر پنہاں ہے ۲
ہوش اے ہرزہ درا تہمتِ بے دردی چند — نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے
وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے — ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے
وحشتِ دل ہے اسد عالمِ نیرنگِ نشاط — خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے

❁☆۳

مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے — موجِ شراب یک مژۂ خواب ناک ہے
کلفت طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر — زنگارخوردہ آئنہ یک برگِ تاک ہے
ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس — لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے
ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں — وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے
جز زخمِ تیغِ ناز نہیں دل میں آرزو — جیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے
جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسد — صحرا ہماری آنکھ میں اک مشتِ خاک ہے ۳

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ----------شوق----------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ----------بیضہ مژہ سے----------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ----------یک----------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۵۶ ہے۔ یہ غزل ۶، شعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۵۷ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا مطلع، مقطع اور پانچواں شعر نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۲۷، میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۵۸ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

غم و عشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعائے مدعا گم کردگانِ عشق آمیں ہے ۱
تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسوائے آئیں ہے — نفس تیری گلی میں خوں ہو اور بازار رنگیں ہے
لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی — قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے
ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے سیرِ گلستاں کر — شرارِ آہ سے موجِ صبا دامانِ گلچیں ہے
پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے — شبِ ماتم تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے
زبس جز حسن منت ناگوارا ہے طبیعت پر — کشادِ عقدہ محوِ ناخنِ دستِ نگاریں ہے ۲
نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِ خامۂ قدرت خطِ چیں ہے
بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے
بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالب — پسینہ توسنِ ہمت کا سیلِ خانہ زیں ہے

۲☆

دیکھتا ہوں وحشتِ شوقِ خروش آمادہ سے — فالِ رسوائی سرشکِ سر بہ صحرا دادہ سے
دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے طاؤس ہو — جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادا سے
پا ترابِ سیلِ طوفانِ صدائے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے ۳
بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے
خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب — جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغِ بیروں دادہ سے
بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسد — دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ سے

۳☆

نظر پرستی و بے کاری و خود آرائی — رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی ۴
ز خود گزشتنِ دل کاروانِ حیرت ہے — نگہ غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی
بہ چشم در شدہ مژگاں ہے جوہرِ رگِ خواب — نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ------------گرد گاں، لبریز --------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------عقد،---------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف آمد سیلاب-------------------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف ------بیکاری--------------------

☆۱۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۴۷ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۰۹ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا شعر نمبر ۲، اور ۳ نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۸۵ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ شعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۱۰ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۵۹ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

خرابِ نالۂ بلبل شہیدِ خندۂ گل   ہنوز دعویٰ تمکین و بیمِ رسوائی
شکستِ سازِ خیال آں سوے گریوۂ غم   ہنوز نالہ پہ افشانِ ذوقِ رعنائی ۱
ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ   ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی
وداعِ حوصلہ توفیقِ شکوہ عجزِ وفا   اسد ہنوز گمانِ غرورِ دانائی

۱☆

کوشش ہمہ بے تابِ تردّد شکنی ہے   صد جنبشِ دل یک مژہ برہم زدنی ہے
گو حوصلہ پامردِ تغافل نہیں لیکن   خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے
دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت   تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے
رامشگرِ اربابِ فنا نالۂ زنجیر   عیشِ ابد از خویش بروں تاختنی ہے
از بسکہ ہے محو بہ چمن تکیہ زدنہا   گلبرگ بہ بالشِ سروِ چمنی ہے
آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو   اے حسن مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے
فریاد اسد بے نگہی ہائے بتاں سے۱   سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے

۲☆

کاشانۂ ہستی کہ بر انداختنی ہے   یاں سوختنی چارہ گرِ ساختنی ہے ۲
ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ افگار   اے داغ تمنا سپر انداختنی ہے ۳
جز خاک بسر کردنِ بے فائدہ حاصل   ہرچند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے
اے بے ثمراں حاصلِ تکلیفِ دمیدن   گردن بہ تماشائے گل افراختنی ہے
ہے سادگیِ ذہن تمنائے تماشا   جائے کہ اسد رنگِ چمن باختنی ہے

۳☆

گلستاں بے تکلف پیشِ پا افتادہ مضموں ہے   جو تو باندھے کفِ پا پر حنا آئینہ موزوں ہے

۱۔ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں یہ مصرع یوں ہے:

فریاد اسد ہے تہی ہائے بتاں سے

اس صورت میں مصرع مہمل معلوم ہوتا ہے، اس لیے یہاں متن میں مطبوعہ نسخے کی ہو بہو نقل کے بجائے یہ مصرع نسخۂ عرشی سے لیا گیا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ------------آنسوے------------
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب ------------ اور وھاں ---------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   ب ---------------------------پردار

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۶۰ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۶۱ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۳۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۶۲ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

بہارِ گل دماغِ نشۂ ایجادِ[۱] مجنوں ہے   ہجومِ برق سے چرخ و زمیں یک قطرۂ خوں ہے
رجوعِ گریہ سوئے دل خوشا سرمایۂ طوفاں   بر انگشتِ حسابِ اشک ناخن نعلِ واژوں ہے ۱
عدم وحشت سراغ و ہستی آئیں بجز رنگینی   دماغِ دو جہاں پر سنبل و گل یک شبخوں ہے
تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل   سویدا سرومِ چشمِ پری نظارہ افسوں ہے
فنا کرتی ہے زائل سرنوشتِ کلفتِ ہستی   سحر از بہر شست و شوئے داغِ ماہ صابوں ہے
اسد ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی   چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے

❁☆۱

منت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے   دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے
عبرت طلب ہے حلِّ معمائے آگہی   شبنم گدازِ آئینۂ اعتبار ہے
ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق   گر دام یہ ہے وسعتِ صحرا شکار ہے
خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے   اے مدّعی طلسمِ عرق بے غبار ہے
کس کا سراغِ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا   آئینہ فرشِ ششِ جہتِ انتظار ہے
چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگِ گل پر آب   اے عندلیب وقتِ وداعِ بہار ہے ۲
کیفیتِ ہجومِ تمنا رسا اسد   خمیازہ ساغرِ مئے رنجِ خمار ہے

❁☆۲

گدائے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے   کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے
فسردگی میں ہے فریادِ بیدلاں تجھ سے   چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے
بہارِ حیرتِ نظارہ سخت جانی سے[۲]   حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے ۳
پری بہ شیشہ و عکسِ رخ اندر آئینہ   نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے
طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو   بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے

۱۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں یہ لفظ 'ایجاد' چھپا ہے اور افسوس ہے کہ میرے اپنے لکھے ہوئے اشارات میں اس لفظ کی صحیح محفوظ نہیں ہے۔' بیجاد' چونکہ صریحاً غلط ہے۔ اس لیے یہاں یا تو 'بیجاد' لکھ دینا ممکن تھا ور یا 'ایجاد'۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں پروفیسر شیرانی کا جو مخطوطہ محفوظ ہے، اس میں یہ لفظ ''دیجاد'' لکھا ہے۔ میں نے اسی سند پر اس لفظ کو ''بیجاد'' بنا دیا ہے۔
۲۔ شیرانی: ''ہے''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: ہجومِ ---------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔   الف: ----پ-----------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔   الف: -------------------------سے

☆۱۔ اس غزل کا مطلع، مقطع، شعر نمبر ۲، اور ۳ نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۱۱ میں درج ہیں، جب کہ اس غزل کے بقیہ شعر نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۷۶ کے بالترتیب شعر نمبر ۳، ۲، اور ۵ ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۷۶ کے بقیہ شعر (مذکورہ غزل کی ردیف کے تحت) ایک غزل کے بعد درج ہیں۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۶۳ ہے۔ یہ غزل ۹ اشعار پر مشتمل ہے۔

چمن چمن گُلِ آئینہ در کنارِ ہوس — امید محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے
نیاز پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے — جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے آستاں تجھ سے
بہانہ جوئیِ رحمت کمیں گرِ تقریب — وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے
اسد بہ موسمِ گل در طلسمِ کنجِ قفس — خرام تجھ سے صبا تجھ سے گلستاں تجھ سے ۱

۱☆❁

جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے — نافہ دماغِ آہوئے دشتِ تتار ہے
دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی — اے بے دماغ آئنہ تمثال دار ہے
زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے
بے پردہ سوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر — ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے
سودائی خیال ہے طوفانِ رنگ و بو — یاں ہے کہ داغِ لالہ دماغِ بہار ہے
بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے — حیرت شہیدِ جنبشِ ابروئے یار ہے
حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر — یاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش برار ہے
اے عندلیب یک کفِ خس بہرِ آشیاں — طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے
غفلت کفیلِ عمر و اسد ضامنِ وفا — اے مرگِ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے ۲

۲☆❁

حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے — باوجودِ مشقِ وحشت ہا رمیدن منع ہے
شرمِ آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے
بیخودی فرمانروائے حیرت آبادِ جنوں — زخم دوزی جرم و پیراہن دریدن منع ہے
مژدۂ دیدار سے رسوائیِ اظہار دُور — آج کی شب چشمِ کوکب تک پریدن منع ہے
بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ — ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے
یار معذورِ تغافل ہے عزیزاں شفقتے — نالۂ بلبل بہ گوشِ گل شنیدن منع ہے
مانعِ بادہ کشی ناداں ہے لیکن اے اسد — بے ولائے ساقیِ کوثر کشیدن منع ہے ۳

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: اسد طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے!
۲۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------------------نشاط
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: -------نادان---------------

☆۱۔ اس غزل کا مطلع، مقطع، شعر نمبر ۲، ۴، اور ۸ نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۷۶ کے بالترتیب شعر نمبر ۱، ۱۰، ۹، ۷، اور ۸ ہیں۔ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۱۲ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۹، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۶۴ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

۱☆

قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے — یارب آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے
بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز — کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے
عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم — عیسیٰ آخر بہ کفِ آئنہ تصویر آوے
ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع — پائے خوابیدہ بہ دلجوئیِ شبگیر آوے
اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں — موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے
وہ گرفتارِ خرابی ہوں کہ فوّارہ نمط — سیلِ صیاد کمیں خانۂ تعمیر آوے
سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ اسد — چاکِ دل شانہ کشِ طرۂ تحریر آوے

۲☆

تا چند نفس غفلتِ ہستی سے بر آوے — قاصد تپشِ نالہ ہے یارب خبر آوے[۱]
ہے طاقِ فراموشیِ سودائے دو عالم — وہ سنگ کہ گلدستۂ جوشِ شرر آوے
درد آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے یارب — خمیازہ طربِ ساغرِ زخمِ جگر آوے
جمعیتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو — دل تا مژہ آغوشِ وداعِ نظر آوے
اے ہرزہ دوی مفتِ تمکینِ جنوں کھینچ — تا آبلہ محمل کشِ موجِ گُہر آوے
زاہد کو جنوں سبحۂ تحقیق ہے یارب — زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے
وہ تشنۂ سرشارِ تمنا ہوں کہ جس کو — ہر ذرہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے
تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم — آئینہ بہ عریانیِ داغِ[ب] جگر آوے[ا]
ہر غنچہ اسد بارگہِ شوکتِ گل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے بیدل اگر آوے

۳☆

خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے — نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے

۱۔ مفتی انوار الحق کے مطبوعہ نسخے میں اس مصرع کی صورت یہ ہے

قاصد تپشِ نالہ سے یارب خبر آوے

مولانا عرشی نے ''سے'' کو سہوِ کاتب بتایا ہے اور مصرع کو وہ صورت دی ہے جو یہاں متن میں اختیار کی گئی ہے۔

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب ---------------زخم-----------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۶۵ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۶۶ ہے۔ یہ غزل ۹، شعر پر مشتمل ہے۔

☆۳۔ اس غزل کا مطلع، شعر نمبر ۲، اور ۵ نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۷۷ میں درج ہیں۔ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۱۳ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶، اشعار پر مشتمل ہے۔

به حلقۂ خمِ گیسوئے راستی آموز — دہانِ مار سے گویا صبا نکلتی ہے ۱
برنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی — کبھی پری مری خلوت میں آ نکلتی ہے
فشارِ تنگیِ صحبت سے آتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کی خلوت میں جا نکلتی ہے ۲
نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ — کہ زخمِ روزنِ در سے ہوا نکلتی ہے ۳
اسد کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل — ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے

❁☆۱

چار سوئے عشق میں صاحب دکانی مفت ہے — نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے
زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے
نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن — یعنی اے پیرِ فلک شامِ جوانی مفت ہے
گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے
چونکہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے — بر ہوسہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے
یک نفس ہر یک نفس جاتا ہے قسطِ عمر میں — حیف ہے اُن کو جو کھوئیں زندگانی مفت ہے ۴
مال و جاہ و دست و پائے زر خریدہ ہیں اسد — پس بہ دلہائے دگر راحت رسانی مفت ہے

❁☆۲

بے تابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلّی ہے — موجِ تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلی ہے ۵
کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دو رنگی ہے — یاں تیرگیِ اختر خالِ رخِ زنگی ہے
دیدن ہمہ بالیدن گردن[2] ہمہ افسردن — خوشتر ز گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے ۶
وہمِ طربِ ہستی ایجادِ سیہ مستی — تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے
زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں — بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے

۱۔ مفتی انوار الحق کے نسخے میں (نیز نسخۂ عرشی میں) "نقدر نجم" چھپ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسے "نقد انجم" پڑھنا چاہیے۔
۲۔ عرشی: "گردن"۔

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------گیسو ہے---------------
۲۔ نسخۂ عرشی (لوائے سروش)۔ الف: ------خلوت---------بخی---------
نسخۂ عرشی (لوائے سروش)۔ ب: ---------کے پردے---------------
۳۔ نسخۂ عرشی (لوائے سروش)۔ ب: ---------در---------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب: ------کھوئیں---------------
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ب غافل---------------------
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ---------کردن---------------

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۶۷ ہے۔ اس غزل کے تیسرے شعر پر حمید احمد خاں نے جو حاشیہ لکھا ہے، وہ نسخۂ عرشی کے مطابق نہیں ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۶۸ ہے۔ یہ غزل ۷، اشعار پر مشتمل ہے۔

ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیری   مغرور نہ ہو ناداں سر تا سرِ گیتی ہے ۱
رکھ فکرِ سخن میں تو معذور مجھے غالب   یاں زورقِ خودداری طوفانیِ معنی ہے

❁☆۱

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے   ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے
ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز   مژگانِ کوہکن رگِ خارا کہیں جسے
حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں   گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے
کس فرصتِ وصال پہ ہے گل کو عندلیب   زخمِ فراق خندۂ بے جا کہیں جسے
ہے تار و پودِ فرشِ تبسم بہ بزمِ عیش   صبحِ بہار پنبۂ مینا کہیں جسے ۲
پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا   افسونِ انتظار تمنا کہیں جسے
یارب ہمیں تو خواب میں بھی مت دکھائیو   یہ محشرِ خیال کہ دنیا کہیں جسے
سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے ڈالیے   وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے
ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں   شوقِ عناں گسیختہ دریا کہیں جسے
غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے   ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

❁☆۲

شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے   داغِ دلِ بے درد نظرگاہِ حیا ہے
دل خوں شدۂ کشمکشِ کثرتِ اظہار   آئینہ بدستِ بتِ بدستِ حنا ہے ۳
تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بصد ذوق   آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کشا ہے
قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ   اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے

۱۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ الف: ....گیراں
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: درکار ہے شگفتنِ گلہائے عیش کو
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ....حسرتِ دیدار

☆۔ اس غزل کا دوسرا، چوتھا اور ساتواں شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۱۴ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۷۸ میں درج ہیں۔ اس غزل کا چھٹا شعر "نوائے سروش" میں مقطع سے قبل درج ہے۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی "یادآورد" کی غزل نمبر ۳۶ میں بھی درج ہے، لیکن "یادآورد" میں اس شعر کا پہلا مصرع مختلف ہے۔ شعر درج ذیل ہے

کرتا ہے گل جنونِ تماشا کہیں جسے
گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے

یہ غزل ۱۰، اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا چھٹا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۱۵ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۷۹ میں درج ہیں۔ "نوائے سروش" میں شامل غزل میں درج ذیل تین اشعار اضافی ہیں:

شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی   جی، کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے
خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو   معشوقی و بیحوصلگی، طرفہ بلا ہے
ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد   یارب، اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

مذکورہ غزل کے مقطع سے قبل درج دو شعر "نوائے سروش" میں شامل غزل میں معکوس الترتیب درج ہیں۔ یہ غزل ۱۲، اشعار پر مشتمل ہے۔

مجبوریِ دعوائے گرفتاریِ اُلفت　　دامن تہ سنگ آمدہ احرامِ وفا ہے ۱
سررشتۂ بے تابیِ دل در گرہِ عجز　　پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے
اے پرتوِ خورشیدِ جہاں تاب اِدھر بھی　　سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے ۲
معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ　　تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے
بیگانگیِ خلق سے بیدل نہ ہو غالب　　کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

☆۱

اگر گُل حسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے　　پرِ بلبل کے افسون کو دامن چیدنی جانے
فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی　　بہار اِس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے
نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے　　بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے
زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں کہ وحشت سے　　مژہ در پیچکِ مہ سوزن آسا چیدنی جانے ۳
خوشا شوقے کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے　　نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے ۴
جفا شوخ و ہوس گستاخِ مطلب ہے مگر عاشق　　نفس در قالبِ خشتِ لحد وزدیدنی جانے
نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے　　تماشائے کہ رنگِ رفتہ بر گردیدنی جانے ۵
اسد جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی　　زبانِ ہر سرِ مُو حالِ دل پرسیدنی جانے

☆۲

سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے　　آئنۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے
لطفِ خمار مے کو ہے در دلِ ہدگر اثر　　پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے
مفتِ صفائے طبع ہے جلوۂ نازِ سوختن　　داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے
رنجشِ یارِ مہرباں عیش و طرب کا ہے نشاں　　دل سے اُٹھے ہے جو غبار گردِ سوادِ باغ ہے
شعر کی فکر کو اسد چاہیے ہے دل و دماغ　　عذر کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے ۶

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف　مجبوری و دعوے ---------------------
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　ب:　است --------------- پیاں ----------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف:　------ خرشید ---------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　---- پیچک میں مہ کی -----------------
۴۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　الف　---- مستی ------------------------
۵۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　تماشا ہے ------------------------
۶۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔　ب　وائے ----------------------------
☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۲۹ ہے۔ یہ غزل ۸، اشعار پر مشتمل ہے۔
☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۳۰ ہے۔ یہ غزل ۵، اشعار پر مشتمل ہے۔

رباعیات

☆۱

بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال
ایّامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال
آ پہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم
اے عمرِ گزشتہ یک قدم استقبال

دیگر☆۲

ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا
ممکن نہیں یک زبان و یک دل ہونا
میں تجھ سے اور مجھ سے تُو پوشیدہ
ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا

دیگر☆۳

شب زلف و رخِ عرق فشاں کا غم تھا
کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا
رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک
ہر قطرۂ اشکِ چشمِ چشمِ نم تھا ۱

دیگر☆۴

دل تھا کہ جو جانِ دردِ تمہید سہی
بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی
ہم اور فسردن اے تجلّی افسوس
تکرار روا نہیں تو تجدید سہی

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ د: ـــــــ قطرۂ اشک، دیدۂ پُر نم ـــــــ

☆۱۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی رباعی نمبر۲ ہے۔

☆۲۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی رباعی نمبر۱ ہے۔

☆۳۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی رباعی نمبر۳ ہے۔

☆۴۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی رباعی نمبر۴ ہے۔

دیگر☆۱

سامانِ ہزار جستجو یعنی دل
ساغر کشِ خونِ آرزو یعنی دل
پشت و رخِ آئنہ ہے دین و دنیا
منظور ہے دو جہاں سے تُو یعنی دل

دیگر☆۲

اے کاش بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف
پہلوئے حیات سے گزر جاتا صاف
اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند
رہیے نہ مشقتِ گدائی سے معاف

دیگر☆۳

اے کثرتِ فہم بے شمار اندیشہ
ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ
یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر
یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ

دیگر☆۴

دل سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج
نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج
یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صنّاع
ہر پارۂ دل برنگِ دیگر ہے آج

ا۔ نسخۂ عرشی (گنجینۂ معنی)۔ ج ------------------------ صنّاع

☆۱۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی رباعی نمبر۲ ہے۔
☆۲۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی رباعی نمبر۳ ہے۔
☆۳۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی رباعی نمبر۴ ہے۔
☆۴۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی رباعی نمبر۵ ہے۔

دیگر☆۱

گر جوہر امتیاز ہوتا ہم میں
رسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں
ہیں نام و نگیں کمیں گہ نقبِ شعور
یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں

دیگر☆۲

ہے خلقِ حَسد قماش لڑنے کے لیے
وحشت کدۂ تلاش لڑنے کے لیے
مغرور وفا نہ ہو کہ جوں کاغذِ باد
ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے

دیگر☆۳

مشکل ہے ز بس کلام میرا اے دل
سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمایش
گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ج لیعنی بعر بار صورت ----------------

☆۱۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی رباعی نمبر ۶ ہے۔

☆۲۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی رباعی نمبر ۵ ہے۔

☆۳۔ یہ رباعی نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی رباعی نمبر ۱ ہے۔

خاتمۂ دیوان کے بعد جلد ساز نے جو سادہ اوراق لگائے ہیں۔ اُن میں پانچ صفحوں پر بدخط اور غلط نگار کاتب نے حسبِ ذیل غزلیں نقل کی ہیں۔ (یہ تمام غزلیات نسخۂ شیرانی کے متن میں موجود ہیں)۔

صفحۂ اول

☆۱

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آ جائے ہے
میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے
آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے

غیر[1] کو یارب وہ کیوں کر منع گستاخی کرے
گر حیا بھی اُس کو آتی ہے تو شرما جائے ہے

شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے
دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے

دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے واہ وا
نغمہ ہو جاتا ہے واں گر نالہ میرا جائے ہے [1]

گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق
پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے

اُس کی بزم آرائیاں سن کر دلِ رنجور یاں
مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے

[2]ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا
رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے

نقش کو اس کے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں
کھینچتا ہے جس قدر اتنا ہی کھنچتا جائے ہے

سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسد
پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے

☆۲

گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے
تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے

نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم
لے لیا مجھ سے مری ہمتِ عالی نے مجھے

کثرت آرائی وحدت ہے پرستاریِ وہم
کر دیا کافر ان اصنامِ خیالی نے مجھے

زندگی میں بھی رہا ذوقِ فنا کا مارا
نشہ بخشا غضب اس ساغرِ خالی نے مجھے

ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا
عجب آرام دیا بے پروبالی نے مجھے

بسکہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن
رنگِ شہرت نہ دیا[3] تازہ خیالی نے مجھے

جلوۂ خور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالب
کھو دیا سطوتِ اسمائے جلالی نے مجھے

۱۔ یہ مصرع کاتبِ غزل نے اس طرح نقل کیا ہے:

غیر کو کیونکر وہ یارب۔۔۔۔۔۔

۲۔ کاتب نے یہ مصرع یوں لکھا ہے "ہو کے عاشق وہ پری وش اور نازک بن گیا" مگر لفظ "وش" کے اوپر لفظ "رخ" بھی درج کیا گیا ہے۔

۳۔ کاتب نے یوں لکھا ہے: "رنگ شہرت مدیا نادیا تازہ خیالی نے مجھے"۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واہ

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۲ ہے۔ یہ غزل ۱۰ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا مقطع، چوتھا اور چھٹا شعر نسخۂ عرشی "گنجینۂ معنی" کی غزل نمبر ۲۷ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی "نوائے سروش" کی غزل نمبر ۱۸۵ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۷ اشعار پر مشتمل ہے۔

صفحہ دوم

۱☆❁

پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے　سینہ جویائے زخمِ کاری ہے
پھر جگر کھودنے لگا ناخن　آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے
قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز　پھر وہی پردۂ عماری ہے
چشم دلّالِ جنسِ رسوائی　دل خریدارِ ذوقِ خواری ہے
وہ ہی صد رنگ نالہ فرسائی　وہ ہی صد گونہ اشک باری ہے ۱
دل ہوائے خرامِ ناز سے پھر　محشرستانِ بے قراری ہے
جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے　روز بازارِ جاں سپاری ہے
پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں　پھر وہی زندگی ہماری ہے
پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز　گرم بازارِ فوجداری ہے
ہو رہا ہے جہان میں اندھیر　زلف کی پھر سرشتہ داری ہے
پھر دیا پارۂ جگر نے سوال　ایک فریاد و آہ و زاری ہے
پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب　اشک باری کا حکم جاری ہے
دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا　آج پھر اس کی روبکاری ہے
بے خودی بے سبب نہیں غالب　کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

۲☆❁

چاہیے خوباں کو جتنا چاہیے　یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے ۲
صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر　جائے مے اپنے کو کھینچا چاہیے
دل تو۱ ہو اچھا نہیں ہے گر دماغ　کچھ تو اسبابِ تمنّا چاہیے
چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل　بارے اب اس سے بھی سمجھا چاہیے

۱۔ کاتب: ''دل کو''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف: 　ووہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　ب　ووہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔　الف: 　۔۔۔۔۔اچھوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۸۸ ہے۔ یہ غزل ۱۴ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ اس غزل کا تیسرا شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۷۳ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۸۶ میں درج ہیں۔ اس غزل کے شعر نمبر ۷، اور ۸ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں معکوس الترتیب درج ہیں۔ یہ غزل ۱۱ اشعار پر مشتمل ہے۔ نسخۂ عرشی میں اس غزل کے آخری دو اشعار سے قبل ''ق'' درج نہیں ہے۔

چاک مت کر جیب بے ایامِ گل کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے
دوستی کا پردہ ہے بیگانگی منہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے
اپنی رسوائی میں کیا چلتی ہے سعی یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے
دشمنی نے میری کھویا غیر کو کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے
منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید نا اُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے
چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسدؔ آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے
غافل ان مہ طلعتوں کے واسطے چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

۱☆❁

وہ آ کے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے
کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا[۱] تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے
دکھا[۲] کے جنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے
یہ کون کھوے ہے آباد کر ہمیں لیکن کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے
پلا دے اوک سے ساقی جو ہم سے نفرت ہے پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے، شراب تو دے
اسدؔ خوشی سے مرے ہاتھ پاؤں[الف] پھول گئے کہاں جو اس نے ذرا میرے پاؤں[ب] داب تو دے!

۲☆❁

کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آ جائے ہے مجھ سے جفائیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے مجھ سے
خدایا جذبۂ دل[۳] کی مگر تاثیر اُلٹی ہے کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے

۱۔ کاتب: ''کرے قتل لگاوٹ میں۔۔۔۔۔۔''
۲۔ کاتب ''دیکھا جنبشِ لب ہی۔۔۔۔۔۔''
۳۔ پہلے 'جذبہ' کے بعد 'الفت' لکھا ہے، پھر اسے کاٹ دیا ہے اور آگے مصرع موجودہ شکل میں لکھا ہے۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پانو۔۔۔۔۔۔۔۔
نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ ب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پانو۔۔۔۔۔۔۔۔

☆۱۔ اس غزل کا چوتھا شعر نسخۂ عرشی ''گنجینۂ معنی'' کی غزل نمبر ۲۷۳ میں درج ہے، جب کہ اس غزل کے بقیہ اشعار نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۱۸۷ میں درج ہیں۔ یہ غزل ۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

☆۲۔ یہ غزل نسخۂ عرشی ''نوائے سروش'' کی غزل نمبر ۸۹ ہے۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں ایک شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے

تکلف برطرف نظارگی میں بھی سہی، لیکن
وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے

یہ غزل ۸ اشعار پر مشتمل ہے۔

وہ بدخو اور میری داستانِ عشق[۱] طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے ۱
اُدھر[۲] وہ بدگمانی ہے اِدھر یہ ناتوانی ہے — [۳]نہ پوچھا جائے ہے اُس سے نہ بولا جائے ہے مجھ سے
سنبھلنے دے مجھے اے نااُمیدی[۴] کیا قیامت ہے — کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے
ہوئے ہیں پاؤں ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی — نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے ۲

صفحۂ چہارم

قیامت ہے کہ ہووے مدّعی کا ہم سفر غالب — وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے

❁☆۱

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے
کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے
پھر وضعِ احتیاط سے رکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے
[۵]پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق — سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے
پھر بھر رہا ہوں خامۂ مژگاں بخونِ دل — سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے
باہمدگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب — نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے
دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے — پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے
پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے
دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال[۶] — صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے

۱۔ کاتب ''داستانی شوق طولانی'' لطف یہ ہے کہ یہاں کے شعروں میں کہیں کہیں غالب کی تحریر کی بھی جھلک نظر آتی ہے۔
۲۔ کاتب: ''اودہر وہ بدگمانی ہے ایدہر یہ ناتوانی ہے۔''
۳۔ کاتب: ''نہ پوچھا جائے ہے مجھ ــــــــ''
۴۔ 'نااُمیدی' کو 'نا امید' درج کیا ہے مگر پھر بھی یہ مصرع غالب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔
۵۔ اس سے ماقبل کا شعر اس نقل میں شامل نہیں ہے۔ کاتب سے شاید سہواً حذف ہو گیا ہے۔
۶۔ کاتب۔ ''دوڑے ہے ایک گل و لالہ پر خیال''۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ــــــــــــــــشوق ــــــ
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ــــــــــــپانو ــــــــ
☆۱۔ یہ غزل نسخۂ عرشی 'نوائے سروش' کی غزل نمبر ۱۹۰ ہے۔ ''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں ایک شعر اضافی ہے، جو درج ذیل ہے

پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس
مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے

''نوائے سروش'' میں شامل غزل میں مقطع سے قبل کے دو اشعار معکوس الترتیب درج ہیں۔ یہ غزل ۱۶ اشعار پر مشتمل ہے۔

صفحۂ پنجم

پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا — جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے
ڈھونڈے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس — زلفِ سیاہ رخ پہ پریشاں کیے ہوئے ۱
مانگے ہے پھر کسی کو مقابل میں[۲] آرزو — سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے ۲
اک نوبہارِ ناز کو چاہے ہے پھر نگاہ — چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے ۳
جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت، کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے
پھر دل میں ہے کہ در پہ کسو کے پڑے رہیں — سر زیرِ بارِ منتِ درباں کیے ہوئے ۴
غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے — بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے

۱۔ کاتب: "پھرہتا (بجائے 'چاہتا' کے) ہوں مندۂ اعمال ('اعمال' کا لفظ کاٹ دیا ہے) دلدار کھولنا"۔
۲۔ کاتب نے "مقابل" کے بعد "میں" نہیں لکھا۔

۱۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: مانگے------------------------
۲۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: چاہے------------------------
۳۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ----------------تا کے-----------
۴۔ نسخۂ عرشی (نوائے سروش)۔ الف: ----ی----------کسی------------

ضمیمہ

دیوانِ غالب (اُردو) نسخۂ عرشی

۱۔ حصّہ اوّل: گنجینۂ معنی

۲۔ حصّہ دوم: نوائے سروش

۳۔ حصّہ سوم: یادگارِ نالہ

۴۔ حصّہ چہارم: بادآورد

حصّہ اوّل: گنجینۂ معنی

غزلیات

(ی)

۲۷۵

اے بیخبراں میرے لبِ زخمِ جگر پر   بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی
گو زندگی زاہدِ بیچارہ عبث ہے   اتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی

۲۷۶

انجامِ نشاطِ غم نہ پوچھو یہ مصرفِ تابکے نہیں ہے
جس دل میں کہ "تابکے" سما جائے   واں عزتِ تختِ کے نہیں ہے

۲۷۷

پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق   جوں شمع ، آپ اپنی وہ خوراک ہو گئے

۲۷۸

ہو کر شہید عشق میں پائے ہزار جسم   ہر موجِ گردِ راہ، مرے سر کو دوش ہے

حصّہ دوم: نوائے سروش

قطعات

۱

ھے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ھے، اسے جس قدر اچھا کہیے
خامہ، انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ، سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے
مُہرِ مکتوبِ عزیزانِ گرامی لکھیے
حرزِ بازوے شگرفانِ خودآرا کہیے
مِسی آلودہ سرِ انگشتِ حسیناں لکھیے
داغِ طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا کہیے
خاتمِ دستِ سلیماں کے مشابہ لکھیے
سرِ پستانِ پریزاد سے مانا کہیے
اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے
خالِ مشکینِ رخِ دلکشِ لیلا کہیے
حجرالاسود دیوارِ حرم کیجے فرض
نافہ، آھوے بیابانِ ختن کا کہیے
وضع میں اس کو اگر سمجھیے قافِ تریاق
رنگ میں، سبزۂ نوخیزِ مسیحا کہیے
صومعے میں، اسے ٹھہرایئے گر مُہرِ نماز
میکدے میں، اسے خشتِ خُمِ صہبا کہیے
کیوں اسے قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیے؟
کیوں اسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے؟
کیوں اسے گوہرِ نایاب تصور کیجے؟
کیوں اسے مَردُمکِ دیدۂ عنقا کہیے؟
کیوں اسے تکمۂ پیراھنِ لیلیٰ لکھیے؟
کیوں اسے نقشِ پئے ناقۂ سلما کہیے؟
بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض
اور اس چکنی سُپاری کو سُوَیدا کہیے

۲

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے، ھمنشیں
اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ھاے! ھاے!
وہ سبزہ زار ھاے مُطرّا کہ ھے غضب!
وہ نازنیں بُتانِ خودآرا کہ ھاے! ھاے!
صبر آزما وہ اُن کی نگاھیں کہ حف نظر!
طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا کہ ھاے! ھاے!
وہ میوہ ھاے تازۂ شیریں کہ واہ! واہ!
وہ بادہ ھاے ناب گوارا کہ ھاے! ھاے!

۳

گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری
کیا کرتے تھے تم تقریر، ھم خاموش رہتے تھے
بس اب بگڑے پہ کیا شرمندگی! جانے دو، مل جاؤ
قسم لو ھم سے، گر یہ بھی کہیں: ''کیوں، ھم نہ کہتے تھے''؟

۴

نہ پوچھ اس کی حقیقت، حضورِ والا نے
مجھے جو بھیجی ھے بیسن کی روغنی روٹی
نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خُلد سے باھر
جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی

۵

اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر
اے جہاندارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل

پانو سے تیرے ملے فرقِ ارادت، اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت، اکلیل

تیرا اندازِ سخن، شانۂ زلفِ الہام
تیری رفتارِ قلم، جنبشِ بالِ جبریل

تجھ سے، عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم
تجھ سے، دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل

بسخن، اوجِ دہِ مرتبۂ معنی و لفظ
بکرم، داغِ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل

تا ترے وقت میں ھو عیش و طرب کی توفیر
تا ترے عہد میں ھو رنج و الم کی تقلیل

ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر
زُہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

تیری دانش، مری اصلاحِ مفاسد کی رہین
تیری بخشش، مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل

تیرا اقبالِ ترحّم، میرے جینے کی نوید
تیرا اندازِ تغافل، مرے مرنے کی دلیل

بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں
چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل

پیچھے ڈالی ھے، سرِ رشتۂ اوقات میں، گانٹھ
پہلے ٹھونکی ھے، بُنِ ناخنِ تدبیر میں، کیل

تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم
کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل

دُرِ معنی سے، مرا صفحہ، لقا کی ڈاڑھی
غمِ گیتی سے، مرا سینہ، عمر کی زنبیل

فکر میری، گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر
کلک میری، رقم آموزِ عباراتِ قلیل

میرے ابہام پہ ھوتی ھے تصدّق، توضیح
میرے اجمال سے کرتی ھے تراوش، تفصیل

نیک ھوتی مری حالت، تو نہ دیتا تکلیف
جمع ھوتی مری خاطر، تو نہ کرتا تعجیل

قبلۂ کون و مکاں، خستہ نوازی میں یہ دیر!
کعبۂ امن و اماں عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل!

۶

منظور ھے گزارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے

سَو پشت سے، ھے پیشۂ آبا سپہگری
کچھ شاعری، ذریعۂ عزت نہیں مجھے

آزادہ رَو ھوں، اور مرا مسلک ھے صلحِ کُل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

کیا کم ھے یہ شرف کہ ظفر کا غلام ھوں؟
مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے

اُستادِ شہ سے ھو، مجھے، پرخاش کا خیال
یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے

جامِ جہاں نُما ھے، شہنشاہ کا ضمیر
سَوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے

میں کون اور ریختہ؟ ھاں، اس سے مدعا
جُز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے

سہرا لکھا گیا ز رہِ امتثالِ امر
دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے

مَقطع میں آ پڑی ھے سخن گسترانہ بات
مقصود اُس سے قطعِ محبت نہیں مجھے

روے سخن کسی کی طرف ھو، تو رُوسیاہ!
سَودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے

قسمت بُری سہی، پہ طبیعت بُری نہیں ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے
صادق ہوں اپنے قول میں، غالب، خدا گواہ! کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

۷

اے شہنشاہِ آسماں اَورنگ اے جہاں دارِ آفتاب آثار
تھا میں اک بینوائے گوشہ نشیں تھا میں اک دردمندِ سینہ فگار
تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی ہوئی میری وہ گرمیِ بازار
کہ ہوا مجھ سا ذرّۂ ناچیز رُوشناسِ ثَوابت و سیّار
گرچہ، از روے ننگِ بے ہنری، ہوں خود اپنی نظر میں اتنا خوار
کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی جانتا ہوں کہ آے خاک کو عار
شاد ہوں لیکن اپنے جی میں، کہ ہوں بادشہ کا غلامِ کار گزار
خانہ زاد اور مرید اور مدّاح تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار
بارے، نوکر بھی ہو گیا، صد شکر! نسبتیں، ہو گئیں مُشَخّص، چار
نکہوں آپ سے، تو کس سے کہوں؟ مُدّعاے ضروریِ الاظہار
پیر و مُرشِد، اگرچہ مجھ کو نہیں ذوقِ آرایشِ سر و دستار
کچھ تو جاڑے میں چاہیے، آخر تا ندے، بادِ زمہریر آزار
کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش؟ جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار
کچھ خریدا نہیں ہے، اب کے سال کچھ بنایا نہیں ہے، اب کی بار
رات کو آگ، اور دن کو دھوپ بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار
آگ تاپے کہاں تلک انساں! دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار
دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی وَ قِنَا رَبَّنَا عذابَ النّار!
میری تنخواہ جو مقرر ہے اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار
رسم ہے، مردے کی چھماہی ایک خلق کا، ہے اسی چلن پہ، مدار
مجھ کو دیکھو کہ ہوں بقیدِ حیات اور چھماہی ہو سال میں دو بار!
بسکہ لیتا ہوں، ہر مہینے، قرض اور رہتی ہے سُود کی تکرار
میری تنخواہ میں چہارم کا ہو گیا ہے شریک، ساہوکار
آج مجھ سا نہیں زمانے میں شاعرِ نغز گوے خوش گفتار
رزم کی داستان گر سنیے ہے، زباں میری، تیغ جوہر دار
بزم کا التزام گر کیجے ہے، قلم میری، ابرِ گوہر بار

ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد　　قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار
آپ کا بندہ اور پھروں ننگا!　　آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار
میری تنخواہ کیجیے ماہ بماہ　　تا نہ ہو، مجھ کو، زندگی دشوار
ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام　　شاعری سے نہیں مجھے سروکار
تم سلامت رہو ہزار برس!　　ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار!

﴿ ۸ ﴾

اے شاہِ جہانگیرِ جہاں بخشِ جہاں دار　　ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت
جو عُقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہو وا　　تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اِشارت
ممکن ہے، کرے خضر سکندر سے ترا ذکر؟　　گر لب کو ندے، چشمۂ حیواں سے طہارت
آصَف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا　　ہے فخرِ سلیماں، جو کرے تیری وزارت
ہے نقشِ مریدی ترا، فرمانِ الٰہی　　ہے داغِ غلامی ترا، توقیعِ امارت
تو آب سے گر سَلب کرے طاقتِ سَیلاں　　تو آگ سے گر دفع کرنے تابِ شرارت
ڈھونڈے، نہ ملے، موجۂ دریا میں، روانی　　باقی نرہے، آتشِ سوزاں میں، حرارت
ہے، گرچہ، مجھے نکتہ سرائی میں توَغُّل　　ہے، گرچہ، مجھے سحر طرازی میں مَہارت
کیونکر نکروں مدح کو میں ختم دعا پر؟　　قاصر ہے، ستایش میں تری، میری عبارت
نَوروز ہے آج، اور وہ دن ہے کہ ہوے ہیں　　نَظّارگی صَنعتِ حق، اہلِ بَصارت
تجھ کو، شرفِ مہرِ جہاں تاب مبارک!　　غالب کو، ترے عَتبۂ عالی کی زیارت!

﴿ ۹ ﴾

نُصرت الملک بہادر، مجھے بتلا کہ مجھے　　تجھ سے جو اتنی ارادت ہے، تو کس بات سے ہے
گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے　　رونقِ بزمِ مہ و مہر تری ذات سے ہے
اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں　　غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے
خستگی کا ہو بھلا، جس کے سبب سے سرِ دست　　نسبت اک گونہ مرے دل کو، ترے ہات سے ہے
ہاتھ میں تیرے رہے، توسنِ دولت کی عِناں!　　یہ دعا، شام و سحر، قاضیِ حاجات سے ہے
تو سکندر ہے، مرا فخر ہے ملنا تیرا　　گو، شرف خضر کی بھی، مجھ کو، ملاقات سے ہے
اس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار!　　غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے

۱۰

ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو
رکھ دیں چمن میں، بھر کے مے، مُشکبو کی ناند

جو آئے، جام بھر کے پیے، اور ہو کے مست
سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند

غالب، یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ
بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند

بٹتے ہیں سونے رُوپے کے چھلّے حضور میں
ہے، جن کے آگے سیم و زر، مہر و ماہ، ماند

یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوے
لاکھوں ہی آفتاب ہیں، اور بیشمار چاند

۱۱

سَہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آ پڑی:
مجھ پہ کیا گزرے گی، اتنے روز حاضر بن ہوے

تین دن مُسہل سے پہلے، تین دن مسہل کے بعد،
تین مسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟

۱۲

افطارِ صَوم کہ کچھ، اگر، دستگاہ ہو
اُس شخص کو ضرور ہے، روزہ رکھا کرے

جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہو
روزہ اگر نکھائے، تو ناچار کیا کرے؟

۱۳

بسیہ کلیم ہوں، لازم ہے، میرا نام نہ لے
جہاں میں، جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے

ہوا نہ غلبہ مُیَسّر کبھی کسی پہ مجھے
کہ جو شریک ہو میرا، شریکِ غالب ہے

۱۴

خُجستہ انجمن طوے میرزا جعفر
کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ

ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں، غالب
نہ کیوں ہو مادّۂ سالِ عیسوی، محظوظ؟

۱۸۵۴ء

۱۵

ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی
ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید

کہا غالب سے: ''تاریخ اس کی کیا ہے؟''
تو بولا: ''اِنشراحِ جشنِ جمشید''

۱۲۷۰ھ

۱۶

گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں
دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں

کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوے سلام
اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

مثنوی

۱

ہاں، دلِ دردمندِ زمزمہ ساز کیوں نہ کھولے درِ خزینۂ راز؟
خامے کا صفحے پر رواں ہونا شاخِ گل کا ہے گلفشاں ہونا
مجھ سے کیا پوچھتا ہے، کیا لکھیے؟ نکتہ ہائے خرد فزا لکھیے
بارے، آموں کا کچھ بیاں ہو جائے خامہ، نخلِ رُطب فشاں ہو جائے
آم کا، کون، مردِ میداں ہے؟ ثمر و شاخ، گوے و چوگاں ہے
تاک کے جی میں کیوں رہے ارماں؟ آئے، یہ گوے اور یہ میداں!
آم کے آگے پیش جاوے خاک پھوڑتا ہے جلے پھپھولے، تاک
نہ چلا، جب کسی طرح، مقدور بادۂ ناب بن گیا، انگور
یہ بھی ناچار، جی کا کھونا ہے شرم سے پانی پانی ہونا ہے
مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے؟ آم کے آگے نیشکر کیا ہے؟
نہ گُل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار جب خزاں آئے، تب ہو اُس کی بہار
اور دوڑائیے قیاس کہاں؟ جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں؟
جان میں ہوتی، گر، یہ شیرینی کوہکن، باوجودِ غمگینی
جان دینے میں اُس کو یکتا جان پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان
نظر آتا ہے یوں مجھے یہ ثمر کہ دواخانۂ ازل میں، مگر
آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام
یا یہ ہو گا کہ فرطِ رافت سے باغبانوں نے باغِ جنت سے
انگبیں کے، بحکمِ ربّ الناس بھر کے بھیجے ہیں، سربمہر گلاس
یا لگا کر خضر نے شاخِ نبات مدتوں تک دیا ہے آبِ حیات
تب ہوا ہے ثمر فشاں، یہ نخل ہم کہاں، ورنہ، اور کہاں یہ نخل!
تھا ترنجِ زر ایک، خسرو پاس رنگ کا زرد، پر کہاں بوباس!
آم کو دیکھتا اگر یک بار پھینک دیتا طلاے دست افشار
رونقِ کارگاہِ برگ و نوا نازشِ دودمانِ آب و ہوا
رہروِ راہِ خلد کا توشہ طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ
صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم ناز پروردۂ بہار ہے آم
خاص وہ آم، جو نہ ارزاں ہو نو برِ نخلِ باغِ سلطاں ہو

وہ کہ ہے والیِ ولایتِ عہد عدل سے اُس کے، ہے حمایتِ عہد
فخرِ دین، عزِ شان، و جاہ جلال زینتِ طینت، و جمالِ کمال
کار فرمائے دین و دولت و بخت چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت
سایہ اُس کا، ہُما کا سایہ ہے خلق پر، وہ خدا کا سایہ ہے
اے مُفیضِ وجودِ سایہ و نور جب تلک ہے نمودِ سایہ و نور
اس خداوندِ بندہ پرور کو وارثِ گنج و تخت و افسر کو
شاد و دلشاد و شادماں رکھیو! اور غالب پہ مہرباں رکھیو!

قصائد

۳

ہاں، مہِ نو، سُنیں ہم اُس کا نام جس کو تو، جھک کے، کر رہا ہے سلام
دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح یہی انداز اور یہی اندام
بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ بندہ عاجز ہے، گردشِ ایّام
اُڑ کے جاتا کہاں؟ کہ تاروں کا آسماں نے بچھا رکھا تھا دام
مَرحبا! اے سُرورِ خاصِ خواص حبّذا! اے نشاطِ عامِ عوام
عذر میں، تین دن نہ آنے کے لے کے آیا ہے عید کا پیغام
اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا صبح جو جاوے اور آوے شام
ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا تیرا آغاز اور ترا انجام
رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے؟ مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمّام؟
جانتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک ہی ہے اُمید گاہِ اَنام
میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش غالب اُس کا، مگر نہیں ہے، غلام؟
جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو تب کہا ہے بطرزِ استفہام
مہرِ تاباں کو ہو تو ہو، اے ماہ قُربِ ہر روزہ بر سبیلِ دوام،
تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا؟ جز بتقریبِ عیدِ ماہِ صیام
جانتا ہوں کہ اُس کے فیض سے تو پھر بنا چاہتا ہے ماہِ تمام
ماہ بن، ماہتاب بن، میں کون؟ مجھ کو کیا بانٹ دیگا تو اِنعام؟
میرا اپنا جدا معاملہ ہے اور کے لین دین سے کیا کام؟
ہے مجھے آرزوئے بخششِ خاص گر تجھے ہے امیدِ رحمتِ عام

جو کہ بخشے گا تجھ کو فرِّ فروغ | کیا نہ دیگا مجھے مئے گلفام؟
جب کہ چودہ منازلِ فلکی | کر چکے قطع، تیری تیزیِ گام
تیرے پرتَو سے ہوں فروغ پذیر | کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام
دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز | اپنی صورت کا، اک بلوریں جام
پھر غزل کی روش پہ چل نکلا | توسنِ طبع چاہتا تھا لگام
زہرِ غم کر چکا تھا میرا کام | تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام؟
مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں؟ | غم سے جب ہو گئی ہو، زیست، حرام
بوسہ کیسا؟ یہی غنیمت ہے | کہ نہ سمجھیں وہ لذّتِ دشنام
کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس | اب تو باندھا ہے دَیر میں اِحرام
اُس قدح کا، ہے، دَور مجھ کو نقد | چرخ نے لی ہے، جس سے گردش، وام
بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار | دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام
چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصہ آئے | کیوں رکھوں، ورنہ، غالب اپنا نام؟
کہہ چکا میں تو سب کچھ، اب تو کہہ | اے پری‌چہرہ پیکِ تیز خرام!
کون ہے؟ جس کے در پہ ناصیہ سا | ہیں مہ و مہر و زُہرہ و بہرام
تو نہیں جانتا، تو مجھ سے سُن | نامِ شاہنشہِ بلند مقام
قبلۂ چشم و دل، بہادرشاہ | مظہرِ ذُوالجلالِ وَ الاکرام
شہسوارِ طریقۂ انصاف | نوبہارِ حدیقۂ اسلام
جس کا ہر فعل، صورتِ اعجاز | جس کا ہر قول، معنیِ الہام
بزم میں، میزبانِ قیصر و جم | رزم میں، اوستادِ رستم و سام
اے ترا لطف زندگی افزا! | اے ترا عہد فرّخی فرجام!
چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ | لوحش اللہ! عارفانہ کلام
جاں نثاروں میں تیرے، قیصرِ روم | جُرعہ خواروں میں تیرے، مرشدِ جام
وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے | ایرج و تور و خسرو و بہرام
زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے | گیو و گودرز و بیژن و رُہّام
مرحبا! موشگافیِ ناوک | آفریں! آبداریِ صمصام
تیر کو تیرے، تیرِ غیر، ہدف | تیغ کو تیری، تیغِ خصم، نیام
رعد کا، کر رہی ہے کیا دَم بند! | برق کو دے رہا ہے کیا الزام!
تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا | تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام

فنِ صورتگری میں، تیرا گرز   گر نہ رکھتا ہو دستگاہِ تمام
اُس کے مضروب کے سر و تن سے   کیوں نمایاں ہو صورتِ اِدغام؟
جب ازل میں رقم پذیر ہوے   صفحہ ھاے لَیالی و ایّام
اور اُن اوراق میں، بکلکِ قضا   مُجملا مُندرج ہوے، اَحکام
لکھ دیا شاھدوں کو "عاشق کُش"   لکھ دیا عاشقوں کو "دشمن کام"
آسماں کو کہا گیا کہ کہیں: "گنبدِ تیز گردِ نیلی فام"
حکمِ ناطق لکھا گیا کہ لکھیں: خال کو "دانہ" اور زلف کو "دام"
آتش و آب و باد و خاک نے لی   وضعِ سوز و نَم و رَم و آرام
مہرِ رخشاں کا نام "خسروِ روز"   ماہِ تاباں کا اسم "شحنۂ شام"
تیرے توقیعِ سلطنت کو بھی   دی، بدستور، صورتِ اِرقام
کاتبِ حکم نے، بموجبِ حکم،   اُس رقم کو دیا طرازِ دوام
ھے ازل سے روائی آغاز   ہو ابد تک رسائی انجام!

۲

صبحدم دروازۂ خاور کھلا   مہرِ عالمتاب کا مَنظر کھلا
خسروِ انجم کے، آیا، صرف میں   شب کو تھا، گنجینۂ گوھر، کھلا
وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود   صبح کو، رازِ مہ و اختر کھلا
ھیں کواکب کچھ، نظر آتے ھیں کچھ   دیتے ھیں دھوکا، یہ بازیگر، کھلا
سطحِ گردوں پر پڑا تھا، رات کو   موتیوں کا، ھر طرف، زیور کھلا
صبح آیا، جانبِ مشرق، نظر   اک نگارِ آتشیں رُخ، سر کھلا
تھی نظربندی، کیا جب رَدِّ سحر   بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
لا کے، ساقی نے صَبوحی کے لیے   رکھدیا ھے ایک جامِ زر کھلا
بزمِ سلطانی ھوئی آراستہ   کعبۂ امن و اماں کا در کھلا
تاجِ زرّیں، مہرِ تاباں سے سوا   خسروِ آفاق کے مُنہ پر کھلا
شاہِ روشندل، بہادر شہ کہ ھے   رازِ ھستی اُس پہ سر تا سر کھلا
وہ کہ جس کی صورتِ تکوین میں   مقصدِ نہ چرخ و ھفت اختر کھلا
وہ کہ جس کے ناخنِ تاویل سے   عُقدۂ اَحکامِ پیغمبر کھلا
پہلے دارا کا، نکل آیا ھے، نام   اُس کے سرھنگوں کا جب دفتر کھلا

رُوشناسوں کی جہاں فہرست ہے   واں لکھا ہے، چہرۂ قیصر، کھلا
تَوسَنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب   تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا
نقشِ پا کی صورتیں وہ دلفریب   تو کہے، بتخانۂ آزر کھلا
مجھ پہ، فیضِ تربیت سے شاہ کے   منصبِ مہر و مہ و محور کھلا
لاکھ عقدے دل میں تھے، لیکن ہر ایک   میری حدِّ وُسع سے باہر کھلا
تھا، دلِ وابستہ، قُفلِ بے کلید   کس نے کھولا؟ کب کھلا؟ کیونکر کھلا؟
باغِ معنی کی، دکھا دونگا بہار   مجھ سے، گر، شاہِ سخن گستر کھلا
ہو جہاں گرمِ غزلخوانی، نَفَس   لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا
کُنج میں بیٹھا رہوں، یوں پر کھلا غزل کاشکے! ہوتا قفس کا در کھلا
ہم پکاریں اور کھلے، یوں کون جاے؟   یار کا دروازہ پاویں، گر، کھلا
ہم کو ہے اس رازداری پر گھمنڈ   دوست کا، ہے، راز دشمن پر کھلا
واقعی، دل پر بھلا لگتا تھا داغ   زخم، لیکن، داغ سے بہتر کھلا
ہاتھ سے رکھدی، کب ابرو نے، کماں؟   کب کمر سے غمزے کی خنجر کھلا؟
مفت کا، کس کو بُرا ہے، بدرقہ   رہبری میں، پردۂ رہبر کھلا
سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک؟   آگ بھڑکی، مِنہ اگر دم بھر کھلا
نامے کے ساتھ آ گیا پیغامِ مرگ   رہ گیا، خط میری چھاتی پر، کھلا
دیکھیو، غالب سے گر اُلجھا کوئی   ہے ولی پوشیدہ اور کافَر کھلا
پھر، ہوا مِدحت طرازی کا خیال   پھر، مہ و خُرشید کا دفتر کھلا
خامے سے پائی، طبیعت نے، مدد   بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھلا
مدح سے، ممدوح کی دیکھی شکوہ   یاں، عَرَض سے، رتبۂ جوہر کھلا
مِہر کانپا، چرخ چکر کھا گیا   بادشہ کا رایتِ لشکر کھلا
بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب   اب، علوِّ پایۂ منبر کھلا؟
سکّۂ شہ کا، ہوا ہے، رُوشناس   اب، عیارِ آبروے زر کھلا
شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ   اب، مآلِ سعیِ اِسکندر کھلا
ملک کے وارث کو دیکھا، خلق نے   اب، فریبِ طُغرل و سَنجر کھلا
ہو سکے کیا مدح؟ ہاں، اک نام ہے   دفترِ مدحِ جہاں داور کھلا
فکر اچھی، پر ستایش ناتمام   عجزِ اعجازِ ستایشگر کھلا
جانتا ہوں، ہے خطِ لوحِ ازل   تم پہ، اے خاقانِ نام آور، کھلا
تم کرو صاحبقرانی، جب تلک   ہے طِلسمِ روز و شب کا در کھلا!

غزلیات

(الف)

۳۷

ستایشگر ہے زاہد، اس قدر جس باغِ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے طاقِ نسیاں کا
بیاں کیا کیجیے، بیدادِ کاوشہاے مژگاں کا؟ — کہ ہر یک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا
نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو — لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا
دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل، اک تخم ہے سروِ چراغاں کا
کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ تیرے جلوے نے — کرے جو، پرتوِ خُرشید، عالم شبنمستاں کا
مری تعمیر میں مُضمَر ہے، اک صورت خرابی کی — ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرمِ دہقاں کا
اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر — مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا
خموشی میں نہاں، خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں، ہیں — چراغِ مردہ ہوں، میں بیزباں، گورِ غریباں کا
ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے — دلِ افسردہ، گویا، حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا
بغل میں غیر کی، آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا، خواب میں آ کر، تبسمہاے پنہاں کا؟
نہیں معلوم، کس کس کا لہو پانی ہوا ہو گا! — قیامت ہے، سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا
نظر میں ہے ہماری، جادۂ راہِ فنا، غالب — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا

۳۸

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا! — نہ ہو مرنا، تو جینے کا مزا کیا؟
"تجاہل پیشگی سے مُدّعا کیا؟ — کہاں تک، اے سراپا ناز، "کیا، کیا"؟
نوازشہاے بیجا دیکھتا ہوں — شکایتہاے رنگیں کا گلا کیا؟
نگاہِ بے مُحابا چاہتا ہوں — تغافلہاے تمکیں آزما کیا؟
فروغِ شعلۂ خس، یک نفَس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا؟
نفَس موجِ محیطِ بیخودی ہے — تغافلہاے ساقی کا گلا کیا؟
دماغِ عطرِ پیراہن نہیں ہے — غمِ آوارگیہاے صبا کیا؟
سُن، اے غارتگرِ جنسِ وفا، سُن — شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا؟
دلِ ہر قطرہ، ہے سازِ "انا البحر" — ہم اُس کے ہیں، ہمارا پوچھنا کیا؟
مُحابا کیا ہے؟ میں ضامن، ادھر دیکھ — شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا؟
کیا کس نے جگرداری کا دعویٰ؟ — شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا؟
یہ، قاتل، وعدۂ صبر آزما کیوں؟ — یہ، کافر، فتنۂ طاقت رُبا کیا؟
بلاے جاں ہے، غالب، اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اِشارت کیا، ادا کیا

۳۹

میں اور بزمِ مَے سے یوں تشنہ کام آؤں!
گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟

ہے ایک تیر، جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں
وہ دن گئے کہ اپنا، دل سے، جگر جدا تھا

درماندگی میں، غالب، کچھ بن پڑے، تو جانوں
جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا

۴۰

گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو، ویراں ہوتا
بحر گر بحر نہ ہوتا، تو بیاباں ہوتا

تنگیِ دل کا گلہ کیا؟ یہ وہ کافر دل ہے
کہ اگر تنگ نہ ہوتا، تو پریشاں ہوتا

بعدِ یک عمر وَرَع، بار تو دیتا، بارے
کاش! رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا

۴۱

ہوئی تاخیر، تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے، مگر کوئی عِناں گیر بھی تھا

تم سے بیجا ہے، مجھے اپنی تباہی کا گِلہ
اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا

تو مجھے بھول گیا ہو، تو پتا بتلا دوں
کبھی فِتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟

قید میں ہے، ترے وحشی کو، وہی زلف کی یاد
ہاں، کچھ اک رنجِ گرانباریِ زنجیر بھی تھا

بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا؟
بات کرتے، کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا

یوسف اُس کو کہوں، اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی
گر بگڑ بیٹھے، تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا

دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا؟
نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا

پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام
ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا

ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا، نہ سہی
آخر، اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

ریختے کے تمہیں اُستاد نہیں ہو، غالب
کہتے ہیں ’’اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا‘‘

۴۲

ذکر اُس پَری وَش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا

مَے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں؟ یارب
آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا؟

منظر اک بُلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے اِدھر ہوتا، کاشکے! مکاں اپنا

دے وہ جس قدر ذلت، ہم ہنسی میں ٹالینگے
بارے، آشنا نکلا، اُن کا پاسباں، اپنا

دردِ دل لکھوں کب تک؟ جاؤں، اُن کو دکھلا دوں
اُنگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا

گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا
ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا

تا کرے نہ غمازی، کر لیا ہے دُشمن کو
دوست کی شکایت میں، ہم نے، ہمزباں اپنا

ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟
بے سبب ہوا، غالب، دُشمن آسماں اپنا

۴۳

یہ نہ تھی ھماری قسمت کہ وصالِ یار ھوتا — اگر اور جیتے رہتے، یہی انتظار ھوتا
ترے وعدے پر جیے ھم، تو یہ جان، جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے، اگر اعتبار ھوتا
تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا — کبھی تو نہ توڑ سکتا، اگر اُستوار ھوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے، ترے تیرِ نیمکش کو — یہ خلش کہاں سے ھوتی، جو جگر کے پار ھوتا؟
یہ کہاں کی دوستی ھے کہ بنے ھیں دوست ناصح؟ — کوئی چارہ ساز ھوتا، کوئی غمگسار ھوتا
رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا — جسے غم سمجھ رہے ھو، یہ اگر شرار ھوتا
غم اگرچہ جاں گسل ھے، پہ کہاں بچیں؟ کہ دل ھے — غمِ عشق گر نہ ھوتا، غمِ روزگار ھوتا
کہوں کس سے میں کہ کیا ھے؟ شبِ غم بُری بلا ھے — مجھے کیا بُرا تھا مرنا، اگر ایک بار ھوتا
ھوے مر کے ھم جو رُسوا، ھوے کیوں نہ غرقِ دریا — نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ھوتا
اُسے کون دیکھ سکتا، کہ یگانہ ھے وہ یکتا — جو دوئی کی بو بھی ھوتی، تو کہیں دوچار ھوتا
یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان، غالب! — تجھے ھم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ھوتا

۴۴

نہ تھا کچھ، تو خدا تھا، کچھ نہ ھوتا، تو خدا ھوتا — ڈبویا مجھ کو ھونے نے، نہ ھوتا میں، تو کیا ھوتا؟
ھوا جب غم سے یوں بےحس، تو غم کیا سر کے کٹنے کا؟ — نہ ھوتا گر جدا تن سے، تو زانو پر دھرا ھوتا
ھوئی مدت کہ غالب مر گیا، پر یاد آتا ھے — وہ ھر یک بات پر کہنا کہ "یوں ھوتا، تو کیا ھوتا"؟

۴۵

بزمِ شاھنشاہ میں اشعار کا دفتر کُھلا — رکھیو، یارب، یہ درِ گنجینۂ گوھر کُھلا!
شب ھوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا — اس تکلف سے کہ گویا بتکدے کا در کھلا
گرچہ ھوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب؟ — آستیں میں دشنہ پنہاں، ھاتھ میں نشتر کھلا
گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید — پر یہ کیا کم ھے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا
ھے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خُلد کا اک در ھے، میری گور کے اندر، کھلا
مُنہ نہ کُھلنے پر، ھے وہ عالم کہ دیکھا ھی نہیں — زلف سے بڑھکر نقاب اُس شوخ کے مُنہ پر کھلا
در پہ رہنے کو کہا، اور کہکے کیسا پھر گیا! — جتنے عرصے میں مرا لپٹا ھوا بستر کھلا
کیوں اندھیری ھے شبِ غم؟ ھے بلاؤں کا نُزول — آج اُدھر ھی کو رھے گا، دیدۂ اختر، کھلا
کیا رھوں غربت میں خوش، جب ھو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ھے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا
اُس کی اُمت میں ھوں میں، میرے رھیں کیوں کام بند؟ — واسطے جس شہ کے، غالب، گنبدِ بےدر کھلا

۴۶

جَور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا؟
کہتے ہیں: ''ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا؟

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ، گھبرائیں کیا؟

لاگ ہو، تو اُس کو ہم سمجھیں لگاؤ
جب نہو کچھ بھی، تو دھوکا کھائیں کیا؟

ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ؟
یارب، اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا؟

موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جاے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟

عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ
مر گئے پر، دیکھیے، دکھلائیں کیا

پوچھتے ہیں وہ کہ ''غالب کون ہے؟''
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

۴۷

دردِ منّت کشِ دوا نہوا
میں نہ اچھا ہوا، برا نہوا

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟
اک تماشا ہوا، گلا نہوا

ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں؟
تو ہی جب خنجر آزما نہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب! کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہوا

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہوا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟
بندگی میں مرا بھلا نہوا

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہوا

زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما
کام گر رُک گیا، روا نہوا

رہزنی ہے کہ دلستانی ہے!
لے کے دل، دلستاں روانہ ہوا

کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں:
''آج غالب غزل سرا نہوا''

۴۸

در خورِ قہر و غضب، جب کوئی ہم سا، نہوا
پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہوا؟

بندگی میں بھی وہ آزادہ و خودبیں ہیں کہ ہم
اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہوا

سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا
روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہوا

کم نہیں نازشِ ہمنامیِ چشمِ خوباں
تیرا بیمار، بُرا کیا ہے، گر اچھا نہوا

سینے کا داغ ہے، وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا
خاک کا رزق ہے، وہ قطرہ کہ دریا نہوا

نام کا میرے ہے، جو دکھ کہ کسی کو نملا
کام میں میرے ہے، جو فتنہ کہ برپا نہوا

ہر بُنِ مو سے، دمِ ذکر، نہ ٹپکے خوناب
حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہوا

قطرے میں دجلہ دکھائی ندے، اور جزو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہوا

تھی خبر گرم کہ غالب کے اُڑیں گے پُرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہوا

(ت)

۵۳

مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے، آنکھیں، غالب   یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت!

(ج)

۵۵

لو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں   اچھا اگر نہو، تو مسیحا کا کیا علاج

(ر)

۶۳

کیوں جل گیا نہ، تابِ رخِ یار دیکھ کر؟   جلتا ہوں، اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر
آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے   سر گرمِ نالہ ہاے شرر بار دیکھ کر
کیا آبروے عشق، جہاں عام ہو جفا؟   رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر
آتا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے   مرتا ہوں، اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر
ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق   لرزے ہے موج مے، تری رفتار دیکھ کر
وا حسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ   ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر
بِک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کے ساتھ   لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر
زُنّار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال   رہرو چلے ہے، راہ کو ہموار دیکھ کر
ان آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں   جی خوش ہوا ہے، راہ کو پُرخار دیکھ کر
کیا بدگماں ہے مجھ سے! کہ آئینے میں مرے   طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر
گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلّی نہ طور پر   دیتے ہیں بادہ، ظرفِ قدح خوار دیکھ کر
سر پھوڑنا وہ، غالبِ شوریدہ حال کا   یاد آ گیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر

۶۴

گھر جب بنا لیا ترے در پر، کہے بغیر   جانے گا اب بھی تو نہ مرا گھر کہے بغیر؟
کہتے ہیں، جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن   جانوں کسی کے دل کی میں کیونکر، کہے بغیر
کام اُس سے آ پڑا ہے کہ جس کا جہان میں   لیوے نہ کوئی نام، ستمگر کہے بغیر
جی میں ہی کچھ نہیں ہے ہمارے، وگرنہ ہم   سر جاے یا رہے، نہ رہیں پر کہے بغیر
چھوڑوں گا میں نہ اُس بتِ کافر کا پوجنا   چھوڑے نہ خلق، گو، مجھے کافر کہے بغیر
مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں کام   چلتا نہیں ہے، دشنہ و خنجر کہے بغیر
ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو   بنتی نہیں ہے، بادہ و ساغر کہے بغیر
بہرا ہوں میں، تو چاہیے دونا ہو التفات   سُنتا نہیں ہوں بات، مکرّر کہے بغیر
غالب، نہ کر حضور میں تو بار بار عرض   ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر

۶۵

ہے بسکہ ہر اک اُن کے اشارے میں، نشاں اور
کرتے ہیں محبّت، تو گزرتا ہے گماں اور

یارب، وہ نہ سمجھے ہیں، نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل اُن کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اور

ابرو سے ہے کیا، اس نگہِ ناز کو، پیوند؟
ہے تیر مقرّر، مگر اس کی ہے کماں اور

تم شہر میں ہو، تو ہمیں کیا غم؟ جب اُٹھیں گے
لے آئیں گے بازار سے، جا کر، دل و جاں اور

ہر چند سبکدست ہوئے بُت شکنی میں
ہم ہیں، تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور

ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا
ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور

مرتا ہوں اس آواز پہ، ہرچند سر اُڑ جائے
جلّاد کو، لیکن، وہ کہے جائیں کہ ''ہاں، اور''

لوگوں کو ہے خُرشیدِ جہاں تاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اور

لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین
کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اور

پاتے نہیں جب راہ، تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رُکتی ہے مری طبع، تو ہوتی ہے رواں اور

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ ''غالب کا ہے اندازِ بیاں اور''

۶۶

لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور
تنہا گئے کیوں؟ اب رہو تنہا کوئی دن اور

مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا
ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور

آئے ہو کل، اور آج ہی کہتے ہو کہ ''جاؤں؟''
مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور

جاتے ہوئے کہتے ہو: ''قیامت کو ملیں گے''
کیا خوب! قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

ہاں، اے فلکِ پیر، جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اور؟

تم ماہِ شبِ چاردہم تھے، مرے گھر کے
پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور؟

تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے؟
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

مجھ سے، تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی
بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور؟

گزری نہ، بہرحال، یہ مدّت خوش و ناخوش
کرنا تھا، جواں مرگ، گزارا کوئی دن اور

ناداں ہو، جو کہتے ہو کہ ''کیوں جیتے ہیں غالب''
قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور

(ز)

۶۷

کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز؟
کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز؟

دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

تاب لائے ہی بنے گی، غالب
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

(م)

۸۳

مجھ کو دیارِ غیر میں مارا، وطن سے دور   رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم
وہ حلقہ ھاے زلف کمیں میں ھیں، اے خدا   رکھ لیجو، میرے دعویِ وارستگی کی شرم

(ن)

۹۷

مت مَردُمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاھیں   ھیں جمع سُویداے دلِ چشم میں آھیں

۹۸

عشق، تاثیر سے نومید نہیں   جانسپاری، شجرِ بید نہیں
سلطنت دست بدست آئی ھے   جامِ مَے خاتمِ جمشید نہیں
ھے، تجلّی تری، سامانِ وجود   ذرّہ، بے پَرتَوِ خُرشید نہیں
رازِ معشوق نہ رُسوا ھو جاے   ورنہ مر جانے میں کچھ بھید نہیں
گردشِ رنگِ طرب سے ڈریے   غمِ محرومیِ جاوید نہیں
کہتے ھیں: "جیتے ھیں امّید پہ لوگ"   ھم کو جینے کی بھی امّید نہیں

۹۹

ھو گئی ھے، غیر کی شیریں بیانی، کارگر   عشق کا، اُس کو، گماں ھم بیزبانوں پر نہیں

۱۰۰

دیوانگی سے دوش پہ زُنّار بھی نہیں   یعنی، ھمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں
دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے   دیکھا، تو ھم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں
ملنا ترا اگر نہیں آساں، تو سہل ھے   دشوار تو یہی ھے کہ دشوار بھی نہیں
بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ھے اور یاں   طاقت، بقدرِ لذّتِ آزار بھی نہیں
شوریدگی کے ھاتھ سے ھے، سر، وبالِ دوش   صحرا میں، اے خدا، کوئی دیوار بھی نہیں
گنجایشِ عداوتِ اغیار اک طرف   یاں دل میں، ضعف سے، ھوسِ یار بھی نہیں
ڈر نالہ ھاے زار سے میرے، خدا کو مان   آخر، نواے مرغِ گرفتار بھی نہیں
دل میں ھے، یار کی صفِ مژگاں سے رُوکشی   حال آنکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں
اس سادگی پہ کون نہ مر جاے، اے خدا؟   لڑتے ھیں اور ھاتھ میں تلوار بھی نہیں
دیکھا اسد کو خَلوت و جلوت میں بارھا   دیوانہ گر نہیں ھے، تو ھُشیار بھی نہیں

۱۰۱

مزے جہان کے، اپنی نظر میں خاک نہیں — سوائے خونِ جگر، سُو جگر میں خاک نہیں
مگر غبار ہوے پر، ہوا اُڑا لے جاے — وگرنہ تاب و تواں، بال و پر میں خاک نہیں
یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے؟ — کہ غیرِ جلوۂ گل، رہگذر میں خاک نہیں
بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر، مرے نفَسِ بے اثر میں خاک نہیں
خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش — شرابخانے کے دیوار و در میں خاک نہیں
ہُوا ہوں، عشق کی غارتگری سے شرمندہ — سوائے حسرتِ تعمیر، گھر میں خاک نہیں
ہمارے شعر ہیں اب صِرف دل لگی کے، اسد — کُھلا کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں

۱۰۲

آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں! — ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں
ضعف سے، اے گریہ، کچھ باقی مرے تن میں نہیں — رنگ ہو کر اُڑ گیا، جو خوں کہ دامن میں نہیں
ہو گئے ہیں جمع، اجزاے نگاہِ آفتاب — ذرّے، اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں
کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے — پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں
رونقِ ہستی ہے، عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے، گر برق خرمن میں نہیں
زخم سِلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن — غیر سمجھا ہے کہ لذّت زخمِ سُوزن میں نہیں
بسکہ ہیں، ہم، اک بہارِ ناز کے مارے ہوے — جلوۂ گل کے سوا، گرد اپنے مدفن میں نہیں
قطرہ قطرہ، اک ہیُولیٰ ہے نئے ناسور کا — خوں بھی، ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں
لے گئی ساقی کی نخوت، قلزم آشامی مری — موجِ مَے کی، آج، رگ، مینا کی گردن میں نہیں
ہو فِشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! — قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں
تھی وطن میں شان کیا، غالب، کہ ہو غربت میں قدر؟ — بے تکلف، ہوں وہ مُشتِ خس کہ گلخن میں نہیں

۱۰۳

ذکر میرا، بہ بدی بھی، اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جاے، تو کچھ دور نہیں
وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا! طالعِ شوق — مژدۂ قتل مقدر ہے، جو مذکور نہیں
شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے، عالم — لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں
قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن — ہم کو تقلیدِ تُنک ظرفیِ منصور نہیں
حسرت، اے ذوقِ خرابی، کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُر عربدہ کی گوں، تنِ رنجور نہیں
میں جو کہتا ہوں کہ "ہم لیں گے قیامت میں تمھیں" — کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ "ہم حور نہیں"
ظلم کر ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں

صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں، ہم لوگ
وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں

ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی، غالب
میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں

۱۰۴

نالہ، جُز حسنِ طلب، اے ستم ایجاد، نہیں
ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں

عشق و مزدوریِ عشرتگہِ خسرو، کیا خوب!
ہم کو تسلیم، نکونامیِ فرہاد، نہیں

کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم
دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں

اہلِ بینش کو ہے، طوفانِ حوادث، مکتب
لطمۂ موج، کم از سیلیِ اُستاد نہیں

وائے! محرومیِ تسلیم، و بدا! حالِ وفا
جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں

رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے؟
گر چراغانِ سرِ رہگزرِ باد نہیں

سبَدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں
مژدہ، اے مرغ، کہ گلزار میں صیاد نہیں

نفی سے کرتی ہے، اِثبات، تراوش، گویا
دی ہے جائے دہن اُس کو دمِ ایجاد، نہیں

کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے، بہشت
یہی نقشہ ہے، ولے اس قدر آباد نہیں

کرتے کس مُنہ سے ہو غربت کی شکایت، غالب
تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں

۱۰۵

مہرباں ہو کے بلالو مجھے، چاہو جس وقت
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نسکوں

ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے؟
بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نسکوں

زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو، ستمگر، ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نسکوں

۱۰۶

یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں
کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

وہ آئے گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے!
کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

نظر لگے نہ کہیں اُس کے دست و بازو کو
یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں

ترے جواہرِ طرفِ کُلہ کو کیا دیکھیں؟
ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

۱۰۷

کی وفا ہم سے، تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں
ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں

آج ہم اپنی پریشانیِ خاطر اُن سے
کہنے جاتے تو ہیں، پر دیکھیے، کیا کہتے ہیں

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انھیں کچھ نکہو
جو مَے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں

دل میں آ جائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے
اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں؟

ھے پرے سرحدِ اِدراک سے، اپنا مسجود
قبلے کو، اھلِ نظر، قبلہ نُما کہتے ھیں

پاے افگار پہ، جب سے، تجھے رحم آیا ھے
خارِ رہ کو ترے، ھم مہر گیا کہتے ھیں

اک شرر دل میں ھے، اُس سے کوئی گھبراے گا کیا؟
آگ مطلوب ھے ھم کو، جو ھوا کہتے ھیں

دیکھیے، لاتی ھے اُس شوخ کی نخوت کیا رنگ
اُس کی ھر بات پہ، ھم ''نامِ خدا'' کہتے ھیں

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید
''مر گیا غالبِ آشفتہ نوا'' کہتے ھیں

۱۰۸

ھم پر، جفا سے، ترکِ وفا کا گماں نہیں
اک چھیڑ ھے، وگرنہ مراد امتحاں نہیں

کس مُنہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا؟
پُرسش ھے، اور پاے سخن درمیاں نہیں

ھم کو ستم عزیز، ستمگر کو ھم عزیز
نامہرباں نہیں ھے، اگر مہرباں نہیں

بوسہ نہیں، نہ دیجیے، دُشنام ھی سہی
آخر زباں تو رکھتے ھو تم، گر دھاں نہیں

ھرچند جانگدازیِ قہر و عتاب ھے
ھرچند پشت گرمیِ تاب و تواں نہیں

جاں، مطربِ ترانۂ ''ھَل مِن مَزید'' ھے
لب، پردہ سنجِ زمزمۂ ''الاَماں'' نہیں

خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ھو دونیم
دل میں چُھری چُبھو، مِژہ گر خوں چکاں نہیں

ھے ننگِ سینہ، دل اگر آتشکدہ نہ ھو
ھے عارِ دل، نفس اگر آذرفشاں نہیں

نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ھو گر خراب
سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں

کہتے ھو ''کیا لکھا ھے تری سرنوشت میں؟''
گویا جبیں پہ سجدۂ بُت کا نشاں نہیں

پاتا ھوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی
روح القُدُس اگرچہ مرا ھمزباں نہیں

جاں ھے بہاے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی؟
غالب کو جانتا ھے کہ وہ نیم جاں نہیں

۱۰۹

ملتی ھے خوے یار سے، نار، اِلتہاب میں
کافر ھوں، گر نہ ملتی ھو راحت عذاب میں

کب سے ھوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں
شبہاے ھجر کو بھی رکھوں، گر حساب میں

تا پھر نہ، انتظار میں، نیند آے عمر بھر
آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں

قاصد کے آتے آتے، خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ھوں، جو وہ لکھیں گے جواب میں

مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام؟
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ھو شراب میں

جو منکرِ وفا ھو، فریب اُس پہ کیا چلے؟
کیوں بدگماں ھوں دوست سے دشمن کے باب میں؟

میں مضطرب ھوں وصل میں خوفِ رقیب سے
ڈالا ھے تم کو وھم نے کس پیچ و تاب میں؟

میں اور حظِّ وصل، خدا ساز بات ھے
جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں

ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے
ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں

لاکھوں لگاؤ ایک چُرانا نگاہ کا
لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب میں

وہ نالہ، دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے!
جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں

وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے!
جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں

غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی
پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہ تاب میں

۱۱۰

کل کے لیے، کر آج نہ خسّت شراب میں
یہ سوءِ ظن ہے، ساقیِ کوثر کے باب میں

ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں

جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟
گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں

رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں، دیکھیے، تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں

اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے
جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں، پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں!

ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں

شرم اک ادائے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی
ہیں کتنے بےحجاب کہ یوں ہیں حجاب میں

آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیشِ نظر ہے آئنہ، دائم، نقاب میں

ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود
ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں

غالب، ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں، بندگیِ بو تراب میں

۱۱۱

حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو، تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں
ہر یک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
اے کاش! جانتا نہ ترے رہگزر کو میں

ہے کیا جو کس کے باندھیے؟ میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہیں ہوں تمھاری کمر کو میں؟

لو، وہ بھی کہتے ہیں کہ "یہ بے ننگ و نام ہے"
یہ جانتا اگر، تو لٹاتا نہ گھر کو میں

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رَو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں،

خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار
کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیداد گر کو میں؟

پھر بیخودی میں بھول گیا راہِ کوئے یار
جاتا، وگرنہ، ایک دن اپنی خبر کو میں

اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا
سمجھا ہوں دلپذیر متاعِ ہنر کو میں

غالب، خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز
دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں!

۱۱۲

دائم پڑا ھوا ترے در پر نہیں ھوں میں
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ھوں میں

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل؟
انسان ھوں، پیالہ و ساغر نہیں ھوں میں

یارب، زمانہ مجھ کو مٹاتا ھے کس لیے؟
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرّر نہیں ھوں میں

حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے
آخر گناھگار ھوں، کافر نہیں ھوں میں

کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے؟
لعل و زمرّد و زر و گوھر نہیں ھوں میں؟

رکھتے ھو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟
رتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ھوں میں

کرتے ھو مجھ کو منعِ قدمبوس کس لیے؟
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ھوں میں؟

غالب، وظیفہ خوار ھو، دو شاہ کو دعا
وہ دن گئے جو کہتے تھے: ''نوکر نہیں ھوں میں''

۱۱۳

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا
یاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں

تھک تھک کے ھر مقام پہ دو چار رہ گئے
تیرا پتا نہ پائیں، تو ناچار کیا کریں

کیا شمع کے نہیں ھیں ھوا خواہ، اھلِ بزم؟
ھو غم ھی جانگداز، تو غمخوار کیا کریں

۱۱۴

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ھو گئیں
خاک میں، کیا صورتیں ھوں گی کہ پنہاں ھو گئیں!

یاد تھیں ھم کو بھی، رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ھو گئیں

تھیں بناتُ النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو ان کے جی میں کیا آئی کہ عُریاں ھو گئیں؟

قید میں یعقوب نے لی، گو، نہ یوسف کی خبر
لیکن، آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ھو گئیں

سب رقیبوں سے ھوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے
ھے زُلیخا خوش کہ محوِ ماہِ کنعاں ھو گئیں

جوے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ھے شامِ فراق
میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ھو گئیں

اِن پریزادوں سے لیں گے خلد میں ھم انتقام
قدرتِ حق سے، یہی، حوریں اگر واں ھو گئیں

نیند اُس کی ھے، دماغ اُس کا ھے، راتیں اُس کی ھیں
تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ھو گئیں

میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا
بُلبلیں، سن کر مرے نالے، غزلخواں ھو گئیں

وہ نگاھیں کیوں ھوئی جاتی ھیں، یارب، دل کے پار؟
جو، مری کوتاھیِ قسمت سے، مژگاں ھو گئیں

بسکہ روکا میں نے، اور سینے میں اُبھریں پَے بہ پَے
میری آھیں، بخیۂ چاکِ گریباں ھو گئیں

واں گیا بھی میں، تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں، صرفِ درباں ھو گئیں

جانفزا ھے بادہ، جس کے ھاتھ میں جام آ گیا
سب لکیریں ھاتھ کی، گویا، رگِ جاں ھو گئیں

ھم مُوَحِّد ھیں، ھمارا کیش ھے ترکِ رسوم
مِلّتیں جب مٹ گئیں، اجزاے ایماں ھو گئیں

رنج سے خوگر ھوا انساں، تو مٹ جاتا ھے رنج — مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ھو گئیں
یوں ھی گر روتا رھا غالب، تو اے اھلِ جہاں — دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ھو گئیں

۱۱۵

نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں — شبِ فراق سے، روزِ جزا، زیاد نہیں
کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا برائی ھے — بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں
جو آؤں سامنے اُن کے، تو "مرحبا" نہ کہیں — جو جاؤں واں سے کہیں کو، تو "خیرباد" نہیں
کبھی جو یاد بھی آتا ھوں میں، تو کہتے ھیں — کہ "آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں"
علاوہ عید کے، ملتی ھے اور دن بھی شراب — گدائے کوچۂ میخانہ نامراد نہیں
جہاں میں ھو غم و شادی بہم، ھمیں کیا کام؟ — دیا ھے ھم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں
تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو، غالب؟ — یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ "یاد نہیں"

۱۱۶

دل ھی تو ھے، نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں — روئیں گے ھم ھزار بار، کوئی ھمیں ستائے کیوں؟
دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ھیں رھگذر پہ ھم، غیر ھمیں اُٹھائے کیوں؟
جب وہ جمالِ دلفروز، صورتِ مہرِ نیمروز — آپ ھی ھو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں؟
دشنۂ غمزہ جاںستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ھی عکسِ رخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں؟
قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ھیں — موت سے پہلے، آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟
حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بُو الہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ھے، اور کو آزمائے کیوں؟
واں وہ غرورِ عز و ناز، یاں یہ حجابِ پاسِ وضع — راہ میں ھم ملیں کہاں؟ بزم میں وہ بُلائے کیوں؟
ھاں، وہ نہیں خدا پرست، جاؤ، وہ بیوفا سہی — جس کو ھو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں؟
غالبِ خستہ کے بغیر، کون سے کام بند ھیں؟ — روئیے زار زار کیا، کیجیے ھائے ھائے کیوں؟

(و)

۱۱۹

واں پہنچ کر جو غش آتا پئے ھم ھے ھم کو — صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ھے ھم کو
دل کو میں اور مجھے دل محوِ وفا رکھتا ھے — کس قدر ذوقِ گرفتاریِ ھم ھے ھم کو!
ضعف سے، نقشِ پئے مور، ھے طوقِ گردن — تیرے کوچے سے کہاں طاقتِ رم ھے ھم کو
جانکر کیجے تغافل، کہ کچھ اُمید بھی ھو — یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ھے ھم کو
رشکِ ھمطرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں — نالۂ مرغِ سحر، تیغِ دو دم ھے ھم کو
سر اُڑانے کے، جو، وعدے کو مکرر چاہا — ھنس کے بولے کہ "ترے سر کی قسم ھے ھم کو"

دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ؟ و لیکن ناچار — پاسِ بیرونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو
تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو
لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو
مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے، یہ شہر — عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو
لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع، غالب — جادۂ رہ کششِ کافِ کرم ہے ہم کو

۱۲۰

واں اُس کو ہولِ دل ہے، تو یاں میں ہوں شرمسار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہو
اپنے کو دیکھتا نہیں، ذوقِ ستم تو دیکھ — آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہو

۱۲۱

رہیے اب ایسی جگہ چل کر، جہاں کوئی نہو — ہم سخن کوئی نہو اور ہمزباں کوئی نہو
بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہو، اور پاسباں کوئی نہو
پڑیے گر بیمار، تو کوئی نہو بیمار دار — اور اگر مر جایئے، تو نوحہ خواں کوئی نہو

۱۲۲

دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیمتن کے پانو — رکھتا ہے، ضد سے کھینچ کے، باہر لگن کے پانو
دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو! — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیر زن کے پانو
بھاگے تھے ہم بہت، سو اُسی کی سزا ہے یہ — ہو کر اسیر، دابتے ہیں راہزن کے پانو
مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں، اس خستہ تن کے پانو
اللہ رے! ذوقِ دشت نوردی کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بخود مرے، اندر کفن کے پانو
ہے جوشِ گل بہار میں یاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوے، اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو
گو کسی کے خواب میں آیا نہو کہیں؟ — دُکھتے ہیں، آج، اُس بتِ نازک بدن کے پانو
شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں؟ — دُکھتے ہیں، آج، اُس بتِ نازک بدن کے پانو
غالب، مرے کلام میں کیونکر مزا نہو؟ — پیتا ہوں دھو کے خسرو شیریں سخن کے پانو

۱۲۳

تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو — مجھ کو بھی پوچھتے رہو، تو کیا گناہ ہو
بچتے نہیں مُواخذۂ روزِ حشر سے — قاتل اگر رقیب ہے، تو تم گواہ ہو
کیا وہ بھی بیگنہ کش و حق ناشناس ہیں؟ — مانا کہ تم بشر نہیں، خُرشید و ماہ ہو
اُبھرا ہوا نِقاب میں ہے اُن کے، ایک تار — مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو

جب میکدہ چُھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید — مسجد ھو، مدرسہ ھو، کوئی خانقاہ ھو
سنتے ھیں جو بہشت کی تعریف، سب درست — لیکن، خدا کرے، وہ ترا جلوہ گاہ ھو!
غالب بھی گر نہو، تو کچھ ایسا ضرر نہیں — دنیا ھو، یارب، اور مرا بادشاہ ھو!

۱۲۴

کعبے میں جا رھا، تو نہ دو طعنہ کیا کہیں — بھولا ھوں حقِ صحبتِ اھلِ کُنِشت کو؟
طاعت میں تار ھے نہ مَے و انگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈالدو، کوئی لے کر بہشت کو
ھوں مُنحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے؟ — ٹیڑھا لگا ھے قط، قلمِ سر نوشت کو
غالب، کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے — خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھاے کشت کو

۱۲۵

گئی وہ بات کہ ھو گفتگو، تو کیونکر ھو — کہے سے کچھ نہوا، پھر کہو، تو کیونکر ھو؟
ھمارے ذھن میں، اس فکر کا ھے نام وصال — کہ گر نہو، تو کہاں جائیں، ھو، تو کیونکر ھو؟
ادب ھے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجے؟ — حیا ھے اور یہی گو مگو، تو کیونکر ھو؟
تمھیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا — بُتوں کی ھو اگر ایسی ھی خو، تو کیونکر ھو؟
اُلجھتے ھو تم، اگر دیکھتے ھو آئینہ — جو تم سے شہر میں ھوں ایک دو، تو کیونکر ھو؟
جسے نصیب ھو روزِ سیاہ میرا سا — وہ شخص دن نکہے رات کو، تو کیونکر ھو؟
ھمیں پھر اُن سے اُمید، اور اُنھیں ھماری قدر — ھماری بات ھی پوچھیں نہ وُہ، تو کیونکر ھو؟
غلط نہ تھا، ھمیں خط پر گماں تسلّی کا — نمانے دیدۂ دیدارجو، تو کیونکر ھو؟
بتاؤ اُس مِژہ کو دیکھ کر، کہ مجھ کو قرار — یہ نیش ھو رگِ جاں میں فرو، تو کیونکر ھو؟
مجھے جنوں نہیں، غالب، ولے بقولِ حضور: — ”فراقِ یار میں تسکین ھو، تو کیونکر ھو؟

۱۲۶

قفس میں ھوں، گر اچھا بھی نجانیں میرے شیون کو — مرا ھونا بُرا کیا ھے، نواسنجانِ گلشن کو؟
نہیں گر ھمدمی آساں، نہو، یہ رشک کیا کم ھے؟ — نہ دی ھوتی، خدایا، آرزوے دوست دشمن کو!
نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو!
خدا شرماے ھاتھوں کو! کہ رکھتے ھیں کشاکش میں — کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو
ابھی ھم قتلگہ کا دیکھنا آسان سمجھتے ھیں — نہیں دیکھا شناور، جوے خوں میں، تیرے توسن کو
ھوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوھر نے آھن کو
خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے؟ — سمجھتا ھوں کہ ڈھونڈھے ھے ابھی سے برق خرمن کو
وفاداری بشرطِ اُستواری اصلِ ایماں ھے — مَرے بتخانے میں، تو کعبے میں گاڑھو برہمن کو

شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو
نہ لٹتا دن کو، تو کب رات کو یوں بیخبر سوتا؟ — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو
سخن کیا کہ نہیں سکتے، کہ جویا ہوں جواہر کے؟ — جگر کیا ہم نہیں رکھتے، کہ کھودیں جا کے معدن کو؟
مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں، غالب — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو

۱۲۷

کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو؟ — نہ ہو جب دل ہی سینے میں، تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو؟
وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں؟ — سُبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ''ہم سے سرگراں کیوں ہو؟''
کیا غمخوار نے رُسوا، لگے آگ اس محبت کو! — نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا راز داں کیوں ہو؟
وفا کیسی؟ کہاں کا عشق؟ جب سر پھوڑنا ٹھہرا — تو پھر، اے سنگدل، تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو؟
قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر، ہمدم — گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو؟
یہ کہ سکتے ہو: ''ہم دل میں نہیں ہیں''، پر یہ بتلاؤ — کہ جب دل میں تمھیں تم ہو، تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو؟
غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو، جرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟
یہ فتنہ، آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے؟ — ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو؟
یہی ہے آزمانا، تو ستانا کس کو کہتے ہیں؟ — عدو کے ہو لیے جب تم، تو میرا امتحاں کیوں ہو؟
کہا تم نے کہ ''کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی؟'' — بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ''ہاں، کیوں ہو؟''
نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو، غالب؟ — ترے بیمہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو؟

(ی)

۱۴۳

جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے، شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بکمینِ بیزبانی
مجھے اُس سے کیا توقع بزمانۂ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی
یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا — کہ ''مرے عدو کو، یارب، ملے میری زندگانی!''

۱۹۱

بے اعتدالیوں سے، سُبک سب میں ہم ہوئے — جتنے زیادہ ہو گئے، اُتنے ہی کم ہوئے
پنہاں تھا، دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے
ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے — یاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے
سختی کشانِ عشق کی، پوچھے ہے کیا خبر؟ — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے
تیری وفا سے کیا ہو تلافی؟ کہ دہر میں — تیرے سوا بھی، ہم پہ بہت سے ستم ہوئے
لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں — ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

اللہ رے! تیری تندیِ خو، جس کے بیم سے
اجزائے نالہ، دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے

اہلِ ہوس کی فتح ہے، ترکِ نبردِ عشق
جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے

نالے، عدم میں، چند ہمارے سپرد تھے
جو واں نہ کھنچ سکے، سو وہ یاں آ کے دم ہوئے

چھوڑی، اسد، نہ ہم نے گدائی میں دل لگی
سائل ہوئے، تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے

۱۹۲

عجب نشاط سے جلاد کے، چلے ہیں ہم، آگے
کہ اپنے سائے سے، سر، پانو سے ہے دو قدم آگے

قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ الفت
فقط "خراب" لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے

غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی
وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذتِ الم آگے

خدا کے واسطے! داد اس جنونِ شوق کی دینا
کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے، ہم، آگے

یہ، عمر بھر، جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے
تمھارے آئیو، اے طرّہ ہائے خم بخم، آگے!

دل و جگر میں پَر افشاں جو ایک موجۂ خوں ہے
ہم، اپنے زعم میں، سمجھے ہوئے تھے اس کو دم آگے

قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالب
ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے

۱۹۳

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی
لکھ دیجیو، یارب، اُسے قسمت میں عدو کی!

اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور
دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی

کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بےحوصلگی سے؟
یاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی

صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے، غالب ق
حسرت میں رہے، ایک بتِ عربدہ جو کی

دشنے نے کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو
خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی

۱۹۴

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
نالہ، پابندِ نے نہیں ہے

کیوں بوتے ہیں باغبان تونبے؟
گر باغ گدائے مے نہیں ہے

ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے
پر تجھ سی کوئی شے نہیں ہے

ہاں، کھائیو مت فریبِ ہستی!
ہرچند کہیں کہ ہے، نہیں ہے

شادی سے گزر، کہ غم نہ ہووے
اُردی جو نہ ہو، تو دے نہیں ہے

کیوں ردِّ قدح کرے ہے، زاہد؟
مے ہے، یہ مگس کی قے نہیں ہے

ہستی ہے، نہ کچھ عدم ہے، غالب
آخر تو کیا ہے، اے نہیں ہے؟

۱۹۵

نپوچھ نسخۂ مرھم جراحتِ دل کا   کہ اُس میں ریزۂ اَلماس جزوِ اعظم ھے
بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی   وہ اک نگہ کہ بظاھر نگاہ سے کم ھے

۱۹۶

رونے سے، اور عشق میں بیباک ھو گئے   دھوئے گئے ھم اتنے کہ بس پاک ھو گئے
صرفِ بہائے مَے ھوئے، آلاتِ میکشی   تھے یہ ھی دو حساب، سو یوں پاک ھو گئے
رسوائے دھر گو ھوئے، آوارگی سے، تم   بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ھو گئے
کہتا ھے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟   پردے میں گل کے، لاکھ جگر چاک ھو گئے
پوچھے ھے کیا وجود و عدم اھلِ شوق کا؟   آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ھو گئے
کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا، ھم گلہ   کی ایک ھی نگاہ کہ بس خاک ھو گئے
اس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسد کی نعش   دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ھو گئے

۱۹۷

ھوں میں بھی تماشائیِ نیرنگِ تمنا   مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ھی بر آوے

۱۹۹

ظلمتکدے میں میرے، شبِ غم کا جوش ھے   اک شمع ھے دلیلِ سحر، سو خموش ھے
نَے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال   مدّت ھوئے کہ آشتیِ چشم و گوش ھے
مَے نے کیا ھے حُسنِ خود آرا کو بیحجاب   اے شوق، ھاں، اجازتِ تسلیمِ ھوش ھے
گوھر کو عِقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا   کیا اوج پر ستارۂ گوھر فروش ھے!
دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست   بزمِ خیال، میکدۂ بیخروش ھے
اے تازہ واردانِ بساطِ ھوائے دل   ق زنہار! اگر تمھیں ھوسِ نائے و نوش ھے
دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ھو   میری سنو، جو گوشِ نصیحت نیوش ھے
ساقی بجلوہ، دشمنِ ایمان و آگہی   مطرب بنغمہ، رھزنِ تمکین و ھوش ھے
یا شب کو دیکھتے تھے کہ ھر گوشۂ بساط   دامانِ باغبان و کفِ گلفروش ھے
لطفِ خرامِ ساقی، و ذوقِ صدائے چنگ   یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ھے
یا صُبحدم جو دیکھیے آ کر، تو بزم میں   نَے وہ سُرور و سُور، نہ جوش و خروش ھے
داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ھوئی   اک شمع رہ گئی ھے، سو وہ بھی خموش ھے
آتے ھیں غیب سے، یہ مضامیں، خیال میں   غالب، صریرِ خامہ، نوائے سروش ھے

۲۰۰

کب وہ سنتا ھے کہانی میری! اور پھر وہ بھی زبانی میری
خلشِ غمزۂ خونریز نہ پوچھ دیکھ خونابہ فشانی میری
کیا بیاں کر کے مرا روئیں گے یار؟ مگر آشفتہ بیانی میری
ھوں ز خود رفتۂ بیدائے خیال بھول جانا، ھے نشانی میری
متقابل ھے، مقابل میرا رُک گیا، دیکھ روانی میری
قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ھوں سخت ارزاں ھے، گرانی میری
گرد بادِ رہِ بیتابی ھوں صرصرِ شوق، ھے بانی میری
دھن اُس کا جو نہ معلوم ھوا کُھل گئی ھیچمدانی میری
کر دیا ضعف نے عاجز، غالب ننگِ پیری ھے، جوانی میری

۲۰۱

سادگی پر اُس کی، مر جانے کی حسرت دل میں ھے بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ھے
دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ھے
گرچہ ھے کِس کِس برائی سے، ولے با ایں ھمہ ذکر میرا مجھ سے بہتر ھے کہ اُس محفل میں ھے
بس ھجومِ ناامیدی، خاک میں مل جائے گی یہ جو اک لذّت ھماری سعیِ بےحاصل میں ھے
رنجِ رہ کیوں کھینچیے؟ واماندگی کو عشق ھے! اُٹھ نہیں سکتا، ھمارا جو قدم منزل میں ھے
جلوہ زارِ آتشِ دوزخ، ھمارا دل سہی فتنۂ شورِ قیامت کِس کی آب و گِل میں ھے؟
ھے دلِ شوریدۂ غالب طلسمِ پیچ و تاب رحم کر اپنی تمنّا پر کہ کِس مشکل میں ھے

۲۰۲

گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا وہ جو رکھتے تھے ھم اک حسرتِ تعمیر سو ھے

۲۰۳

پیٔنس میں گزرتے ھیں جو کوچے سے، وہ، میرے کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے

۲۰۴

اُگ رھا ھے در و دیوار سے سبزہ، غالب ھم بیاباں میں ھیں، اور گھر میں بہار آئی ھے

۲۰۵

دل سے، تری نگاہ، جگر تک اُتر گئی دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی
شق ھو گیا ھے سینہ، خوشا! لذّتِ فراغ تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں؟
اُٹھیے بس اب، کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی
اُڑتی پھرے ہے، خاک مری، کوے یار میں
بارے اب، اے ہوا، ہوسِ بال و پر گئی
دیکھو تو، دلفریبیِ اندازِ نقشِ پا
موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی
ہر بُوالہوَس نے حُسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اہلِ نظر گئی
نظّارے نے بھی کام کیا واں نِقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی
فردا و دِی کا تفرِقہ یکبار مٹ گیا
کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی
مارا زمانے نے، اسد اللہ خاں، تمھیں
وہ ولولے کہاں؟ وہ جوانی کدھر گئی؟

۲۰۶

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے
جاں، کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے
سائے کی طرح ساتھ پھریں، سرو و صنوبر
تو اس قدِ دلکش سے جو گلزار میں آوے
تب نازِ گرانمایگیِ اشک بجا ہے
جب لختِ جگر، دیدۂ خونبار میں آوے
دے مجھ کو شکایت کی اجازت، کہ ستمگر
کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے
اُس چشمِ فسونگر کا، اگر پاے، اشارہ
طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے
کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب!
اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے
مر جاؤں نہ کیوں رشک سے؟ جب وہ تنِ نازک
آغوشِ خمِ حلقۂ زُنّار میں آوے
غارت گرِ ناموس نہو، گر، ہوسِ زر
کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے؟
تب چاکِ گریباں کا مزا ہے، دلِ نالاں
جب اک نفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے
آتشکدہ ہے سینہ مرا، رازِ نہاں سے
اے واے! اگر مَعرَضِ اظہار میں آوے
گنجینۂ مَعنی کا طِلِسم اُس کو سمجھیے
جو لفظ کہ، غالب، مرے اشعار میں آوے

۲۰۷

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب
ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے!

۲۰۸

تا ہم کو شکایت کی، بھی باقی نرہے، جا
سُن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے
غالب، ترا احوال سُنا دیں گے ہم اُن کو
وہ سُن کے بُلا لیں، یہ اجارا نہیں کرتے

۲۰۹

ہم، رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے
مرتے ہیں، مگر اُن کی تمنّا نہیں کرتے
در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے
یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے
غالب کو برا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے

۲۱۰

لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے
میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے

کیا تعجب ہے، جو اُس کو دیکھ کر آ جاے رحم؟
واں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

منہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ انداز عتاب
کھول کر پردہ، زرا آنکھیں ہی دکھلادے مجھے

یاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے کہ میں
زلف گر بن جاؤں، تو شانے میں اُلجھادے مجھے

۲۱۱

نوید امن ہے، بیداد دوست، جاں کے لیے
رہی نہ، طرز ستم کوئی، آسماں کے لیے

بلا سے، گر مِژۂ یار تشنۂ خوں ہے
رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خونفشاں کے لیے

وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں رُوشناسِ خلق، اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے

رہا بلا میں بھی، میں، مبتلاے آفتِ رشک
بلاے جاں ہے، ادا تیری، اک جہاں کے لیے

فلک، نہ دور رکھ اُس سے مجھے، کہ میں ہی نہیں
دراز دستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے

مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر
کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے

گدا سمجھ کے وہ چُپ تھا، مری جو شامت آے
اُٹھا اور اُٹھ کے قدم، میں نے، پاسباں کے، لیے

بقدرِ شوق نہیں، ظرفِ تنگناے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت، مرے بیاں کے لیے

دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے
بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے

زباں پہ، بارِ خدایا، یہ کس کا نام آیا؟
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

نصیرِ دولت و دیں، اور مُعینِ ملّت و ملک
بنا ہے چرخِ بریں، جس کے آستاں کے لیے

زمانہ، عہد میں اُس کے، ہے محوِ آرایش
بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے، اس بحرِ بیکراں کے لیے

اداے خاص سے، غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صَلاے عام ہے، یارانِ نکتہ داں کے لیے

۲۱۲

تسکیں کو ہم نروئیں، جو ذوقِ نظر ملے
حورانِ خلد میں تری صورت، مگر، ملے

اپنی گلی میں مجھ کو نکر دفن، بعدِ قتل
میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے؟

ساقیگری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم
ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مَے، جس قدر ملے

تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن، اے ندیم
میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے

تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا
فرصت، کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر، ملے

لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں
جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہمسفر ملے

اے ساکنانِ کوچۂ دلدار، دیکھنا
تم کو کہیں جو غالبِ آشفتہ سر ملے

۲۱۳

کوئی دن گر زندگانی اور ھے — اپنے جی میں ھم نے ٹھانی اور ھے
آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں؟ — سوزِ غمہاے نہانی اور ھے
بارھا دیکھی ھیں اُن کی رنجشیں — پر کچھ اب کے سرگرانی اور ھے
دے کے خط، مُنہ دیکھتا ھے نامہ بر — کچھ تو پیغامِ زبانی اور ھے
قاطعِ اَعمار ھیں، اکثر نجوم — وہ بلاے آسمانی اور ھے
ھو چکیں، غالب، بلائیں سب تمام — ایک مرگِ ناگہانی اور ھے

۲۱۴

کوئی اُمّید بر نہیں آتی — کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن مُعیّن ھے — نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
آگے آتی تھی، حالِ دل پہ، ھنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی
جانتا ھوں ثوابِ طاعت و زھد — پر طبیعت ادھر نہیں آتی
ھے کچھ ایسی بات، جو چُپ ھوں — ورنہ، کیا بات کر نہیں آتی
کیوں نہ چیخوں؟ کہ یاد کرتے ھیں — میری آواز، گر، نہیں آتی
داغِ دل گر نظر نہیں آتا — بُو بھی، اے چارہ گر، نہیں آتی؟
ھم وھاں ھیں، جہاں سے ھم کو بھی — کچھ ھماری خبر نہیں آتی
مرتے ھیں آرزو میں مرنے کی — موت آتی ھے، پر نہیں آتی
کعبے کس مُنہ سے جاؤ گے، غالب؟ — شرم تم کو مگر نہیں آتی

۲۱۵

دلِ ناداں، تجھے ھوا کیا ھے؟ — آخر اس درد کی دوا کیا ھے؟
ھم ھیں مشتاق، اور وہ بیزار — یا الٰہی، یہ ماجرا کیا ھے؟
میں بھی مُنہ میں زبان رکھتا ھوں — کاش! پوچھو کہ، مُدّعا کیا ھے؟
جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود — ق پھر یہ ھنگامہ، اے خدا، کیا ھے؟
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ھیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ھے؟
شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ھے؟ — نگہِ چشمِ سُرمہ سا کیا ھے؟
سبزہ و گُل کہاں سے آئے ھیں؟ — ابر کیا چیز ھے؟ ھوا کیا ھے؟
ھم کو اُن سے وفا کی ھے اُمّید — جو نہیں جانتے، وفا کیا ھے؟
''ھاں، بھلا کر، ترا بھلا ھو گا!'' — اور دَرویش کی صدا کیا ھے؟

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا، دعا کیا ہے؟

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے، تو بُرا کیا ہے؟

۲۱۶

کہتے تو ہو تم سب کہ بُتِ غالیہ مو آئے
یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ "وو آئے"

ہوں کشمکشِ نزع میں، ہاں، جذبِ محبت
کچھ کہہ نہ سکوں، پر وہ مرے پوچھنے کو آئے

ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم
آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے

ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرَین
ہاں، مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے

جلّاد سے ڈرتے ہیں، نہ واعظ سے جھگڑتے
ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے، جس بھیس میں جو آئے

ہاں، اہلِ طلب، کون سُنے طعنۂ نایافت؟
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں، اپنے ہی کو کھو آئے

اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں
اُس در پہ نہیں بار، تو کعبے ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسوں نے اثرِ گریہ میں، تقریر
اچھے رہے آپ اُس سے، مگر مجھ کو ڈبو آئے

اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے، غالب!
ہم بھی گئے واں، اور تری تقدیر کو رو آئے

۲۱۷

حسنِ مہ، گرچہ بہنگامِ کمال، اچّھا ہے
اُس سے میرا مہِ خُرشید جمال اچّھا ہے

بوسہ دیتے نہیں، اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی میں کہتے ہیں کہ "مفت آئے تو مال اچّھا ہے"

اور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا
ساغرِ جم سے، مرا جامِ سفال، اچّھا ہے

بے طلب دیں، تو مزا اُس میں سِوا ملتا ہے
وہ گدا، جس کو نہو خوے سوال، اچّھا ہے

اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے رونق مُنہ پر
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچّھا ہے

دیکھیے، پاتے ہیں عُشّاق بتوں سے کیا فیض!
اک برہمن نے کہا ہے کہ "یہ سال اچّھا ہے"

ہمسخن، تیشے نے فرہاد کو شیریں سے، کیا
جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچّھا ہے

قطرہ دریا میں جو مل جائے، تو دریا ہو جائے
کام اچّھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچّھا ہے

خِضر سلطاں کو رکھے، خالقِ اکبر، سرسبز
شاہ کے باغ میں، یہ تازہ نہال اچّھا ہے

ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت، لیکن
دل کے خوش رکھنے کو، غالب، یہ خیال اچّھا ہے

۲۱۸

شکوے کے نام سے، بیمہر، خفا ہوتا ہے
یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے، تو گِلا ہوتا ہے

پُر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑیے، پھر، دیکھیے، کیا ہوتا ہے!

گو سمجھتا نہیں، پر حسنِ تلافی دیکھو
شکوۂ جَور سے، سر گرمِ جفا ہوتا ہے

عشق کی راہ میں، ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال
سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد؟ کہ ہم
آپ، اُٹھا لاتے ہیں، گر تیر خطا ہوتا ہے

خوب تھا، پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ
کہ بھلا چاہتے ہیں، اور بُرا ہوتا ہے

نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب
لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے

خامہ میرا کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن
شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے

اے شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علَم
ق تیرے اِکرام کا حق کِس سے ادا ہوتا ہے؟

سات اِقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے
تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے

ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال
آستاں پر ترے، مہ، ناصیہ سا ہوتا ہے

میں جو گستاخ ہوں، آئینِ غزلخوانی میں
یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے

رکھیو، غالب، مجھے اس تلخ نوائی میں مُعاف
آج کچھ درد مرے دل میں سِوا ہوتا ہے

۲۱۹

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ ''تو کیا ہے؟''
تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُندخو کیا ہے؟

یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہمسخن تم سے
وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے؟

چپک رہا ہے بدن پر لہو سے، پیراہن
ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے؟

جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہو گا
کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے؟

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے؟

وہ چیز، جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز
سوائے بادۂ گلفامِ مشکبو کیا ہے؟

پیوں شراب، اگر خُم بھی دیکھ لوں دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سَبُو کیا ہے؟

رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی
تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے؟

ہوا ہے شہ کا مُصاحب، پھرے ہے اِتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے؟

۲۲۰

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی

شرع و آئین پر مدار سہی
ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی؟

چال جیسے کڑی کمان کا تیر
دل میں ایسے کے، جا کرے کوئی

بات پر واں زبان کٹتی ہے
وہ کہیں اور سُنا کرے کوئی

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے، خدا کرے، کوئی

نہ سنو گر بُرا کہے کوئی
نہ کہو، گر بُرا کرے کوئی

روک لو، گر غلط چلے کوئی بخش دو، گر خطا کرے کوئی
کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند؟ کس کی حاجت روا کرے کوئی؟
کیا کِیا خضر نے سکندر سے! اب کسے رہنما کرے کوئی؟
جب توقّع ہی اُٹھ گئی، غالب کیوں کسی کا گِلا کرے کوئی؟

۲۲۱

اُس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کیے بیٹھا رہا، اگرچہ اشارے ہوا کیے
دل ہی تو ہے، سیاستِ درباں سے ڈر گیا میں، اور جاؤں در سے ترے بِن صدا کیے!
رکھتا پھروں ہوں، خِرقہ و سجّادہ رہنِ مے مدّت ہوئی ہے، دعوتِ آب و ہوا کیے
بیصرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمرِ خضر حضرت بھی کل کہیں گے کہ ''ہم کیا کیا کیے!''
مقدور ہو، تو خاک سے پوچھوں کہ، ''اے لئیم تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کیے؟''
کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو؟ کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے؟
صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو، کہیں، یہ خو دینے لگا ہے بوسہ، بغیر التجا کیے
ضد کی ہے اور بات، مگر خو بری نہیں بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے
غالب، تمھیں کہو کہ ملے گا جواب کیا؟ مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سُنا کیے

۲۲۲

میں اُنھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں! چل نکلتے، جو مے پیے ہوتے
قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو کاشکے! تم مرے لیے ہوتے
میری قسمت میں غم، گر، اتنا تھا دل بھی، یارب، کئی دیے ہوتے!
آ ہی جاتا وہ راہ پر، غالب کوئی دن اور بھی جیے ہوتے!

۲۲۳

منظور تھی یہ شکل، تجلّی کو، نور کی قسمت کُھلی، ترے قد و رخ سے، ظہور کی
اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناو ہیں پڑتی ہے آنکھ، تیرے شہیدوں پہ، حور کی
واعظ، نہ تم پیو، نہ کسی کو پلا سکو کیا بات ہے تمھاری شرابِ طَہور کی!
لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل، کہ کیوں اُٹھا؟ گویا، ابھی سُنی نہیں آواز صُور کی
آمد بہار کی ہے، جو بلبل ہے نغمہ سنج اُڑتی سی اک خبر ہے، زبانی طُیور کی
گو واں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوے تو ہیں کعبے سے، ان بتوں کو بھی، نسبت ہے دور کی
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب؟ آؤ نہ، ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

گرمی سہی کلام میں، لیکن نہ اِس قدر
کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی

غالب، گر اس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں
حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی

۲۲۴

حضورِ شاہ میں، اہلِ سخن کی آزمایش ہے
چمن میں، خوشنوایانِ چمن کی آزمایش ہے

قد و گیسو میں، قیس و کوہکن کی آزمایش ہے
جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے

کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحان، آخر
ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے

نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی؟
اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے

وہ آیا بزم میں، دیکھو، نہ کہیو پھر کہ غافل تھے
شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمایش ہے

رہے دل ہی میں تیر، اچّھا، جگر کے پار ہو، بہتر
غرض شستِ بُتِ ناوَک فگن کی آزمایش ہے

نہیں کچھ، سُبحہ و زُنّار کے پھندے میں، گیرائی
وفاداری میں، شیخ و برَہمن کی آزمایش ہے

پڑا رہ، اے دلِ وابستہ، بیتابی سے کیا حاصل؟
مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمایش ہے؟

رگ و پَے میں جب اُترے زہرِ غم، تب دیکھیے کیا ہو
ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمایش ہے

وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا، غالب
نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمایش ہے

۲۲۵

غم کھانے میں بودا، دلِ ناکام، بہت ہے
یہ رنج کہ کم ہے مَے گلفام، بہت ہے

کہتے ہوے ساقی سے حیا آتی ہے، ورنہ
ہے یوں کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے

نَے تیر کماں میں ہے، نہ صیّاد کمیں میں
گوشے میں قفس کے، مجھے آرام بہت ہے

کیا زہد کو مانوں؟ کہ نہو گرچہ ریائی
پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے

ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟
پا بستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے

زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے؟
آلودہ بہ مَے جامۂ اِحرام، بہت ہے

ہے قہر، گر اب بھی نہ بنے بات، کہ اُن کو
انکار نہیں، اور مجھے اِبرام بہت ہے

خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں، اے مرگ
رہنے دے مجھے یاں، کہ ابھی کام بہت ہے

ہو گا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نجانے؟
شاعر تو وہ اچّھا ہے، پہ بدنام بہت ہے

۲۲۶

نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سُنائے نہ بنے
کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے؟

میں بُلاتا تو ہوں اُس کو، مگر، اے جذبۂ دل
اُس پہ بَن جاے کچھ ایسی، کہ بِن آئے نہ بنے

کھیل سمجھا ہے، کہیں چھوڑ ندے، بھول نجاے
کاش! یوں بھی ہو کہ بِن میرے ستائے نہ بنے

غیر پھرتا ہے لیے یوں ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ "یہ کیا ہے؟" تو چُھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں، تو کیا؟ ہاتھ آویں، تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے
کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے؟ پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے کہ اُٹھائے نہ بنے
موت کی راہ نہ دیکھوں؟ کہ بِن آئے نہ رہے تم کو چاہوں؟ کہ نہ آؤ، تو بُلائے نہ بنے
بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش، غالب کہ لگائے نہ لگے، اور بُجھائے نہ بنے

۲۲۷

دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے؟ ہوا رقیب، تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے؟
یہ ضد کہ آج نہ آوے، اور آئے بِن نہ رہے قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے؟
رہے ہے یوں گہ و بیگہ، کہ کوئے دوست کو اب اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے؟
زہے کرشمہ، کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب کہ بِن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے، کیا کہیے؟
سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں، وہ پُرسشِ حال کہ یہ کہے کہ "سرِ رہگزر ہے، کیا کہیے؟"
تمھیں نہیں ہے سرِ رشتۂ وفا کا خیال ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے، مگر ہے کیا کہیے؟
اُنھیں سوال پہ زعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے؟ ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے؟
حسد، سزائے کمالِ سخن ہے، کیا کیجے؟ ستم، بہائے متاعِ ہنر ہے، کیا کہیے؟
کہا ہے کس نے کہ غالب بُرا نہیں؟ لیکن سوائے اس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے؟

۲۲۸

کہوں جو حال، تو کہتے ہو: "مُدّعا کہیے" تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو، تو کیا کہیے
نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ "ہم ستمگر ہیں" مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو "بجا کہیے"
وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے؟
نہیں ذریعۂ راحت، جراحتِ پیکاں وہ زخمِ تیغ ہے، جس کو کہ دلکشا کہیے
جو مُدّعی بنے، اُس کے نہ مُدّعی بنیے جو ناسزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے
کہیں حقیقتِ جانکاہیِ مرض لکھیے کہیں مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے
کبھی شکایتِ رنجِ گراں نشیں کیجے کبھی حکایتِ صبرِ گریزپا کہیے
رہے نہ جان، تو قاتل کو خوں بہا دیجے کٹے زبان، تو خنجر کو مرحبا کہیے
نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے
نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے طراوتِ چمن و خوبیِ ہوا کہیے
سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا، غالب خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہیے

۲۲۹

بازیچۂ اطفال ہے، دنیا، مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

اک کھیل ہے، اورنگِ سلیماں، مرے نزدیک
اک بات ہے، اعجاز مسیحا، مرے آگے

جز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور
جز وہم نہیں، ہستیِ اشیا، مرے آگے

ہوتا ہے نہاں گرد میں، صحرا، مرے ہوتے
گھستا ہے جبیں خاک پہ، دریا مرے آگے

مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا تیرے پیچھے
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے

سچ کہتے ہو، خودبین و خود آرا ہوں، نہ کیوں ہوں؟
بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے

پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیِ گفتار
رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے

نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا
کیوں کر کہوں: "لو نام نہ اُن کا مرے آگے؟"

ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے

عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام
مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا مرے آگے

خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے
آئی شبِ ہجراں کی تمنّا مرے آگے

ہے موجزن اک قلزمِ خوں، کاش! یہی ہو
آتا ہے ابھی، دیکھیے، کیا کیا مرے آگے

گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا
غالب کو برا کیوں کہو، اچھا، مرے آگے؟

۲۳۰

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے

ڈرے کیوں میرا قاتل؟ کیا رہے گا اُس کی گردن پر
وہ خوں، جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دمبدم نکلے

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آے ہیں، لیکن
بہت بے آبرو ہو کر، ترے کوچے سے ہم نکلے

بھرم کھل جاے، ظالم، تیرے قامت کی درازی کا
اگر اس طرۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

مگر لکھواے کوئی اُس کو خط، تو ہم سے لکھواوے
ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے

ہوئی اس دور میں منسوب مجھ سے، بادہ آشامی
پھر آیا وہ زمانہ، جو جہاں میں جامِ جم نکلے

ہوئی جن سے توقّع خستگی کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے

مُحبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا
اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے

کہاں میخانے کا دروازہ، غالب، اور کہاں واعظ!
پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

۲۳۱

غیر لیں محفل میں بوسے جام کے
ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے!

خستگی کا تم سے کیا شکوہ؟ کہ یہ
ہتکھنڈے ہیں، چرخِ نیلی فام کے

خط لکھیں گے، گرچہ مطلب کچھ نہو — ہم تو عاشق ہیں تمھارے نام کے
رات پی زمزم پہ مے اور صُبحدم — دھوے دھبّے جامۂ احرام کے
دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر — یہ بھی، حلقے ہیں تمھارے دام کے؟
شاہ کے ہے، غسلِ صحت کی خبر — دیکھیے، کب دن پھریں حمام کے
عشق نے، غالب، نکمّا کر دیا — ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

۲۳۲

پھر اس انداز سے بہار آئی — کہ ہوے، مہر و مہ، تماشائی
دیکھو، اے ساکنانِ خطّۂ خاک — اِس کو کہتے ہیں عالم آرائی
کہ زمیں ہو گئی ہے سر تا سر — رُوکشِ سطحِ چرخِ مینائی
سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی — بن گیا، روے آب پر، کائی
سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے — چشمِ نرگس کو دی ہے بینائی
ہے ہَوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے، باد پیمائی
کیوں نہ دُنیا کو ہو خوشی، غالب — شاہِ دیندار نے شِفا پائی

۲۳۳

اِترائے کیوں نہ، خاک سرِ رہگزار کی — رَوندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی
جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہو لالہ زار کی؟
بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے — کیونکر نہ کھائیے؟ کہ ہوا ہے بہار کی

۲۳۴

بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے؟ — غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے؟
تمھاری طرز و رَوِش، جانتے ہیں ہم، کیا ہے — رقیب پر ہے اگر لطف، تو ستم کیا ہے؟
سخن میں خامۂ غالب کی آتش افشانی — یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے؟

رباعیات

۱

مشکل ہے، زِبس، کلام میرا، اے دل — سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل
آساں کہنے کی، کرتے ہیں فرمائش — ”گویم مشکل، و گر نگویم مشکل“

۶

آتشبازی ھے جیسے شغلِ اطفال   ھے سوزِ جگر کا بھی اسی طور کا حال
تھا مُوجدِ عشق بھی قیامت کوئی   لڑکوں کے لیے گیا ھے کیا کھیل نکال!

۷

دل، سخت نژند ھو گیا ھے، گویا   اُس سے گلہ مند ھو گیا ھے، گویا
پر یار کے آگے بول سکتے ھی نہیں   غالب، مُنہ بند ھو گیا ھے، گویا

۸

دُکھ، جی کے پسند ھو گیا ھے، غالب   دل، رُک رُک کر، بند ھو گیا ھے، غالب
واللہ، کہ شب کو نیند آتی ھی نہیں!   سونا، سوگند ھو گیا ھے، غالب

۹

بھیجی ھے جو، مجھ کو شاہِ جمجاہ نے دال   ھے لطف و عنایتِ شہنشاہ پہ دال
یہ شاہ پسند دال، بے بحث و جدال   ھے دولت و دین و دانش و داد کی دال

۱۰

ھیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باھم؟   آثارِ جلالی و جمالی باھم
ھوں شاد نہ کیوں، سافل و عالی باھم؟   ھے اب کے شبِ قدر و دِوالی باھم

۱۱

حق، شہ کی بقا سے، خلق کو شاد کرے!   تا شاہ، شیوعِ دانش و داد کرے
یہ، دی جو گئی ھے رشتۂ عمر میں، گانٹھ   ھے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے

۱۲

اس رشتے میں لاکھ تار ھوں، بلکہ سِوا!   اتنے ھی برس شمار ھوں، بلکہ سِوا!
ھر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں   ایسی گرھیں ھزار ھوں، بلکہ سِوا!

۱۳

سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں؟   آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں؟
روزہ مرا ایمان ھے، غالب، لیکن   خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں؟

۱۴

کہتے ھیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں   عُشاق کی پُرسش سے اُسے عار نہیں
جو ھاتھ کہ ظلم سے اُٹھایا ھو گا   کیونکر مانوں کہ اُس میں تلوار نہیں

۱۵

ھم گرچہ بنے سلام کرنے والے   کرتے ھیں درنگ، کام کرنے والے
کہتے ھیں: ''کہیں خدا سے''۔ اللہ، اللہ!   وہ آپ ھیں صبح و شام کرنے والے

۱۶

ان سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے؟   بھیجے ھیں جو ارمغاں، شہِ والا نے
گن کر دیویں گے ھم دعائیں سَو بار   فیروزے کی تسبیح کے، ھیں یہ، دانے

حصّہ سوم: یادگارِ نالہ

قطعات

۱

بسکہ فعّالِ ما یُرید ہے آج ہر سلحشور انگلستاں کا
گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے زہرہ، ہوتا ہے آب، انساں کا
چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا
شہرِ دہلی کا ذرّہ ذرّہ خاک تشنۂ خوں ہے، ہر مسلماں کا
کوئی واں سے نہ آ سکے یاں تک آدمی، واں نہ جا سکے، یاں کا
میں نے مانا کہ مل گئے، پھر کیا؟ وہی رونا تن و دل و جاں کا
گاہ جل کر کیا کیے شکوہ سوزشِ داغہائے پنہاں کا
گاہ رو کر کہا کیے باہم ماجرا دیدہ ہائے گریاں کا
اس طرح کے وصال سے، یارب! کیا مٹے دل سے داغ ہجراں کا؟

۲

اُٹھا اک دن بگولا جو کچھ، میں، جوشِ وحشت میں پھرا آسیمہ سَر، گھبرا گیا تھا جی بیاباں سے
نظر آیا مجھے اک طائرِ مجروح پَر بستہ ٹپکتا تھا سرِ شوریدہ دیوارِ گلستاں سے
کہاں میں نے کہ ''او گمنام، آخر ماجرا کیا ہے؟ پڑا ہے کام تجھ کو کس ستمگر آفتِ جاں سے؟''
ہنسا کچھ کِھل کِھلا کر پہلے، پھر مجھ کو جو پہچانا تو یہ رویا کہ جوئے خوں بَہی پلکوں کے داماں سے
کہا: ''میں صید ہوں اُس کا کہ جس کے دامِ گیسو میں پھنسا کرتے ہیں طائر روز آ کر باغِ رضواں سے
اُسی کے زُلف و رُخ کا دھیان ہے شام و سحر مجھ کو نہ مطلب کفر سے ہے، اور نہ ہے کچھ کام ایماں سے
بچشمِ غور جو دیکھا، مرا ہی طائرِ دل تھا کہ جل کر، ہو گیا یوں خاک، میری آہِ سوزاں سے

۳

ایک اہلِ درد نے سنسان جو دیکھا قفس یوں کہا: ''آتی نہیں کیوں اب صدائے عندلیب؟''
بال و پَر دو چار دکھلا کر، کہا صیّاد نے ''یہ نشانی رہ گئی ہے اب بجائے عندلیب''

۴

مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل بُجھے ہے جوگ مایا اور دیہی
نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا مگر، ہاں، نام کو اورنگ زیبی

﴿ ۵ ﴾

جب کہ سیّد غلام بابا نے مسندِ عیش پہ جگہ پائی
ایسی رونق ہوئی برات کی رات کہ کواکب ہوے تماشائی

﴿ ۶ ﴾

ہزار شکریہ کہ سیّد غلام بابا نے فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی
زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی

﴿ ۷ ﴾

اس کتابِ طرب نصاب نے جب آب و تاب اِنطباع کی پائی
فکرِ تاریخ سال میں، مجھ کو ایک صورت نئی نظر آئی
ہندسے پہلے سات سات کے دو دیے ناگاہ مجھ کو دکھلائی
اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا با ہزاراں ہزار زیبائی
سالِ ہجری تو ہو گیا معلوم بے شمولِ عبارت آرائی
مگر، اب ذوقِ بذلہ سنجی کو ہے جداگانہ کار فرمائی
سات اور سات ہوتے ہیں چودہ بامیدِ سعادت افزائی
غرض اس سے ہیں چاردہ معصوم جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی
اور بارہ امام ہیں، بارہ جن سے ایماں کو ہے توانائی
اُن کو، غالب، یہ سال اچھا ہے جو ائمہ کے ہیں تولاّئی

﴿ ۸ ﴾

سلیم خاں کہ وہ ہے نورِ چشمِ واصل خاں حکیمِ حاذق و دانا ہے، وہ لطیف کلام
تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام
اُسے فضائلِ علم و ہنر کی افزایش ہوئی ہے، مُبدعِ عالم سے، اس قدر اِنعام
کہ بحثِ علم میں، اطفالِ اَبجدی اُس کے ہزار بار فلاطوں کو دے چکے اِلزام
عجیب نسخۂ نادر، لکھا ہے، ایک، اُس نے کہ جس میں حکمت و طب ہی کے مسئلے ہیں تمام
نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام
کل، اُس کتاب کے سالِ تمام میں، جو مجھے کمالِ فکر میں دیکھا، خِرد نے، بے آرام
کہا یہ جلد کہ ''تو اس میں سوچتا کیا ہے؟ ''لکھا ہے نسخۂ تحفہ''، یہی ہے سالِ تمام''

۹

خوشی ہے یہ، آنے کی برسات کے　　پییں بادۂ ناب اور آم کھائیں
سر آغازِ موسم میں، اندھے ہیں ہم　　کہ دلّی کو چھوڑیں، لوھارو کو جائیں
سوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں　　نہ واں آم پائیں، نہ انگور پائیں
ھوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں　　ابھی جا کے پوچھو کہ ''کل کیا پکائیں؟''
وہ کھٹے، کہاں پائیں، املی کے پھول　　وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟
فقط گوشت، سو بھیڑ کا ریشے دار　　کہو، اُس کو، کیا، کھا کے ہم، حظ اُٹھائیں؟

۱۰

مقامِ شُکر ہے، اے ساکنانِ خِطّۂ خاک　　رہا ہے زور سے، ابرِ ستارہ بار، برس
کہاں ہے ساقیِ مہوش؟ کہاں ہے ابرِ مُطیر　　''بیار''، لائے گلنارگوں، ''ببار'' برس
خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی　　درِ حضور پر، اے ابر، بار بار برس
ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو مَلَک، وہ کہیے:　　''امیر کلب علی خاں جییں ہزار برس!''
فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں　　کئی ہزار برس، بلکہ بیشمار برس
جنابِ قبلۂ حاجات، اس بلاکش نے　　بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس
شِفا ہو آپ کو، غالب کو بندِ غم سے نجات　　خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس!

۱۱

گُوگانویں کی ہے جتنی رعیّت، وہ یک قلم　　عاشق ہے اپنے حاکمِ عادل کے نام کی
سو یہ نظر فروز قلمدان نذر ہے　　مسٹر کوان صاحب عالی مقام کی

۱۲

ھندوستان کی بھی عجب سر زمین ہے　　جس میں وفا و مہر و مَحبت کا ہے وُفور
جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے　　اِخلاص کا ہوا ہے اسی ملک سے ظُہور
ہے اصلِ تخمِ ھند سے، اور اس زمین سے　　پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دُور دُور

۱۳

ھند میں اھلِ تَسَنُّن کی ہیں دو سلطنتیں　　حیدرآبادِ دکن، رشکِ گلستانِ اِرَم
رامپور، اھلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر　　کہ جہاں ھشت بہشت آ کے ہوے ہیں باھم
حیدرآباد بہت دور ہے، اس ملک کے لوگ　　اُس طرف کو نہیں جاتے ہیں، جو جاتے ہیں، تو کم
رامپور آج ہے وہ بُقعۂ معمور کہ ہے　　مَرجع و مَجمعِ اَشرافِ نژادِ آدم

رامپور ایک بڑا باغ ہے، از روے مثال
دلکش و تازہ و شاداب و وسیع و خرّم

جس طرح باغ میں ساون کی گھٹائیں برسیں
ہے اسی طور پہ یاں دجلہ فشاں، دستِ کرم

ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام
دُرِّ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پیہم

صبحدم باغ میں آ جاے، جسے ہو نہ یقیں
سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم

حبّذا! باغِ ہمایونِ تقدّس آثار
کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم

مسلکِ شرع کے، ہیں، راہرو و راہ شناس
خضر بھی یاں اگر آ جاے، تو لے اُن کے قدم

مدح کے بعد دعا چاہیے، اور اہلِ سخن
اس کو کرتے ہیں، بہت بڑھ کے بہ اِغراق، رقم

حق سے کیا مانگیے؟ ان کے لیے جب ہو موجود
ملک و گنجینہ و خیل و سپہ و کوس و علم

ہم نہ تبلیغ کے مائل، نہ غلو کے قائل
دو دعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں نواب کو ہم

یاخدا، غالبِ عاصی کے خداوند کو دے
دو وہ چیزیں کہ طلبگار ہے جن کا، عالم

اولاً، عمرِ طبیعی بدوامِ اقبال
ثانیاً، دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم!

مثنویات

۱

ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی
لے کے، دل، سر رشتۂ آزادگی

خود بخود کچھ ہم سے کنیانے لگا
اس قدر بگڑا کہ سر کھانے لگا

میں کہا ''اے دل، ہواے دلبراں
بسکہ تیرے حق میں رکھتی ہے زیاں

پیچ میں ان کے نہ آنا، زینہار!
یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار

گورے پنڈے پر، نہ کر، اِن کے، نظر
کھینچ لیتے ہیں یہ، ڈورے ڈال کر

اب تو مل جائے گی تیری ان سے سانٹھ
لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ

سخت مشکل ہو گا سُلجھانا تجھے
قہر ہے، دل ان سے اُلجھانا تجھے

یہ جو محفل میں بڑھاتے ہیں تجھے
بھول مت اس پر، اُڑاتے ہیں تجھے

ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں
مفت میں ناحق کٹا دیں گے کہیں''

دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب
غوطے میں جا کر، دیا کٹ کر جواب

''رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست''

قطعہ ۲

مژدہ! اے رہروانِ راہِ سخن — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن
طے کرو راہِ شوق زُودا زُود — آن پہنچی ہے منزلِ مقصود
پاس ہے، اب، سوادِ اعظمِ نثر — دیکھیے، چل کے، نظمِ عالمِ نثر
سب کو اُس کا سواد ارزانی! — چشمِ بینش ہو جس سے نورانی
یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا — جلوۂ مُدّعا نظر آیا
حال، یہی شاہراہِ دھلی ہے — مطبعِ بادشاہِ دھلی ہے
مطبع ہو رہی ہے پنج آھنگ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ
ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار — بارور جس کا سرو، گل بے خار
نہیں، اس کا جواب، عالم میں — نہیں ایسی کتاب، عالم میں
اس سے اندازِ شوکتِ تحریر — اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر
مرحبا! طرزِ نغز گفتاری — حبّذا! رسم و راہِ نثّاری
نثرِ مدحت سرائے ابراھیم — ہے مُقرّر جو، اب، پئے تعلیم
اُس کے فقروں میں کون آتا ہے؟ — کیا کہیں، کیا وہ راگ گاتا ہے
تین نثروں سے کام کیا نکلے؟ — اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے؟
ورزشِ قصّۂ کہن کب تک؟ — داستانِ شہِ دکن کب تک؟
تا کجا درسِ نثر ھائے کہن؟ — تازہ کرتا ہے دل کو، تازہ سخن
تھے ظُھوری و عرفی و طالب — اپنے اپنے زمانے میں غالب
نہ ظُھوری ہے اور نہ طالب ہے — اسد اللہ خانِ غالب ہے
قول حافظ کا ہے بجا، اے دوست: — ”ھر کرا پنج روز نوبتِ اوست“
کل وہ سرگرمِ خود نمائی تھے — شمعِ بزمِ سخن سرائی تھے
آج یہ قدردانِ معنی ہے — بادشاہِ جہانِ معنی ہے
نثر اس کی، ہے کارنامۂ راز — نظم اس کی، نگار نامۂ راز
دیکھو اس دفترِ معانی کو — سیکھو آئینِ نکتہ دانی کو
اس سے جو کوئی بہرہ ور ہو گا — سینہ، گنجینۂ گہر ہو گا
ھو سخن کی جسے طلبگاری — کرے اس نسخے کی خریداری
آج جو دیدہ ور کرے درخواست — تین بھیجے رپئے، وہ بے کم و کاست
مطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب — زرِ قیمت کا ہو گا اور حساب
چار سے، پھر نہو گی، کم قیمت — اس سے لیویں گے کم، نہ ھم، قیمت

جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے   احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے
وہ بہارِ ریاضِ مہر و وفا   جس کو کہتے ہیں عُمدۃ الحکما
میں جو ہوں درپئے حصولِ شرف   نام عاصی کا ہے غلام نجف
ہے یہ القصہ، حاصلِ تحریر   کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر
چشمۂ انطباع جاری ہے   ابتداے ورق شماری ہے

۳

(قادر) اور (اللہ) اور (یزداں) خدا   ہے (نبی، مُرسَل، پیمبر) رہنما
پیشواے دیں کو کہتے ہیں (امام)   وہ رسول اللہ کا قائم مقام
ہے (صَحابی) دوست، خالص (ناب) ہے   جمع اُس کی، یاد رکھ، (اَصحاب) ہے
بندگی کا، ہاں، (عبادت) نام ہے   نیک بختی کا (سَعادت) نام ہے
کھولنا (افطار) ہے، اور روزہ (صَوم)   (لَیل) یعنی رات، دن اور روز (یَوم)
ہے (صلوٰۃ)، اے مہرباں، اسمِ نماز   جس کے پڑھنے سے ہو راضی، بے نیاز
جانماز اور پھر (مُصلّا) ہے وہی   اور (سَجّادہ) بھی گویا ہے وہی
(اِسم) وہ ہے، جس کو تم کہتے ہو نام   (کعبہ، مکّہ) وہ، جو ہے (بیت الحرام)
گِرد پھرنے کو کہیں گے ہم (طواف)   بیٹھ رہنا گوشے میں ہے (اعتکاف)
پھر (فلک، چرخ) اور (گردوں) اور (سپہر)   آسماں کے نام ہیں، اے رشکِ مہر
(مِہر) سورج، چاند کو کہتے ہیں (ماہ)   ہے مَحبت (مِہر)، لازم ہے نباہ
(غرب) پچھم، اور پورب (شرق) ہے   (ابر) بدلی، اور بجلی (برق) ہے
آگ کا (آتش) اور (آذر) نام ہے   اور انگارے کا (اَخگر) نام ہے
(تیغ) کی ہندی اگر تلوار ہے   فارسی پگڑی کی بھی (دستار) ہے
نیولا (راسُو) ہے اور (طاؤس) مور   (کبک) کو ہندی میں کہتے ہیں چکور
(خُم) ہے مٹکا، اور ٹھلیا ہے (سبُو)   (آب) پانی، (بحر) دریا، نہر (جُو)
(چاہ) کو کہتے ہیں ہندی میں کنواں   (دُود) کو ہندی میں کہتے ہیں دُھواں
دودھ جو پینے کا ہے وہ (شِیر) ہے   (طفل) لڑکا، اور بوڑھا (پیر) ہے
(سینہ) چھاتی، (دست) ہاتھ اور (پاے) پانو   (شاخ) ٹہنی، (برگ) پتّا، (سایہ) چھانو
(ماہ) چاند، (اختر) ہیں تارے، رات (شب)   دانت (دنداں)، ہونٹ کو کہتے ہیں (لب)
(اُستخواں) ہڈّی ہے، اور ہے (پوست) کھال   (سگ) ہے کتّا اور گیدڑ ہے (شغال)
تل کو (کُنجد) اور (رُخ) کو گال کہ   گال پر جو تِل ہو، اُس کو (خال) کہ

کیکڑا (سرطاں) ہے، کچھوا (سنگ پشت) — (ساق) پنڈلی، فارسی مٹھی کی (مشت)
ہے (شکم) پیٹ، اور بغل (آغوش) ہے — کہنی (آرنج) اور کندھا (دوش) ہے
ھندی میں (عقرب) کا بچھو نام ہے — فارسی میں بھوں کا (ابرو) نام ہے
ہے وہی (کژدم)، جسے (عقرب) کہیں — (نیش) ہے وہ، ڈنک جس کو سب کہیں
ہے، لڑائی (حرب) اور (جنگ) ایک چیز — (کعب) ٹخنا اور (شتالنگ) ایک چیز
ناک (بینی)، (پرہ) نتھنا، (گوش) کان — کان کی لو (نرمہ) ہے، اے مہربان
(چشم) ہے آنکھ، اور (مژگاں) ہے پلک — آنکھ کی پتلی کو کہیے (مردمک)
منھ پر گر جھری پڑے، (آژنگ) جان — فارسی چھینکے کی تو (آونگ) جان
مَسا (آژخ) اور چھالا (آبلہ) — اور ہے دائی جنائی (قابلہ)
اونٹ (اشتر)، اور (اشغر) سیہ ہے — گوشت ہے (لحم)، اور چربی (پیہ) ہے
ہے (زنخ) ٹھوڑی، گلا ہے (حنجرہ) — سانپ ہے (مار)، اور جھینگر (زنجرہ)
ہے (زنخ) ٹھوڑی، (ذقن) بھی ہے وہی — (خاد) ہے چیل، اور (زغن) بھی ہے وہی
پھر (خلیواز) اُس کو کہیے، جو ہے چیل — چیونٹی ہے (مور) اور ھاتھی ہے (پیل)
لومڑی (روباہ)، اور (آھو) ھرن — (شمس) سورج، اور (شعاع) اُس کی کرن
(اسپ) جب ھندی میں گھوڑا نام پائے — (تازیانہ) کیوں نہ کوڑا نام پائے
(گربہ) بلی، (موش) چوھا، (دام) جال — (رشتہ) تاگا، (جامہ) کپڑا، (قحط) کال
(خر) گدھا، اور اُس کو کہتے ھیں (الاغ) — (دیگداں) چولھا، جسے کہیے (اجاغ)
ھندی چڑیا، فارسی (گنجشک) ہے — مینگنی جس کو کہیں، وہ (پشک) ہے
(تابہ) ہے، بھائی، توے کی فارسی — اور (ٹیہو) ہے لوے کی فارسی
نام مکڑی کا (کلاش) اور (عنکبوت) — کہتے ھیں مچھلی کو (ماھی) اور (حوت)
(پشہ) مچھر، اور مکھی ہے (مگس) — (آشیانہ) گھونسلا، پنجرہ (قفس)
بھیڑیا (گرگ) اور بکری (گوسپند) — (میش) کا ہے نام بھیڑ، اے خود پسند
نام (گل) کا پھول، (شبنم) اوس ہے — جس کو نقارہ کہیں، وہ (کوس) ہے
(سقف) چھت ہے، (سنگ) پتھر، اینٹ (خشت) — جو بُرا ہے، اُس کو ھم کہتے ھیں (زشت)
(خار) کانٹا، (داغ) دھبا، (نغمہ) راگ — (سیم) چاندی، (مس) ہے تانبا، (بخت) بھاگ
(زر) ہے سونا، اور (زرگر) ہے سنار — (موز) کیلا، اور ککڑی ہے (خیار)
(ریش) داڑھی، موچھ (سبلت) اور (بروت) — (احمق) اور (نادان) کو کہتے ھیں اُوت
زندگانی ہے (حیات)، اور (مرگ) موت — (شوے) خاوند، اور ہے (انباغ) سوت

(جملہ) سب، اور (نصف) آدھا، (ربع) پاؤ   (صرصر) آندھی، (سَیل) نالا، (باد) باؤ
ہے (جراحت) اور (زخم) اور گھاؤ (ریش)   بھینس کو کہتے ہیں، بھائی، (گاومیش)
(ہفت) سات، اور (ہشت) آٹھ، اور (بست) بیس   (سی) اگر کہیے، تو ہندی اُس کی تیس
ہے (چہل) چالیس، اور (پنجہ) پچاس   (ناامیدی) یاس اور (اُمّید) آس
(دوش) کل کی رات اور (اِمروز) آج   (آرد) آٹا اور (غلّہ) ہے اناج
چاہیے ہے ماں کو (مادر) جاننا   اور بھائی کو (برادر) جاننا
پھاوڑا (بیل) اور درانتی (داس) ہے   فارسی (کاہ) اور ہندی گھاس ہے
سبز ہو جب تک، اُسے کہیے (گیاہ)   خشک ہو جاتی ہے، تب کہتے ہیں (کاہ)
(چکسہ) پُڑیا، (کیسہ) کا تھیلی ہے نام   فارسی میں وَچھے کا (سَیلی) ہے نام
(اُغلسگندو) جھنجھنا (نیرو) ہے زور   (بادفر) پھرکی ہے، اور ہے (دُزد) چور
(انگبیں، شہد) اور (عَسل)، یہ، اے عزیز   نام کو ہیں تین، پر ہے ایک چیز
(آجُل) اور (آروغ) کی ہندی ڈکار   (مَے) شراب، اور پینے والا (میگسار)
روئی کو کہتے ہیں (پنبہ) سُن رکھو   آم کو کہتے ہیں (انبہ) سن رکھو
(خانہ) گھر ہے، اور کوٹھا (بام) ہے   قلعہ (دِژ)، کھائی کا (خندق) نام ہے
ہے بنولا (پنبہ دانہ) لاکلام   اور تربُز (ہندوانہ) لاکلام
گر (دریچہ) فارسی کھڑکی کی ہے   (سرزنش) بھی فارسی جھڑکی کی ہے
ہے کہانی کی (فسانہ) فارسی   اور شعلے کی (زبانہ) فارسی
(نعل در آتش) اُسی کا نام ہے   جو کہ بے چین اور بے آرام ہے
(پست) اور ستّو کو کہتے ہیں (سَویق)   (ژرف) اور گہرے کو کہتے ہیں (عَمیق)
(تار) تانا، (پُود) بانا، یاد رکھ   (آزمودن) آزمانا یاد رکھ
(بوسہ) چُمّی، چاہنا ہے (خواستن)   کم ہے (اندک)، اور گھٹانا (کاستن)
خوش رہو، ہنسنے کو (خندیدن) کہو   گر ڈرو، ڈرنے کو (ترسیدن) کہو
ہے (ہراسیدن) بھی ڈرنا، کیوں ڈرو؟   اور (جنگیدن) ہے لڑنا، کیوں لڑو؟
ہے گزرنے کی (گزشتن) فارسی   اور پھرنے کی ہے (گشتن) فارسی
وہ (سُرودن) ہے، جسے گانا کہیں   ہے وہ (آوردن)، جسے لانا کہیں
(زیستن) کو، جانِ من، جینا کہو   اور (نوشیدن) کو تم پینا کہو
دوڑنے کی فارسی ہے (تاختن)   کھیلنے کی فارسی ہے (باختن)
(دوختن) سینا، (دریدن) پھاڑنا   (کاشتن) بونا ہے، (رُفتن) جھاڑنا

(کاشتن) بونا ہے، اور (بکشتن) بھی ہے　　کاتنے کی فارسی (رشتن) بھی ہے
ہے ٹپکنے کی (چکیدن) فارسی　　اور سُننے کی (شُنیدن) فارسی
کودنا (جَستن)، (بُریدن) کاٹنا　　اور (لیسیدن) کی ہندی چاٹنا
دیکھنا (دیدن)، (رمیدن) بھاگنا　　جان لو، (بیدار بودن) جاگنا
(آمدن) آنا، بنانا (ساختن)　　ڈالنے کی فارسی (انداختن)
(سوختن) جلنا، چمکنا (تافتن)　　ڈھونڈھنا (جُستن) ہے، پاتا (یافتن)
باندھنا (بستن)، (کشادن) کھولنا　　(داشتن) رکھنا ہے، (سختن) تولنا
تولنے کو اور (سنجیدن) کہو　　پھر خفا ہونے کو (رنجیدن) کہو
فارسی سونے کی (خُفتن) جاہیے　　منہ سے کچھ کہنے کو (گُفتن) جاہیے
کھینچنے کی ہے (کشیدن) فارسی　　اور اُگنے کی (دَمیدن) فارسی
اونگھنا پوچھو، (غُودن) جان لو　　مانجھنا چاہو، (زَدُودن) جان لو
ہے قلم کا فارسی میں (خامہ) نام　　ہے غزل کا فارسی میں (چامہ) نام
کس کو کہتے ہیں غزل؟ ارشاد ہو　　ہاں، غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو
صبح سے دیکھیں گے رستا یار کا　　غزل جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا
وہ چُراوے باغ میں میوہ جسے　　پھاند جانا، یاد ہو، دیوار کا
پُل ہی پر سے پھیر لاتے ہم کو لوگ　　ورنہ، تھا اپنا ارادہ پار کا
شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ　　آج عالم اور ہے بازار کا
لال ڈگی پر کرے گا جا کے کیا؟　　پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا
گر نہ ڈر جاؤ، تو دکھلاؤں تمھیں　　کاٹ، اپنی کاٹھ کی تلوار کا
واہ بے! لڑکے، پڑھی اچھی غزل　　شوق، ابھی سے ہے تجھے، اشعار کا
لو سنو کل کا سبق، آ جاؤ تم　　پوزی (اَفسار) اور دمچی (پاردُم)
چھلنی کو (غربال، پَرویزن) کہو　　چھید کو تم (رَخنہ) اور (رَوزَن) کہو
(چہ) کے معنی کیا، (چگوہم) کیا کہوں　　(من شوم خاموش) میں چپ ہو رہوں
(باز خواہم رفت) میں پھر جاؤں گا　　(نان خواہم خورد) روٹی کھاؤں گا
فارسی کیوں کی (چرا) ہے، یاد رکھ　　اور گھنٹالا (درا) ہے، یاد رکھ
(دشت)، (صحرا) اور جنگل ایک ہے　　پھر (سہ شنبہ) اور منگل ایک ہے
جس کو (ناداں) کہیے وہ انجان ہے　　فارسی بینگن کی (بادِنجان) ہے
جس کو کہتے ہیں جمائی، (فازہ) ہے　　جو ہے انگڑائی، وہی (خمیازہ) ہے

(بادہ) کہتے ہیں کڑے کو، ہم سے پوچھ — پاڑ ہے (تالار)، ایک عالم سے پوچھ
جس طرح گہنے کی (زیور) فارسی — اُس طرح ھنسلی کی (پَرگر) فارسی
بھڑ کی، بھائی، فارسی (زنبور) ہے — دَسپنا (اَنبر) ہے اور (اَنبور) ہے
فارسی (آئینہ)، ہندی آرسی — اور ہے کنگھے کی، (شانہ)، فارسی
ھینگ (اَنگوزہ) ہے، اور (اَرزِیر) رانگ — (ساز) باجا، اور ہے آواز (بانگ)
(زَوجہ) جورُو، (پزنہ) بہنوئی کو جان — (تخم) غنچے اور یدخوئی کو جان
لوہے کو کہتے ہیں (آہن) اور (حَدِید) — جو نئی ہو چیز، اُسے کہیے (جدید)
ہے (نوا) آواز، ساماں اور اُول — (نرخ)، (قیمت) اور (بہا) یہ سب ہیں مول
(سیر) لہسن، (تُرب) مولی، (تَرہ) ساگ — کھا (بخُور)، (برخیز) اُٹھ، (بگریز) بھاگ
روئی کی پونی کا ہے (پاغُند) نام — (دُوک) تکلے کو کہیں گے لاکلام
(گیتی) اور (گیہاں) ہے دُنیا، یاد رکھ — اور ہے (ندّاف) دُھنیا، یاد رکھ
(کوہ) کو ہندی میں کہتے ہیں پہاڑ — فارسی (گلخن) ہے، اور ہندی ہے بھاڑ
تکیہ (بالشِ)، اور بچھونا، بسترا — اصل (بستر) ہے، سمجھ لو تم زرا
بسترا بولیں سپاہی اور فقیر — ورنہ (بستر) کہتے ہیں بَرنا و پیر
(پیر) بوڑھا اور (بَرنا) ہے جواں — جان کو البتہ کہتے ہیں (رَواں)
اینٹ کے گارے کا نام (آژَند) ہے — ہے (نصیحت) بھی وہی، جو (پند) ہے
(پند) کو (اَندَرز) بھی کہتے ہیں، ہاں — (اَرض) ہے، پر (مرز) بھی کہتے ہیں، ہاں
کیا ہے (اَرض) اور (مرز)، تم سمجھے؟ (زمیں) — (عُنق) گردن، اور پیشانی (جَبیں)
(آس) چکی، (آسیا) مشہور ہے — اور (فوفَل) چھالیا مشہور ہے
بانسلی (نَے) اور (جَلاجل) جھانجھ ہے — پھر (سَتَروَن) اور (عَقیمہ) بانجھ ہے
(کُحل) سُرمہ، اور سلائی (مِیل) ہے — جس کو جھولی کہیے، وہ (زَنبیل) ہے
پایا قادر نامے نے آج اختتام — اک غزل تم اور پڑھ لو، والسلام!

شعر کے پڑھنے میں کچھ حاصل نہیں غزل مانتا، لیکن ہمارا دل، نہیں
علم سے ہی قدر ہے انسان کی — ہے وہی انسان، جو جاہل نہیں
کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار؟ — آج ہنستے آپ جو کِھل کِھل نہیں
کس طرح پڑھتے ہو، رُک رُک کر، سبق؟ — ایسے پڑھنے کا تو میں قائل نہیں
جس نے قادر نامہ سارا پڑھ لیا — اُس کو آمد نامہ کچھ مشکل نہیں

۴

اے جہاں آفریں، خداے کریم صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم
نام مکلوڈ جن کا ہے مشہور یہ ہمیشہ بصد نشاط و سرور
عمر و دولت سے شادماں رہیں! اور غالب پہ مہرباں رہیں!

قصائد

۱

ملاذِ کشور و لشکر، پناہِ شہر و سپاہ جنابِ عالی ایلن برونِ والا جاہ
بلندِ رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر کہ، باج تاج سے لیتا ہے، جس کا طرفِ کلاہ
وہ محضِ رحمت و رافت، کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے، جس کی نگاہ
وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی بنے ہے، شعلۂ آتش، انیسِ پَرّۂ کاہ
زمیں سے سُودۂ گوہر اُٹھے، بجاے غبار جہاں ہو، توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ
وہ مہرباں ہو، تو انجم کہیں: ”الٰہی، شکر!“ وہ خشمگیں ہو، تو گردوں کہے: ”خدا کی پناہ!“
یہ، اُس کے عدل سے اضداد کو ہے، آمیزش کہ دشت و کوہ کے اطراف میں، بہرِ سرِ راہ
ہزبر، پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا کبھی جو، ہوتی ہے اُلجھی ہوئی، دُمِ روباہ
نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ
خدا نے اُس کو دیا ایک خوبرو فرزند ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ
زہے! ستارۂ روشن، کہ جو اُسے دیکھے شُعاعِ مہرِ درخشاں ہو، اُس کا تارِ نگاہ
خدا سے ہے یہ توقّع کہ عہدِ طفلی میں بنے گا، شرق سے تا غرب، اِس کا بازی گاہ
جوان ہو کے کرے گا، یہ، وہ جہانبانی کہ تابع اِس کے ہوں روز و شب سپید و سیاہ
کہے گی خلقِ خدا اِسے: ”داورِ سپہر شکوہ“ لکھیں گے لوگ اِسے: ”خسروِ ستارہ سپاہ“
عطا کرے گا خداوندِ کارساز اِسے روانِ روشن و خوے خوش و دلِ آگاہ
ملے گی اِس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اِسے پڑے نہ، قطعِ خصومت میں، احتیاجِ گواہ
یہ، ترکتاز سے، برہم کرے گا کشورِ روس یہ لے گا، بادشہِ چیں سے، چھین تخت و کلاہ
سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے، شام و پگاہ
یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہو جاویں دراز اِس کی ہو عمر اس قدر، سخن کوتاہ
اُمیدوارِ عنایات، شیونارائن کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولت خواہ
یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں عزّ و جاہ کے ساتھ تمھیں اور اس کو سلامت رکھے سدا، اللہ!

۲

گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ — ابھی حساب میں باقی ہیں، سو ہزار گرہ
گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بروزِ شمار — ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار، گرہ
یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے، کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ
گرہ سے اور گرہ کی اُمید کیوں نہ بڑھے؟ — کہ ہر گرہ کی گرہ میں ہیں، تین چار گرہ
دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ "دیکھ کتنی، اُٹھا لائے گا یہ تار، گرہ؟"
کہا کہ "چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یاں گنیں گے، تو پاویں گے نو ہزار گرہ"
خود آسماں ہے مہاراؤ راجہ پر صدقے — کرے گا سینکڑوں، اس تار پر نثار، گرہ
وہ راؤ راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور، دانہ وار، گرہ
اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے سال بسال — کہ لائے غیب سے غنچوں کی، نوبہار، گرہ
اُنھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے — ہوا میں بوند کو، ابرِ تگرگ بار، گرہ
اُنھیں کی سالگرہ کی یہ شادمانی ہے — کہ ہو گئے ہیں، گہرہائے شاہوار، گرہ
اُنھیں کی سالگرہ کے لیے ہے یہ توقیر — کہ بن گئے ہیں، ثمرہائے شاخسار، گرہ
سُن، اے ندیم، برس گانٹھ کے، یہ، تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار، گرہ؟
پئے دعائے بقائے جنابِ فیض مآب — لگے گی، اس میں، ثوابت کی اُستوار گرہ
ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے — بلا مبالغہ، درکار ہے ہزار گرہ
عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو — کہ چھوڑتا ہی نہیں، رشتہ، زینہار گرہ
کشادہ رُخ نہ پھرے کیوں؟ کہ اس زمانے میں — بچی نہ، از پئے بندِ نقابِ یار، گرہ
متاعِ عیش کا، ہے، قافلہ چلا آتا — کہ جادہ رشتہ ہے، اور ہے شتر قطار گرہ
خدا نے دی ہے وہ، غالب کو، دستگاہِ سخن — کروڑوں ڈھونڈھ کے لاتا ہے یہ خاکسار گرہ
کہاں مجالِ سخن؟ سانس لے نہیں سکتا — پڑی ہے، غم کی، مرے دل میں، پیچدار گرہ
گرہ کا نام لیا، پر نہ کر سکا کچھ بات — زباں تک آ کے ، ہوئی اور اُستوار گرہ
کھلے یہ گانٹھ، تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ
ادھر نہو گی، توجہ حضور کی جب تک — کبھی کسی سے کھلے گی نہ زینہار گرہ
دعا یہ ہے کہ مخالف کے دل میں، از رہِ بُغض — پڑی ہے یہ جو بہت سخت نابکار گرہ
دل اُس کا پھوڑ کے نکلے، بشکلِ پھوڑے کے — خدا کرے کہ کرے اس طرح اُبھار گرہ!

۳

مرحبا! سالِ فرخی آئیں — عیدِ شوال و ماہِ فروردیں
شب و روز، افتخارِ لیل و نہار — مہ و سال، اشرفِ شہور و سنیں

گرچہ ہے بعد عید کے نوروز　　لیک، بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں
سو، اس اکتیس دن میں، ہولی کی　　مجلسیں، جا بجا، ہوئیں رنگیں
شہر میں، کو بکو، عبیر و گلال　　باغ میں سو بسو، گل و نسریں
شہر، گویا، نمونۂ گلزار　　باغ، گویا، نگار خانۂ چیں
تین تیوہار اور ایسے خوب　　جمع ہرگز ہوے نہوں گے کہیں
پھر ہوئی ہے اِسی مہینے میں　　منعقد، محفلِ نشاط قریں
محفلِ غسلِ صحتِ نوّاب　　رونق افزاے مسندِ تمکیں
بزمگہ میں، امیرِ شاہ نشاں　　رزمگہ میں، حریفِ شیر کمیں
پیشگاہِ حضور، شوکت و جاہ　　خیر خواہِ جناب، دولت و دیں
جن کی مسند کا، آسماں، گوشہ　　جن کی خاتم کا، آفتاب، نگیں
جن کی دیوار قصر کے نیچے　　آسماں، ہے گداے سایہ نشیں
دہر میں اس طرح کی بزمِ سرور　　نہوئی ہو کبھی بروے زمیں
انجمِ چرخ، گوہر آگیں فرش　　نور مَے، ماہ ساغرِ سیمیں
راجہ اِندر کا جو اکھاڑا ہے　　ہے وہ بالاے سطحِ چرخِ بریں
وہ نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال　　یہ، ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں
واں کہاں یہ عطا و بذل و کرم　　کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں
یاں زمیں پر نظر جہاں تک جاے　　ژالہ آسا، بچھے ہیں، دُرِ ثمیں
نغمۂ مُطربانِ زُہرہ نوا　　جلوۂ لُولیانِ ماہ جبیں
اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنوں　　یاں، وہ دیکھا بچشمِ صورت بیں
سَروِرِ مہر فَر ہوا جو سوار　　بکمالِ تجمّل و تزئیں
سب نے جانا کہ ہے پری توسَن　　اور بالِ پری ہے، دامنِ زیں
نقشِ سُمِ سمند سے، یکسر　　بن گیا، دشت، دامنِ گلچیں
فوج کی گردِ راہ مُشک فشاں　　رہرووں کے مَشام، عطر آگیں
بسکہ بخشی ہے فوج کو عزّت　　فوج کا ہر پیادہ، ہے فرزیں
مَوکبِ خاص، یوں زمیں پر تھا　　جس طرح ہے سپہر پر، پرویں
چھوڑ دیتا تھا گور کو، بہرام　　ران پر داغِ تازہ دے کے، وہیں
اور داغ آپ کی غلامی کا　　خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں
بندہ پرور، ثنا طرازی سے　　مدعا، عرضِ فنِ شعر نہیں

آپ کی مدح اور میرا مُنھ   گر کہوں بھی، تو کس کو آے یقیں
اور پھر اب، کہ ضعفِ پیری سے   ھو گیا ھوں نزار و زار و حزیں
پیری و نیستی، خدا کی پناہ!   دستِ خالی و خاطرِ غمگیں
حرف، اظہار ھے، ارادت کا   ھے قلم کی، جو سجدہ ریز، جبیں
مدح گستر نہیں، دعاگو ھے   غالبِ عاجزِ نیاز آگیں
ھے دعا بھی یہی کہ دنیا میں   تم رھو زندہ جاوداں، آمیں!

کرتا ھے، چرخ، روز بصد گونہ احترام   فرمانروائے کشورِ پنجاب کو، سلام
حق گوے و حق پرست و حق اندیش و حق شناس   نوّاب مُستطاب، امیرِ شہ احتشام
جَم رتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم   تُرکِ فلک کے ھاتھ سے، وہ، چھین لیں حُسام
جس بزم میں کہ ھو اُنھیں آھنگِ میکشی   واں، آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام
چاھا تھا میں نے، تم کو مہِ چاردہ کہوں   دل نے کہا کہ ”یہ بھی ھے تیرا خیالِ خام
دو رات میں تمام ھے، ھنگامہ ماہ کا   حضرت کا عزّ و جاہ رھے گا علی الدّوام،
سچ ھے تم آفتاب ھو، جس کے فُروغ سے   دریاے نور ھے، فلکِ آبگینہ فام
میری سنو، کہ آج تم اس سرزمین پر   حق کے تفضّلات سے، ھو مرجعِ اَنام
اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی   تحریر ایک، جس سے ھوا بندہ تلخ کام
ٹکرے ھوا ھے، دیکھ کے تحریر کو، جگر   کاتب کی آستیں ھے، مگر، تیغ کا نیام
وہ فرد، جس میں نام ھے میرا غلط لکھا   جب یاد آ گئی ھے، کلیجا لیا ھے تھام
سب صورتیں بدل گئیں، ناگاہ، یک قلم   نمبر رھا، نہ نذر، نہ خِلعت کا انتظام
ستّر برس کی عمر میں یہ داغِ جانگداز   جس نے، جلا کے، راکھ مجھے کر دیا تمام
تھی، جنوری مہینے کی تاریخ، تیرھویں   استادہ ھو گئے لبِ دریا پہ جب خیام
اُس بزمِ پُرفُروغ میں، اس تیرہ بخت کو   نمبر ملا نشیب میں، از روے اھتمام
سمجھا اُسے گُراب، ھوا پاش پاش، دل   دربار میں جو، مجھ پہ چلی، چشمکِ عوام
عزّت پہ اھلِ نام کی ھستی کی، ھے، بِنا   عزّت جہاں گئی، تو نہ ھستی رھی، نہ نام
تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر   اُس ناز کا، فلک نے لیا مجھ سے، انتقام
آیا تھا، وقت ریل کے کُھلنے کا بھی، قریب   تھا بارگاہِ خاص میں خِلقت کا اِزدحام
اس کشمکش میں آپ کا مدّاحِ دردمند   آقاے نامور سے نہ کچھ کر سکا کلام
جو واں نہ کہہ سکا، وہ لکھا ھے حضور کو   دیں آپ میری داد، کہ ھوں فائزالمرام

ملک و سپہ نہو، تو نہو، کچھ ضرر نہیں — سلطانِ برّ و بحر کے در کا، ہوں میں، غلام
وکٹوریا کا، دہر میں جو، مدح خوان ہو — شاہانِ عصر، چاہیے، لیں عزت اُس سے وام
خود، ہے تدارک اس کا، گورمنٹ کو ضرور، — بے وجہ کیوں ذلیل ہو، غالب ہے جس کا نام
امرِ جدید کا، تو نہیں ہے مجھے، سوال — بارے قدیم قاعدے کا، چاہیے، قیام
ہے بندے کو اعادۂ عزت کی آرزو — چاہیں اگر حضور، تو مشکل نہیں یہ کام
دستورِ فنِ شعر یہی ہے، قدیم سے — یعنی، دعا پہ مدح کا، کرتے ہیں اختتام
ہے یہ دعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے — اقلیم ہند و سند سے تا ملک روم و شام،

مرثیہ

حاں، اے نفسِ بادِ سحر، شعلہ فشاں ہو — اے دجلۂ خوں، چشمِ ملائک سے رواں ہو
اے زمزمۂ قُم، لبِ عیسی پہ فغاں ہو — اے ماتمیانِ شہِ مظلوم کہاں ہو؟
بگڑی ہے بہت بات، بنائے نہیں بنتی
اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی

تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو — ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو
گھر پھونکنے میں اپنے، مُحابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جاے، تو پروا نہیں ہم کو
یہ خرگہِ نُہ پایہ جو مدّت سے بپا ہے
کیا خیمۂ شبّیر سے رتبے میں سِوا ہے؟

کچھ اور ہی عالم ہے، دل و چشم و زباں کا — کچھ اور ہی نقشا، نظر آتا ہے، جہاں کا
کیسا فلک؟ اور مہرِ جہانتاب کہاں کا؟ — ہو گا دلِ بیتاب کسی سوختہ جاں کا
اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے
گرتا نہیں اس رُو سے کہو، برق نہیں ہے

سلام

سلام اُسے کہ اگر بادشا کہیں اُس کو — تو پھر کہیں کہ کچھ اس سے سِوا کہیں اُس کو
نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستایش ہے؟ — کہو کہ خامسِ آلِ عبا کہیں اُس کو
خدا کی راہ میں شاہی و خسروی کیسی؟ — کہو کہ رہبرِ راہِ خدا کہیں اُس کو
خدا کا بندہ، خداوند گار بندوں کا — اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو

فروغِ جوھرِ ایماں، حسین ابنِ علی
کہ شمعِ انجمنِ کبریا کہیں اُس کو

کفیلِ بخششِ اُمّت ھے، بَن نہیں پڑتی
اگر نہ شافعِ روزِ جزا کہیں اُس کو

مسیح جس سے کرے اخذِ فیضِ جاں بخشی
ستم ھے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو

وہ، جس کے ماتمیوں پر ھے، سَلسبیل، سَبیل
شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو

عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نپائے وہ بات
کہ جنّ و اِنس و ملَک سب بجا کہیں اُس کو

بہت ھے، پایۂ گردِ رہِ حسین، بلند
بقدرِ فہم ھے، گر کیمیا کہیں اُس کو

نظارہ سوز ھے یاں تک، ھر ایک ذرّۂ خاک
کہ لوگ جوھرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو

ھمارے درد کی، یارب، کہیں دوا نہ ملے!
اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اُس کو

ھمارا مُنھ ھے کہ دیں اُس کے حُسنِ صبر کی داد؟
مگر نبی و علی مرحبا کہیں اُس کو

زمامِ ناقہ، کف اُس کے میں ھے کہ اھلِ یقیں
پس از حسین علی، پیشوا کہیں اُس کو

وہ ریگِ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ھے
کہ طالبانِ خدا رھنما کہیں اُس کو

امامِ وقت کی یہ قدر ھے کہ اھلِ عِناد
پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو

یہ اجتہاد عجب ھے کہ ایک دشمنِ دیں
علی سے آ کے لڑے اور خطا کہیں اُس کو

یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ
بُرا نمانیے، گر ھم بُرا کہیں اُس کو

علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین
کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟

نبی کا ھو نہ جسے اعتقاد، کافر ھے
رکھے امام سے جو بغض، کیا کہیں اُس کو؟

بھرا ھے، غالبِ دلخستہ کے کلام میں، درد
غلط نہیں ھے کہ خونیں نوا کہیں اُس کو

سہرا

۱

خوش ھو، اے بخت، کہ ھے آج ترے سر سہرا
باندھ، شہزادہ جواں بخت کے سر پر، سہرا

کیا ھی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ھے!
ھے ترے حسنِ دل افروز کا زیور، سہرا

سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ھے، پر اے طرفِ کلاہ
مجھ کو ڈر ھے کہ نہ چھینے ترا لمبر، سہرا

ناؤ بھر کر ھی، پروئے گئے ھوں گے موتی
ورنہ، کیوں لائے ھیں کشتی میں لگا کر سہرا

سات دریا کے فراھم کیے ھوں گے موتی
تب بنا ھو گا اِس انداز کا گز بھر سہرا

رُخ پہ دولھا کے جو، گرمی سے، پسینا ٹپکا
ھے رگِ ابرِ گُہر بار سراسر، سہرا

یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے
رہ گیا، آن کے دامن کے برابر، سہرا

جی میں اترائیں نہ موتی کہ ھمیں ھیں اک چیز
چاہیے، پھولوں کا بھی ایک، مقرّر، سہرا

جب کہ اپنے میں سماویں نہ، خوشی کے مارے گوندھے پھولوں کا، بھلا پھر کوئی کیونکر، سہرا؟
رخ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک کیوں نہ دکھلاوے فُروغِ مہ و اختر سہرا؟
تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار لائے گا تابِ گرانبارئ گوہر، سہرا؟
ہم، سخن فہم ہیں، غالب کے طرفدار نہیں دیکھیں، اس سہرے سے کہدے کوئی بڑھ کر سہرا

﴿ ۲ ﴾

چرخ تک دھوم ہے، کس دھوم سے آیا سہرا! چاند کا دائرے لے، زہرہ نے گایا سہرا
جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا
رشک سے لڑتی ہیں، آپس میں اُلجھ کر لڑیاں باندھنے کو جو ترے سر پہ اُٹھایا سہرا
صاف آتی ہیں نظر آبِ گُہر کی لہریں جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا

﴿ ۳ ﴾

ہم نشیں تارے ہیں، اور چاند شِہاب الدین خاں بزمِ شادی ہے فلک، کاہ کشاں ہے سہرا
ان کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا

مخمس

﴿ ۱ ﴾

گھستے گھستے، پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی
مر گئے پر، قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی
سب ہی پڑھتا، کاش! کیوں تکبیر آدھی رہ گئی؟
کھنچ کے، قاتل، جب تری شمشیر آدھی رہ گئی
غم سے، جانِ عاشقِ دلگیر، آدھی رہ گئی

بیٹھ رہتا، لے کے چشمِ پُرنم، اُس کے روبرو
کیوں کہا تو نے کہ: "کہہ دل کا غم اس کے روبرو؟"
بات کرنے میں نکلتا ہے دم اُس کے روبرو
کہہ سکے ساری حقیقت نہ ہم، اُس کے روبرو
ہم نشیں، آدھی ہوئی تقریر، آدھی رہ گئی

تو نے دیکھا؟ مجھ پہ کیسی بن گئی، اے راز دار
خواب و بیداری پہ، کب ھے، آدمی کو اختیار!
مثلِ زخم، آنکھوں کو سی دیتا، جو ھوتا ھوشیار
کھینچتا تھا، رات کو میں خواب میں، تصویرِ یار
جاگ اُٹھا، جو کھینچی تصویر آدھی رہ گئی

غم نے جب گھیرا، تو چاھا ھم نے یوں، اے دلنواز
مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے، ھوویں چارہ ساز
تو صدائے پا سے جاگا، تھا جو محوِ خوابِ ناز
دیکھتے ھی، اے ستمگر، تیری چشمِ نیم باز
کی تھی پوری ھم نے جو تدبیر، آدھی رہ گئی

اس بُتِ مغرور کو کیا ھو کسی پر التفات؟
جس کے حسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ھے بات
ماہِ نو نکلے پہ، گزری ھوں گی راتیں پانچ سات
اس رُخِ روشن کے آگے ماہِ یک ھفتہ کی رات
تابشِ خُرشیدِ پُر تنویر آدھی رہ گئی

تا مجھے پہنچائے کاھش، بختِ بد ھے گھات میں
مال، فراوانی اگر کچھ ھے، تو ھے آفات میں
جز غم و رنج و الم، گھاٹا ھے ھر یک بات میں
کم نصیبی اس کو کہتے ھیں کہ میرے ھات میں
آتے ھی، خاصیتِ اِکسیر آدھی رہ گئی

سب سے، یہ گوشہ، کنارے ھے، گلے لگ جا مرے
آدمی کو کیوں پکارے ھے؟ گلے لگ جا مرے
سر سے گر چادر اُتارے ھے، گلے لگ جا مرے
مانگ کیا بیٹھا سنوارے ھے؟ گلے لگ جا مرے
وصل کی شب، اے بُتِ بے پیر، آدھی رہ گئی

میں یہ کیا جانوں کہ وہ کس واسطے ھوں پھر گئے؟
پر نصیب اپنا، اُنھیں جاتا سنا جوں، پھر گئے
دیکھنا قسمت، وہ آئے اور پھر یوں پھر گئے
آ کے آدھی دُور، میرے گھر سے وہ کیوں پھر گئے؟
کیا کشش میں دل کی اب تاثیر آدھی رہ گئی؟

ناگہاں یاد آ گئی ہے مجھ کو، یارب، کب کی بات؟
کچھ نہیں کہتا کسی سے، سُن رہا ہوں سب کی بات
کس لیے تجھ سے چھپاؤں، ہاں، وہ پرسوں شب کی بات؟
نامہ بر، جلدی میں تیری وہ جو تھی مطلب کی بات
خط میں آدھی ہو سکی تحریر، آدھی رہ گئی

ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب
ہاں، چھ گھنٹے کی تو ہوتی، فرصتِ عیش و طرب
شام سے آتے، تو کیا اچھی گزرتی رات سب!
پاس میرے وہ جو آئے بھی، تو بعد از نصفِ شب
نکلی آدھی حسرتِ تقریر، آدھی رہ گئی

تم جو فرماتے ہو: "دیکھ، اے غالبِ آشفتہ سر
ہم نہ تجھ کو منع کرتے تھے؟ گیا کیوں، اُس کے گھر؟"
جان کی پاؤں اماں! باتیں یہ سب سچ ہیں، مگر
دل نے کی ساری خرابی، لے گیا مجھ کو، ظفر
واں کے جانے میں، مری توقیر آدھی رہ گئی

غزلیات

(الف)

۱

جگر سے ٹوٹے ہوے مُو کی، ہے، سناں پیدا دہانِ زخم میں، آخر، ہوئی زباں پیدا

۲

سات جلدوں کا پارسل پہنچا واہ! کیا خوب بر محل پہنچا

۳

ہاتفِ غیب سن کے یہ چیخا اُن کی تاریخ، میرا تاریخا

۴

ان دلفریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آے؟ روٹھا جو بے گناہ، تو بے عذر مَن گیا

۵

تھا تو خط، پر، نہ تھا جواب طلب کوئی اُس کا جواب کیا لکھتا

﴿ ۶ ﴾

خوشی جینے کی کیا، مرنے کا غم کیا   ہماری زندگی کیا، اور ہم کیا

﴿ ۷ ﴾

دو رنگیاں یہ زمانے کی، جیتے جی ہیں سب   کہ مُردوں کو نہ، بدلتے ہوے کفن، دیکھا

﴿ ۸ ﴾

پیری میں بھی کمی نہ ہوئی تاک جھانک کی   روزن کی طرح، دید کا آزار رہ گیا
وہ مرغ ہے خزاں کی صعوبت سے بے خبر   آیندہ سال تک جو گرفتار رہ گیا

﴿ ۹ ﴾

معلوم ہوا خیر کہ ٹھینگا باجا

(ب)

﴿ ۱۱ ﴾

ملے، دو مرشدوں کو قدرتِ حق سے، ہیں دو طالب   نظام الدین کو خسرو، سراج الدین کو غالب

﴿ ۱۲ ﴾

کوئی اس کا جواب دو صاحب   سائلوں کا ثواب لو صاحب

﴿ ۱۳ ﴾

خوشنودیِ احباب کا طالب، غالب

(ر)

﴿ ۱۴ ﴾

خدا سے میں بھی چاہوں از رہِ مہر   "فروغ میرزا حاتم علی مہرؔ"

﴿ ۱۵ ﴾

نیازِ عشق، خرمن سوزِ اسبابِ ہوس بہتر   جو، ہو جاوے نثارِ برق، مشتِ خار و خس، بہتر

(س)

﴿ ۱۶ ﴾

سنینِ عمر کے ستر، ہوے شمار، برس   بہت جیوں، تو جیوں اور تین چار برس

(ط)

۱۷

یاد آیا جو وہ کہنا کہ "نہیں، واہ غلط" کی، تصور نے بصحرائے ہوس راہ، غلط

(ک)

۱۸

دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذُوالفقار ایک
ہم سخن اور ہم زباں، حضرتِ قاسم و طباں ایک تپش کا جانشین، درد کا یادگار ایک
نقدِ سخن کے واسطے، ایک عیارِ آگہی شعر کے فن کے واسطے، مایۂ اعتبار ایک
ایک وفا و مہر میں، تازگیِ بساطِ دہر لطف و کرم کے باب میں، زینتِ روزگار ایک
گلکدۂ تلاش کو، ایک ہے رنگ، ایک بُو ریختے کے قُماش کو، پُود ہے ایک، تار ایک
مملکتِ کمال میں، ایک امیرِ نامور عرصۂ قیل و قال میں، خسرو نامدار ایک
گلشنِ اتفاق میں، ایک بہارِ بے خزاں میکدۂ وفاق میں، بادۂ بے خمار ایک
زندۂ شوقِ شعر کو، ایک چراغِ انجمن کشتۂ ذوقِ شعر کو، شمعِ سرِ مزار ایک
دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا ایک مُحِبِّ چار یار، عاشقِ هشت و چار ایک
جانِ وفا پرست کو، ایک شمیمِ نوبہار فرقِ ستیزہ مست کو، ابرِ تگرگ بار ایک
لایا ہے، کہکے یہ غزل شائبۂ ریا سے دُور کر کے دل و زبان کو، غالبِ خاکسار، ایک

۱۹

ولی عہدی میں شاہی ہو مبارک! غایاتِ الٰہی ہو مبارک!

(ل)

۲۰

پیر و مرشد، معاف کیجے گا میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال

(م)

۲۱

خدا کے بعد نبی، اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق، والسّلام و الاکرام

(ن)

۲۲

مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آ جاتا ہوں شمع ساں، میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں
ہووے ہے، جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام جس گزرگاہ سے، میں آبلہ پا جاتا ہوں
سرگراں مجھ سے سُبکرَو کے، نہ، رہنے سے رہو کہ بہ یک جنبشِ لب، مثل صدا، جاتا ہوں

۲۳

اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں؟ ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں؟
نہیں کرنے کا، میں، تقریر ادب سے باہر میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟
شکر سمجھو اسے، یا کوئی شکایت سمجھو اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں؟
اپنے دل ہی سے، میں، احوالِ گرفتاریِ دل جب نہ پاؤں کوئی غمخوار، کہوں یا نہ کہوں؟
دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی میرا ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں؟
میں تو دیوانہ ہوں، اور ایک جہاں ہے غمّاز گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں؟
آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے، تو، اسد حسبِ حال اپنے پھر اشعار، کہوں یا نہ کہوں؟

۲۴

اس قدر ضبط کہاں ہے کبھی آ بھی نہ سکوں ستم اتنا تو نہ کیجے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں
لگ گئی آگ اگر گھر کو، تو اندیشہ کیا شعلۂ دل تو نہیں ہے کہ بُجھا بھی نہ سکوں
تم نہ آؤ گے، تو مرنے کی ہیں سو تدبیریں موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں
ہنس کے بلوایئے، مٹ جائے گا سب دل کا گلہ کیا تصور ہے تمھارا کہ مٹا بھی نہ سکوں

۲۵

جس دن سے کہ ہم غمزدہ زنجیر بپا ہیں کپڑوں میں جوئیں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں

۲۶

تم سلامت رہو قیامت تک! دولت و عزّ و جاہ، روز افزوں

۲۷

درم و دام اپنے پاس کہاں؟ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟

۲۸

میں قائلِ خدا و نبی و امام ہوں بندہ خدا کا، اور علی کا غلام ہوں

۲۹

در پر امیرِ کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں
بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں، اسد خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں

۳۰

ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں میں، دشتِ غم میں، آہوے صیّاد دیدہ ہوں
ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں

جاں لب پہ آئی، تو بھی نہ شیریں ہوا دہن
از بسکہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں

نے سُبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے واسطہ
میں معرضِ مثال میں، دستِ بُریدہ ہوں

ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ
نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں

جو چاہیے، نہیں وہ، مری قدر و منزلت
میں، یوسفِ بقیمتِ اوّل (؟) خریدہ ہوں

ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے، مری جگہ
ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں

اہلِ وَرَع کے حلقے میں، ہرچند، ہوں ذلیل
پر عاصیوں کے زمرے میں، مَیں برگزیدہ ہوں

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح، اسد
ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں

۳۱

میں بھولا نہیں تجھ کو، اے میری جاں
کروں کیا؟ کہ یاں گر رہے ہیں مکاں

۳۲

نشۂ سوزشِ دل، در خورِ عتاب نہیں
سرِ سودا زدہ، آتشکدۂ تاب نہیں

ہمت و حوصلۂ شورشِ شبنم معلوم
قُلزمِ اشک، نمِ دیدۂ خوناب نہیں

(   )
شبِ تاریک، خیالِ دلِ مہتاب نہیں

پرسشِ عشق سے ہے اُن کو فراغت مقصود
ہدیۂ پارۂ دل، نازشِ جلباب نہیں

(   )
شمع یہ، زیبِ دہِ مجلسِ احباب نہیں

ہمت و شوقِ طلب گاریِ مقصود کہاں؟
برق، خرمن زنِ بیتابیِ سیماب نہیں

(   )
تارِ تمکین، حریفِ سرِ مضراب نہیں

گلشنِ ہستیِ عالم، ہے دبستانِ نشاط
نقشِ گل، رونقِ بے مشقیِ طلاب نہیں

(   )
غم ہی اک چیز ہے دنیا میں، جو کمیاب نہیں

(و)

۳۴

دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو
آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو

۳۵

شمشیرِ صافِ یار، جو زہراب دادہ ہو
وہ خطِ سبز ہے کہ برخسارِ سادہ ہو

۳۶

بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی
کعبے میں، کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو؟

۳۷

آئی اگر بلا، تو جگہ سے ٹلے نہیں   ایراھی دے کے ھم نے بچایا ھے کِشت کو

۳۸

نتیجہ اپنی آھوں کا ھے شکلِ مستوی پورا   ھیولیٰ صورتِ کابوس پھر خوابِ گراں کیوں ھو

۳۹

جویاے حالِ دھلی و الور، سلام لو

۴۰

گاتی تھیں شہرو کی بیگم، تننا ھا یا ھو   دودھ میں پکتے تھے شلغم، تننا ھا یا ھو

(۵)

۴۱

شبِ وصال میں، مُونس گیا ھے بن، تکیہ   ھوا ھے مُوجبِ آرامِ جان و تن، تکیہ
خراج بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج؟   کہ بن گیا ھے، خمِ جعدِ پُرشکن تکیہ
بنا ھے تختۂ گلہاے یاسمیں، بستر   ھوا ھے دستۂ نسرین و نسترن، تکیہ
فُروغِ حسن سے روشن ھے، خوابگاہ تمام   جو رختِ خواب ھے پرویں، تو ھے پَرَن تکیہ
مزا ملے، کہو، کیا خاک ساتھ سونے کا؟   رکھے جو بیچ میں، وہ شوخِ سیمتن، تکیہ
اگرچہ تھا یہ ارادہ، مگر خدا کا شکر!   اُٹھا سکا نہ نزاکت سے، گلبدن، تکیہ
ھوا ھے، کاٹ کے چادر کو، ناگہاں غائب   اگرچہ زانوے نَل پر رکھے، دَمن، تکیہ
بضربِ تیشہ وہ اس واسطے ھلاک ھوا   کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا، کوھکن، تکیہ
یہ رات بھر کا ھے ھنگامہ، صبح ھوتے تک   رکھو نہ شمع پہ، اے اھلِ انجمن، تکیہ
اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے، لیکن   اُٹھاے کیونکے، یہ رنجورِ خستہ تن، تکیہ
غش آ گیا جو، پس از قتل، میرے قاتل کو   ھوئی ھے، اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ
جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا   لگا کے بیٹھتے ھیں اُس سے راھزن، تکیہ
شبِ فراق میں یہ حال ھے اذیت کا   کہ سانپ فرش ھے، اور سانپ کا، ھے، مَن تکیہ
روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ "تکیہ کلام"   اب اُس کو کہتے ھیں اھلِ سخن "سُخَن تکیہ"

ھم اور تم، فلکِ پیر جس کو کہتے ھیں
فقیرِ غالبِ مسکیں کا ھے کہن تکیہ

(ی)

۴۲

ھنستے ھیں، دیکھ دیکھ کے، سب، ناتواں مجھے یہ رنگ زرد، ھے چمنِ زعفراں مجھے

۴۳

دیکھ وہ برقِ تبسم، بس کہ، دل بیتاب ھے دیدۂ گریاں مرا، فوّارۂ سیماب ھے
کھول کر دروازۂ میخانہ، بولا میفروش اب شکستِ توبہ میخواروں کو فتح الباب ھے

۴۴

اک گرم آہ کی، تو ھزاروں کے گھر جلے رکھتے ھیں عشق میں یہ اثر، ھم جگر جلے
پروانے کا نہ غم ھو، تو پھر کس لیے، اسد ھر رات، شمع، شام سے لے تا سحر جلے؟

۴۵

ماہِ نو ھوں، کہ فلک عجز سکھاتا ھے مجھے عمر بھر ایک ھی پہلو پہ سلاتا ھے مجھے

۴۶

طرزِ بیدل میں ریختہ کہنا اسد اللہ خاں قیامت ھے

۴۷

زخمِ دل تم نے دکھایا ھے کہ جی جانے ھے ایسے ھنستے کو رُلایا ھے کہ جی جانے ھے

۴۸

صبا، لگا وہ طپانچے طرف سے بلبل کی کہ روے غنچۂ گل سوے آشیاں پھر جاے

۴۹

اور تو رکھنے کو ھم دھر میں کیا رکھتے تھے فقط اک شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے
اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا آپ لکھتے تھے ھم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے

۵۰

یہ خبط نہیں تو اور کیا ھے؟

۵۱

روز اس شہر میں اک حکم نیا ھوتا ھے کچھ سمجھ میں نہیں آتا ھے کہ کیا ھوتا ھے

۵۲

دیکھیے، کیا جواب آتا ھے؟

۵۳

جو حدِ تقویٰ ادا نہووے، تو اپنا مذھب یہی ھے، غالب
ھوس نہ رہ جائے کوئی باقی، گناہ کیجے، تو خوب کیجے

۵۴

بتو، توبہ کرو تم کیا ھو؟ جب اِدبار آتا ھے
تو یوسف سا حسیں، بکنے سرِ بازار آتا ھے

۵۵

مزہ تو جب ھے کہ اے آہِ نارسا، ھم سے
وہ خود کہے کہ: "بتا تیری آرزو کیا ھے؟"

۵۶

حالت ترے عاشق کی یہ اب آن بنی ھے
اعضا شکنی ھو چکی، اب جاں شکنی ھے

۵۷

گھر سے نکالنا ھے اگر، ھاں نکالیے
ناحق کی حُجّتیں نہ، مری جاں، نکالیے
لیں بوسہ، یا مصیبتِ ھجراں بیاں کریں
اک مُنہ ھے، کون کون سے ارماں نکالیے

۵۸

زرا کر زور سینے پر، کہ تیرِ پُر ستم نکلے
جو وہ نکلے، تو دل نکلے، جو دل نکلے، تو دم نکلے

۵۹

اگر ھوتا تو کیا ھوتا، یہ کہیے
نہ ھونے پر ھیں یہ باتیں دھن کی

۶۰

آپ نے "مَسَّنِی الضُّر" کہا ھے تو سہی
یہ بھی، یا حضرتِ ایوب، گِلا ھے تو سہی
رنج، طاقت سے سوا ھو، تو نہ پیٹوں کیوں کر؟
ذھن میں، خوبیِ تسلیم و رضا، ھے تو سہی
ھے غنیمت کہ باُمید گزر جائے گی عمر
نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ھے تو سہی
دوست گر کوئی نہیں ھے، جو کرے چارہ گری
نہ سہی؛ لیک تمنائے دوا ھے تو سہی
غیر، سے، دیکھیے، کیا خوب نباھی اُس نے
نہ سہی ھم سے، پر اُس بت میں وفا ھے تو سہی
نقل کرتا ھوں اُسے نامۂ اعمال میں، میں
کچھ نہ کچھ روزِ ازل تم نے لکھا ھے تو سہی
کبھی آ جائے گی، کیوں کرتے ھو جلدی، غالب؟
شُہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ھے تو سہی

۶۱

میں ھوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی
تم ھو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی
غیر کی مرگ کا غم کس لیے، اے غیرتِ ماہ؟
ھیں ھوس پیشہ بہت، وہ نہوا اور سہی

تم هو بت، پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟ — تم خداوند هی کہلاؤ، خدا اور سہی
حُسن میں حور سے بڑھ کر نہیں هونے کے کبھی — آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی
تیرے کوچے کا ہے مائل، دلِ مضطر میرا — کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی
کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے، واعظ؟ — خلد بھی باغ ہے، خیر آب و هوا اور سہی
کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں، یارب؟ — سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی
مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں — زهر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی
مجھ سے، غالب، یہ علائی نے غزل لکھوائی — ایک بیداد گرِ رنج فزا اور سہی

۶۲

کٹے تو شب کہیں، کاٹے، تو سانپ کہلاوے — کوئی بتاؤ کہ وہ زلفِ خم بخم کیا ہے؟
لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود — کسے خبر ہے کہ واں جُنبشِ قلم کیا ہے؟
نہ حشر و نشر کا قائل، نہ کیش و ملت کا — خدا کے واسطے! ایسے کی پھر قسم کیا ہے؟
وہ داد و دید گرانمایہ شرط ہے، همدم — وگرنہ، مُہرِ سلیمان و جامِ جم کیا ہے؟

۶۳

لطفِ نظارۂ قاتل، دمِ بسمل، آئے — جان جائے، تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے
ان کو کیا علم کہ کشتی پہ مری کیا گزری؟ — دوست جو ساتھ مرے تا لبِ ساحل آئے
وہ نہیں هم کہ چلے جائیں حرم کو، اے شیخ — ساتھ حُجاج کے اکثر کئی منزل آئے
آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے هیں — لو، وہ برهم زنِ هنگامۂ محفل آئے
دیدہ خونبار ہے مدت سے؛ ولے آج، ندیم — دل کے ٹکڑے بھی کئی، خون کے شامل آئے
سامنا، حور و پری نے نہ کیا ہے، نہ کریں — عکس تیرا هی، مگر، تیرے مقابل آئے
موت بس اُن کی ہے جو مر کے وهیں دفن هوے — زیست اُن کی ہے جو اُس کوچے سے گھایل آئے
بن گیا سُبحہ وہ زنار، خدا خیر کرے! — وہ جو نازک ہے کمر اُس پہ بہت دل آئے
اب ہے دلّی کی طرف کوچ همارا، غالب — آج هم حضرتِ نوّاب سے بھی مل آئے

۶۴

مسجد کے زیرِ سایہ، اک گھر، بنا لیا ہے — یہ بندۂ کمینہ همسایۂ خدا ہے

۶۵

آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ — یا فقط رستا همیں بتلاؤ گے؟

﴿ ۶۶ ﴾

تحریر ہے، یہ غالبِ یزداں پرست کی   تاریخ اس کی، آج نویں ہے اگست کی

﴿ ۶۷ ﴾

دمِ واپسیں بر سرِ راہ ہے   عزیزو، اب اللہ ہی اللہ ہے!

رباعیات

﴿ ۱ ﴾

جن لوگوں کو ہے مجھ سے عداوت گہری   کہتے ہیں وہ مجھ کو رافضی اور دہری
دہری کیونکر ہو، جو کہ ہووے صوفی؟   شیعی کیونکر ہو، ماوَرَاءُ النہری؟

﴿ ۲ ﴾

اصحاب کو جو کہ نا سزا کہتے ہیں   سمجھیں تو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں
سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم   ہے، ہے! نہ کہو، کسے بُرا کہتے ہیں!

﴿ ۳ ﴾

یارانِ رسول، یعنی اصحاب کبار   ہیں گرچہ بہت خلیفہ اُن میں ہیں چار
ان چار میں ایک سے ہو جس کو انکار   غالب، وہ مسلمان نہیں ہے زنہار

﴿ ۴ ﴾

یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟   الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟
وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا (اور) وہ علم   بتلاو کوئی کہ تھی برائی کس میں؟

﴿ ۵ ﴾

یارانِ نبی سے رکھ تولا، باللہ!   ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا باللہ!
وہ دوست نبی کے اور تم اُن کے دشمن   لاحَول ولا قُوَّۃَ اِلَّا باللہ!

﴿ ۶ ﴾

رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟   ثاقب، حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے؟
حاجی کلو کو دے کے بے وجہ جواب   غالب کا پکا دیا کلیجا تم نے

﴿ ۷ ﴾

اے روشنیِ دیدہ شہاب الدین خاں   کٹتا ہے، بتاؤ، کس طرح سے رمضاں؟
ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک؟   سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں؟

﴿ ۸ ﴾

اے منشیِ خیرہ سر، سخن ساز نہو   عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہو
آواز تری نکلی اور آواز کے ساتھ   لاٹھی وہ لگی کہ جس میں آواز نہو

﴿ ۹ ﴾

(. . . . .)   (   )
(........   )   کھاتا نہ انھیں کہ یہ پرائے ہیں آم

حصّہ چہارم: بادآورد

غزلیات

(الف)

۱

اسد، افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے — یادِ روزے کہ نفس در گرو "یا رب" تھا

۲

فرو پیچیدنی ہے فرش بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَور ساغر کا
خطِ نوخیزگی، آئینے میں دی کس نے، آرایش؟ — کہ ہے تہ بندیِ پر ہاے طوطی رنگ جوہر کا
گیا جو نامہ بر، واں سے برنگِ باختہ آیا — خطوطِ روے قالیں، نقش ہے پشتِ کبوتر کا
شکستِ گوشہ گیراں، ہے فلک کو حاصلِ گردش — صدف سے آسیاے آب میں ہے دانہ گوہر کا
فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خونباری، تماشا ہے — نفس کرتا ہے رگہاے مِژہ پر کام نشتر کا
خیالِ شربتِ عیسی گدازِ تر جبینی ہے — اسد، ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا

۳

خاکِ عاشق، بسکہ، ہے فرسودۂ پروازِ شوق — جادۂ ہر دشت، تارِ دامنِ قاتل ہوا

۴

تنک ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مَے بعید بالیدنی ساغر نہیں ہوتا
عجب، اے آبلہ پایانِ صحراے نظر بازی — کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا
خوشا! عجزے کہ عاشق جل بجھے جوں شعلۂ خامش — کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا
تماشاے گل و گلشن ہے مفتِ سر بجیبی ہا — بہ از چاکِ گریباں، گلستاں کا در، نہیں ہوتا
زکہ چشمِ حصولِ نفع، صحبتہاے ممسک سے — لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا
نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا
صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بِن قطرۂ نیساں، اسد، گوہر نہیں ہوتا

۵

وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا — ماہ پر، ہالہ صفت، حلقۂ فتراک چڑھا
نشۂ مَے کے اُتر جانے کے غم سے انگور — صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا

بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال   مے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا
میں جو گردوں کو بمیزانِ طبیعت تولا   تھا یہ کم وزن کہ ھمسنگِ کفِ خاک چڑھا
اے اسد، وا شدنِ عقدۂ غم گر چاھے
حضرتِ زلف میں، جوں شانہ، دلِ چاک چڑھا

۶

خط جو رخ پر جانشینِ حلقۂ مہ ھو گیا   حالہ دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ھو گیا
حلقۂ گیسو کھلا دورِ خطِ رُخسار پر   حلقۂ دیگر بہ گردِ حلقۂ مہ ھو گیا
شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب   پارۂ چاکِ کتاں، پرکالۂ مہ ھو گیا
شب کہ وہ گُل باغ میں تھا جلوہ فرما، اے اسد
داغِ مہ، جوشِ چمن سے، لالۂ مہ ھو گیا

۷

دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رہا   بدمِ چند گرفتارِ غمِ چند رہا
زندگی کے ھوے ناگہ نفسِ چند تمام   کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رہا
لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی   لا جرم، توڑ کے، عاجز، قلمِ چند، رہا
الفتِ زر ھمہ نقصاں ھے، کہ آخر قاروں   زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا
عمر بھر ھوش نہ یک جا ھوے میرے کہ، اسد   میں پرستندۂ روے صنمِ چند رہا

۸

بسانِ سبزہ رگِ خواب ھے زباں ایجاد   کرے ھے خامشی احوالِ بیخوداں پیدا
صفا و شوخی و اندازِ حسنِ پا بہ رکاب   خطِ سیاہ سے ھے گردِ کارواں پیدا
نہیں ھے آہ کو ایماے تیر باریدن   وگرنہ ھے خمِ تسلیم سے کماں پیدا
نصیب تیرہ، بلا گردشِ آفریں ھے، اسد   زمیں سے ھوتے ھیں صد دامن آسماں پیدا

۹

نہاں کیفیتِ مَے میں ھے سامانِ حجاب اُس کا   بُنا ھے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا
اگر اُس شعلہ رُو کو دوں پیامِ مجلس افروزی   زبانِ شمعِ خلوتخانہ دیتی ھے جواب اُس کا
عیاں کیفیتِ میخانہ ھے جوے گلستاں میں   کہ مَے عکسِ شفق ھے، اور ساغر ھے حباب اُس کا
اُٹھائے ھیں جو میں افتادگی میں متصل صدمے   کروں گا اشک ھاے واچکیدہ سے حساب اُس کا
اسد کے واسطے رنگے بروے کار ھو پیدا
غبار، آوارۂ سرگشتہ ھے، یا بو تراب، اُس کا

۱۰

زِ بس ہے ناز بردارِ غرورِ نقشۂ صہبا رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا
در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں بہارِ سُنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا
کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ نِقابِ یار ہے از پردہ ھاے چشمِ نابینا
نہ دیجے پاسِ ضبطِ آبرو، وقتِ شکستن بھی تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا
اسد، طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ
شرر، ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا

(ج)

۱۱

رنگریزِ جسم و جاں نے از خُمستانِ عدم خرقۂ ھستی نکالا ہے برنگِ احتیاج

(ر)

۱۳

دنداں کا خیال، چشمِ تر، کر ھر دانۂ اشک کو گہر کر
آتی نہیں نیند، اے شبِ تار افسانۂ زلفِ یار سر کر
اے دل، بخیالِ عارضِ یار یہ شامِ غم آپ پر سحر کر
ھرچند اُمید دور تر ہو اے حوصلے، سعی بیشتر کر
میں آپ سے جا چکا ہوں، اب بھی اے بیخبری، اُسے خبر کر
افسانہ، اسد، بایں درازی اے غمزدہ قصہ مختصر کر

(م)

۱۴

یاں اشک جدا گرم ہے، اور آہ جدا گرم حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ھوا گرم
اُس شعلے نے گُلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ھَوا گرم
وا کر سکے یاں کون بجز کاوشِ شوخی جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم
گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار جوں پنجۂ خُرشید ہو، اے دستِ دعا، گرم
یہ آتشِ ھمسایہ کہیں گھر نہ جلا دے کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم
غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے، غالب میں رشک سے، جوں آتشِ خاموش، رہا گرم

(ن)

۱۸

ضمانِ جادہ رویانَدن ہے خطِ جامِ مَے نوشاں — وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟
نہیں ہے، ضبط، جز مشاطگیہاے غم آرائی — کہ مِیلِ سُرمہ چشمِ داغ میں ہے، آہِ خاموشاں
ہنگامِ تصوّر ساغرِ زانو سے پیتا ہوں — مَے کیفیتِ خمیازہ ہاے صبح آغوشاں
نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا — نہیں محسوس، دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں
پریشانی، اسد، در پردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجومِ خانہ بر دوشاں

۱۹

نہیں ہے بے سبب قطرے کو، شکلِ گوہر، افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن
مہِ نو سے ہے، رہزن وار، نعلِ واژگوں باندھا — نہیں ممکن بجولاں ہاے گردوں دخلِ پے بردن
خمارِ ضبط سے بھی نقشۂ اظہار پیدا ہے — تراوش شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن
خراب آبادِ غربت میں عبث، افسوسِ ویرانی — گلِ از شاخ دور افتادہ ہے نزدیکِ پژمردن
فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں — خوشا! اے غفلت آگاہاں، نفس دُزدیدن و مردن
دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل — رہا پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن
اسد، ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا — فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن

۲۰

سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمہ و چنگ، ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن
بسکہ شرمندۂ بوے خوشِ گُلرُویاں ہے — نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دُزدیدن
ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے — شعلۂ شمع، پرافشانِ بخود لرزیدن
گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں، پیکاں — گرہِ غنچہ، ہے، سامانِ چمن بالیدن
چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ، اسد — واے! اے بیخودی و تہمتِ آرامیدن

(و)

۲۱

منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو — تا گل زِ جگر زخم میں ہے راہ نفس کو
بیباک ہوں از بسکہ بیازارِ محبت — سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو
رہتے دو گرفتارِ بزندانِ خموشی — چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دُزدیدہ نفس کو
پیدا ہوے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں — فرسودنِ پاے طلب و دستِ ہوس کو
نالاں ہو، اسد، تو بھی سرِ راہ گزر پر — کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو

غزلیات

(الف)

﴿ ۱ ﴾

اسد، افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے   یادِ روزے کہ نفس در گروِ "یا رب" تھا

﴿ ۲ ﴾

فروِ پیچیدنی ہے فرش بزمِ عیش گستر کا   دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَور ساغر کا
خطِ نوخیزگی، آئینے میں دی کس نے، آرایش؟   کہ ہے تہ بندیِ پر ہاے طوطی رنگ جوہر کا
گیا جو نامہ بر، واں سے برنگِ باختہ آیا   خطوطِ روے قالیں، نقش ہے پشتِ کبوتر کا
شکستِ گوشہ گیراں، ہے فلک کو حاصلِ گردش   صدف سے آسیاے آب میں ہے دانہ گوہر کا
فزوں ہوتا ہے ہر دم جوشِ خونباری، تماشا ہے   نفس کرتا ہے رگہاے مژہ پر کام نشتر کا
خیالِ شربتِ عیسی گدازِ تر جبینی ہے   اسد، ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا

﴿ ۳ ﴾

خاکِ عاشق، بسکہ، ہے فرسودۂ پروازِ شوق   جادۂ ہر دشت، تارِ دامنِ قاتل ہوا

﴿ ۴ ﴾

تنک ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا   حبابِ مَے بصد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا
عجب، اے آبلہ پایانِ صحراے نظر بازی   کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا
خوشا! عجزے کہ عاشق جل بجھے جوں شعلۂ خامش   کہ کم از سرمہ اُس کا مشتِ خاکستر نہیں ہوتا
تماشاے گل و گلشن ہے مفتِ سر بجیبی ہا   بہ از چاکِ گریباں، گلستاں کا در، نہیں ہوتا
زہے چشمِ حصولِ نفع، صحبتہاے ممسک سے   لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا
نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں   کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا
صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا   صدف بِن قطرۂ نیساں، اسد، گوہر نہیں ہوتا

﴿ ۵ ﴾

وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا   ماہ پر، ہالہ صفت، حلقۂ فتراک چڑھا
نشۂ مَے کے اُتر جانے کے غم سے انگور   صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا

بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال　　مَے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا
میں جو گردوں کو بمیزانِ طبیعت تولا　　تھا یہ کم وزن کہ ھمسنگِ کفِ خاک چڑھا
اے اسد، وا شدنِ عقدۂ غم گر چاھے
حضرتِ زلف میں، جوں شانہ، دلِ چاک چڑھا

۶

خط جو رخ پر جانشینِ ھالۂ مہ ھو گیا　　ھالہ دودِ شعلۂ جوالۂ مہ ھو گیا
حلقۂ گیسو کھلا دورِ خطِ رُخسار پر　　ھالۂ دیگر بہ گردِ ھالۂ مہ ھو گیا
شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب　　پارۂ چاکِ کتاں، پرکالۂ مہ ھو گیا
شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما، اے اسد
داغِ مہ، جوشِ چمن سے، لالۂ مہ ھو گیا

۷

دلِ بیتاب کہ سینے میں دمِ چند رھا　　بدمِ چند گرفتارِ غمِ چند رھا
زندگی کے ھوے تاگہ نفسِ چند تمام　　کوچۂ یار جو مجھ سے قدمِ چند رھا
لکھ سکا میں نہ اُسے شکوۂ پیماں شکنی　　لا جرم، توڑ کے، عاجز، قلمِ چند، رھا
الفتِ زر ھمہ نقصاں ھے، کہ آخر قاروں　　زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رھا
عمر بھر ھوش نہ یک جا ھوے میرے کہ، اسد　　میں پرستندۂ روے صنمِ چند رھا

۸

بسانِ سبزہ رگِ خواب ھے زباں ایجاد　　کرے ھے خامشی احوالِ بیخوداں پیدا
صفا و شوخی و اندازِ حسنِ پا بہ رکاب　　خطِ سیاہ سے ھے گردِ کارواں پیدا
نہیں ھے آہ کو ایماے تیر باریدن　　وگرنہ ھے خمِ تسلیم سے کماں پیدا
نصیب تیرہ، بلا گردشِ آفریں ھے، اسد　　زمیں سے ھوتے ھیں صد دامن آسماں پیدا

۹

نہاں کیفیتِ مَے میں ھے سامانِ حجاب اُس کا　　بُنا ھے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا
اگر اُس شعلہ رُو کو دوں پیامِ مجلس افروزی　　زبانِ شمعِ خلوتخانہ دیتی ھے جواب اُس کا
عیاں کیفیتِ میخانہ ھے جوے گلستاں میں　　کہ مَے عکسِ شفق ھے، اور ساغر ھے حباب اُس کا
اُٹھاے ھیں جو میں افتادگی میں متصل صدمے　　کروں گا اشک ھاے واچکیدہ سے حساب اُس کا
اسد کے واسطے رنگے بروے کار ھو پیدا
غبار، آوارۂ سرگشتہ ھے، یا بو تراب، اُس کا

۱۰

ز بس ہے ناز بردارِ غرورِ نشۂ صہبا   رگِ بالیدۂ گردن ہے موجِ بادہ در مینا
در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں   بہارِ سنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا
کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ   نقابِ یار ہے از پردہ ہاے چشمِ نابینا
ندیجے پاسِ ضبطِ آبرو، وقتِ شکستن بھی   تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا
اسد، طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ
شرر، ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا

(ج)

۱۱

رنگریزِ جسم و جاں نے از خمستانِ عدم   خرقۂ ہستی نکالا ہے برنگِ احتیاج

(ر)

۱۳

دنداں کا خیال، چشمِ تر، کر   ہر دانۂ اشک کو گہر کر
آتی نہیں نیند، اے شبِ تار   افسانۂ زلفِ یار سر کر
اے دل، بخیالِ عارضِ یار   یہ شامِ غم آپ پر سحر کر
ہرچند اُمید دور تر ہو   اے حوصلے، سعی بیشتر کر
میں آپ سے جا چکا ہوں، اب بھی   اے بیخبری، اُسے خبر کر
افسانہ، اسد، بہ ایں درازی   اے غمزدہ قصہ مختصر کر

(م)

۱۴

یاں اشک جدا گرم ہے، اور آہ جدا گرم   حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم
اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم   پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم
وا کر سکے یاں کون بجز کاوشِ شوخی   جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم
گر ہے سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار   جوں پنجۂ خرشید ہو، اے دستِ دعا، گرم
یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلا دے   کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم
غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے، غالب   میں رشک سے، جوں آتشِ خاموش، رہا گرم

(ن)

۱۸

ضمانِ جادہ رویاندن ہے خطِ جامِ مَے نوشاں
وگرنہ منزلِ حیرت سے کیا واقف ہیں مدہوشاں؟

نہیں ہے، ضبط، جز مشاقلیہاے غمِ آرائی
کہ میلِ سُرمہ چشمِ داغ میں ہے، آہِ خاموشاں

بہنگامِ تصوّر ساغرِ زانو سے پیتا ہوں
مَےِ کیفیتِ خمیازہ ہاے صبحِ آغوشاں

نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا
نہیں محسوس، دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں

پریشانی، اسد، در پردہ ہے سامانِ جمعیت
کہ ہے آبادیِ صحرا، ہجومِ خانہ بر دوشاں

۱۹

نہیں ہے بے سبب قطرے کو، شکلِ گوہر، افسردن
گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن

مہِ نو سے ہے، رہزن وار، نعلِ واژگوں باندھا
نہیں ممکن بجولاں ہاے گردوں دخلِ پے بردن

خمارِ ضبط سے بھی نقشِ اظہار پیدا ہے
تراوش شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن

خرابِ آبادِ غربت میں عیش، افسوسِ ویرانی
گلِ از شاخ دور افتادہ ہے نزدیکِ پژمردن

فغان و آہ سے حاصل بجز دردِ سرِ یاراں
خوشا! اے غفلت آگاہاں، نفس دُزدیدن و مردن

دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل
رہا پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن

اسد، ہے طبع مجبورِ تمنّا آفرینی ہا
فغاں! بے اختیاری و فریبِ آرزو خوردن

۲۰

سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن
نغمہ و چنگ، ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن

بسکہ شرمندۂ بوے خوشِ گلرُویاں ہے
نکہتِ گل کو ہے غنچے میں نفس دُزدیدن

ہے فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں سے
شعلۂ شمع، پرافشانِ بخود لرزیدن

گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں، پیکاں
گرہِ غنچہ، ہے، سامانِ چمن بالیدن

چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ، اسد
واے! اے بیخودی و تہمتِ آرامیدن

(و)

۲۱

منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو
تا گل ز جگر زخم میں ہے راہ نفس کو

بیباک ہوں از بسکہ ببازارِ محبت
سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو

رہنے دو گرفتارِ بزندانِ خموشی
چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دُزدیدہ نفس کو

پیدا ہوے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں
فرسودنِ پاے طلب و دستِ ہوس کو

نالاں ہو، اسد، تو بھی سرِ راہ گزر پر
کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو

۲۲

اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ
گو، یاد مجھ کو کرتے ہیں خوباں لیکن بسانِ دردِ کشیدہ
ہے رشتۂ جاں فرطِ کشش سے مانند نبضِ دستِ بُریدہ
ٹوٹا ہے، افسوس! موے خم زلف ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ
خالِ سیاہِ رنگیں رُخاں سے ہے داغِ لالہ در خوں تپیدہ
جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل سر تا بپا ہوں جیبِ دریدہ
یارو، اسد کا نام و نشاں کیا بیدل، فقیرِ آفت رسیدہ

۲۳

خوشا! طوطی و کُنجِ آشیانہ نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ
سرشکِ بر زمیں افتادہ آسا اُٹھا یاں سے نہ میرا آب و دانہ
حریفِ عرضِ سوزِ دل نہیں ہے زباں ہرچند ہوجاوے زبانہ
دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا نواے بربط و چنگ و چغانہ
کرے کیا دعویِ آزادیِ عشق گرفتارِ الم ہاے زمانہ
اسد، اندیشۂ ششدر شُدن ہے
نہ پھرئیے مہرہ ساں خانہ بخانہ

۲۴

اے دریغا! کہ نہیں طبعِ نزاکت ساماں ورنہ کانٹے میں تُلے ہے سخنِ سنجیدہ

(ی)

۲۵

کرے ہے رہرواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی هوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی
نظر بندِ تصور ہے قفس میں، لطفِ آزادی شکستِ آرزو کے رنگ کی کرتا ہوں صیادی
کرے ہے حُسنِ ویراں کار روے سادہ رُویاں پر غُبارِ خط سے تعمیرِ بناے خانہ بربادی
چنار آسا عدم سے با دلِ پُر آتش آیا ہوں تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی
اسد، از بسکہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے
غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی

۲۶

بزلفِ مہ وشاں رہتی ہے، شب، بیدار، ظاہر ہے   زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی

۲۷

تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے   ز بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی

۲۸

آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشتاب ہے   آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے

حیراں ہوں، دامنِ مژہ کیوں جھاڑتا نہیں   خط صفحۂ عذار پہ گردِ کتاب ہے

جوں نخلِ ماتم، ابر سے مطلب نہیں مجھے   رنگِ سیاہِ نیل، غبارِ سحاب ہے

ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر   تاثیر جُستنِ اشک سے نقشِ بر آب ہے

دیکھ، اے اسد، بدیدۂ باطن کہ ظاہرا

ہر ایک ذرّہ غیرتِ صد آفتاب ہے

۲۹

بہار شوخ، و چمن تنگ، و رنگِ گل دلچسپ   نسیم، باغ سے پا در حنا نکلتی ہے

۳۰

نقشِ سطرِ صد تبسّم ہے بر آب زیرِ گاہ   حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے

۳۱

از دلِ ہر دردمندے جوشِ بیتابی زدن   اے ہمہ بے مدعائی، یک دعا ہو جائیے

۳۲

تجھ کو، اے غفلت نسب، پروائے مشتاقاں کہاں!   یاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری

۳۳

نہیں ہے، حوصلہ، پا مردِ کثرتِ تکلیف   جنونِ ساختہ، حرزِ فسونِ دانائی

۳۴

جوہرِ زلف کی تقریرِ پیچتابِ خاموشی   ہند میں اسد نالاں، نالہ در صفاہاں ہے

۳۵

نقشِ رنگینیِ سعیِ قلمِ مانی ہے   بکفِ دامنِ صد رنگ گلستاں زدہ ہے

﴿ ۳۷ ﴾

نمک بر داغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ھے سوادِ دیدۂ آھو شبِ مہتاب ھو جاوے

﴿ ۳۸ ﴾

اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ھے تسلیم فروشی، روشِ کبکِ دری ھے
شرمندۂ اُلفت ھوں مداوا طلبی سے ھر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ھے
سرمایۂ وحشت ھے، دلا، سایۂ گلزار ھر سبزۂ نو خاستہ یاں بالِ پری ھے
روشن ھوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ھے
ھم آئے ھیں، غالب، رہِ اقلیمِ عدم سے
یہ تیرگیِ حال لباسِ سَفری ھے

﴿ ۳۹ ﴾

وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سنبل کے تلے؟
کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ خال کب مشاطہ دے سکتی ھے کاکل کے تلے
بسکہ خوباں باغ کو دیتے ھیں وقتِ مَے شکست بال اُگ جاتا ھے شیشے کا رگِ گل کے تلے
ھے پرِ افشانِ تپیدنہا بتکلیفِ ھوس ورنہ صد گلزار ھے یک بالِ بلبل کے تلے
پے بمقصد بُردنی ھے خضرِ مَے سے، اے اسد
جادۂ منزل ھے خطِ ساغرِ گُل کے تلے

﴿ ۴۰ ﴾

نپوچھ کچھ سروسامان و کاروبارِ اسد جنوں معاملہ، بیدل، فقیرِ مسکیں ھے

﴿ ۴۱ ﴾

روتا ھوں بسکہ در ھوسِ آرمیدگی جوں گوھر، اشک کو ھے فراشِ چکیدگی
بر خاک اوفتادگیِ کشتگانِ عشق ھے سجدۂ سپاسِ بمنزل رسیدگی
انساں نیازمندِ ازل ھے کہ جوں کماں مطلب ھے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی
ھے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار گلشن کو رنگِ گُل سے ھے در خوں تپیدگی
دیکھا نہیں ھے ھم نے بعشقِ بتاں، اسد
غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی

۴۲

بدست آوردنِ دل گوہرِ دریاے شاہی ہے   وگرنہ خاتمِ دستِ سلیماں فلسِ ماہی ہے
سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا   کہ رنگِ خامۂ فولاد، مانائے سیاہی ہے
خمیدن نشۂ مے میں، ہے شرمِ زشتِ اعمالی   دماغِ زہد میں آخر غرورِ بے گناہی ہے
نہیں ہے خالی آرائش سے بے سامانیِ عاشق   شکستِ حال، اندازِ آفرینِ کج کلاہی ہے
اسد، خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں
گریباں چاکیِ گلہا نشانِ داد خواہی ہے

۴۳

نچھوڑو محفلِ عشرت میں جا، اے مے کشاں، خالی   کمیں گاہِ بلا ہے، ہو گیا شیشہ جہاں خالی
نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں   کہ تارِ جادہ سے ہے لجۂ ریگِ رواں خالی
دکانِ ناوکِ تاثیر ہے، از خود تہی ماندن   سراسر عجز ہو، کر خانہ مانندِ کماں خالی
محبت، ہے نواسازِ فغاں در پردۂ دلہا   کرے ہے مغز سے مانندِ نے کے استخواں خالی
عبث ہے، خطِ ساغر جلوہ، طوقِ گردنِ قمری   مے الفت سے ہے مینائے سروِ بوستاں خالی
نہ بھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر   عزیزاں، ہے برنگِ صفر جامِ آسماں خالی
اسد، ہنستے ہیں میرے گریہ ہائے زار پر مردم   بھرا ہے دھر بے دردی سے، دل کیجے کہاں خالی

۴۴

ہوے یہ رہرواں دلخستہ شرمِ نارسائی سے   کہ دستِ آرزو سے یک قلم پائے طلب کاٹے

۴۵

تماشائے جہاں مفتِ نظر ہے   کہ یہ گلزار باغِ رہگزر ہے
جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے   پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے
بجیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود   مسی مالیدہ دندانِ گہر ہے
شفق ساں موجۂ خوں ہے، رگِ خواب   کہ مژگانِ کشودہ نیشتر ہے
کرے ہے روے روشن آفتابی   غبارِ خطِ رُخ، گردِ سحر ہے
ہوئی یک عمر صرفِ مشقِ نالہ   اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے
اسد، ہوں میں پرافشانِ رمیدن
سوادِ شعر در گردِ سفر ہے

۳۶

اے اسد، مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف   صاحب دلہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے

۳۷

سمجھاؤ اُسے، یہ وضع چھوڑے   جو چاہے کرے، پہ دل نہ توڑے
تقریر کا اُس کی حال مت پوچھ   معنی ہیں بہت، تو لفظ تھوڑے
نذرِ مژہ کر دل و جگر کو   چیرے ہی سے جائیں گے یہ پھوڑے
عاشق کو یہ چاہیے کہ ہرگز   اندوہ سے (اپنا) منھ نہ موڑے
آجا لبِ بام، کوئی کب تک؟   دیوار سے اپنے سَر کو پھوڑے
جاتے ہیں رقیب کو خط اُس کے   کاغذ کے دوڑتے ہیں گھوڑے

(ق)

غم خوار کو ہے قسم کہ زنہار   غالب کو نہ تشنہ کام چھوڑے
حسرت زدۂ طرب ہے یہ شخص   دَم جب کہ بوقتِ نزع توڑے
پانی نہ چوائے اس کے منھ میں   گُل نے میں بھگو بھگو نچوڑے

رباعیات

۱

بے گریہ کمالِ ترجبینی ہے مجھے   در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے
محرومِ صدا رہا بغیر از یک بار   ابریشمِ ساز، موے چینی ہے مجھے

۲

گلخن، شرر اہتمامِ بستر ہے آج   یعنی تپِ عشق شعلہ پرور ہے آج
ہوں دردِ ہلاک نامہ بر سے بیمار   قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج

